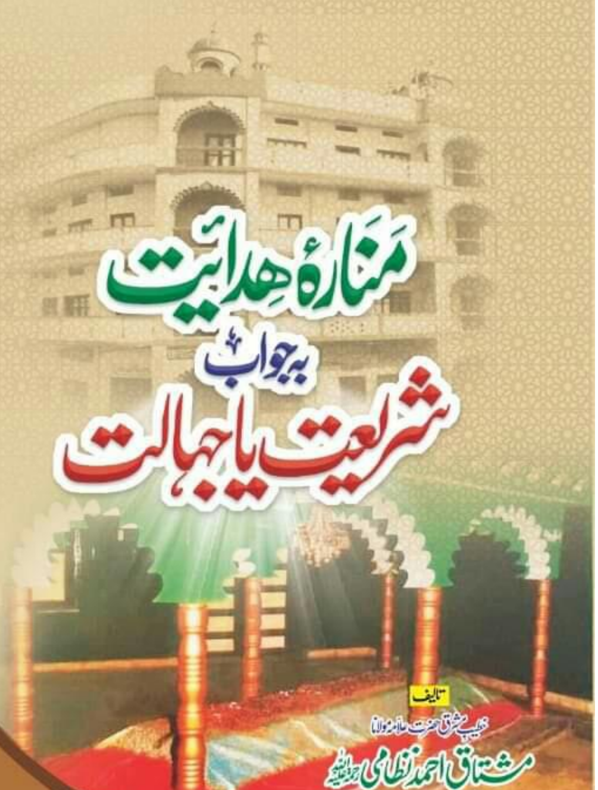


مَنَارۂ ہِدایت

بہ جوابِ

شریعت یا جہالت

تالیف

خطیبِ مشرق حضرت علامہ مولانا

مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ

بانی و مہتمم دار العلوم غریب نواز، الٰہ آباد

باہتمام

خطیبِ اسلام، قاطعِ بدمذہبیت

حضرت علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ قادری مدظلہ العالی

تخریج و حواشی وغیرہ

میثم عباس قادری رضوی

ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت پاکستان

۷۸۶
۹۲

غرض احقاقِ حق سے ہے، نہ کچھ اِبطالِ باطل سے
تیری تقریر حقانی! شریعت یا جہالت ہے

تعصب، شخصیت پرستی اور تنگ نظری کے اندھیروں سے نکل کر اِنصاف ودیانت اور حق وصداقت کے اُجالوں میں پڑھی جانے والی خیال افروز کتاب، شروع سے آخر تک حقائق ومعارف کا عبرت انگیز آئینہ

مَنَارَۂ ہِدایت

بہ جواب

شریعت یا جہالت

تالیف

خطیبِ مشرق حضرت علامہ مولانا **مشتاق احمد نظامی** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(بانی وسابق مہتمم دارُ العلوم غریب نواز، اِلٰہ آباد۔۲)

تخریج، حواشی وضمیمہ

میثم عباس قادِری رضوی

نام کتاب: منارۂ ہدایت

مؤلّف: خطیبِ مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

تخریج، حواشی وضمیمہ: میثم عباس قادِری رضوی

صفحات: ۱۵۲

طبع اوّل: نوری بک ڈپو۴/۲۶۱ ۸۸، ہمایوں باغ، کانپور

مکتبۂ پاسبان، ۲۳۵- دائرہ شاہ اجمل، الہٰ آباد

طبع دُوم: ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت وجماعت، پاکستان

قیمت: ۲۰۰ روپے

اس کتاب میں پالن حقانی دیوبندی کی بدنامِ زمانہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' کی منتخب عبارات پر تنقیدی تبصرہ کیا گیا ہے۔اور آخر میں ایک ضمیمہ شامل کیا گیا ہے، جس میں دیوبندی علما کے دو فتوے بھی شامل کیے گئے ہیں، جن میں سنبھل کے مفتی احمد حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی تکفیر کی ہے اور دیوبند کے مفتیِ اعظم مہدی حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' کو پڑھنے اور اس کی تقریر سُننے سے منع کیا ہے۔

اِنتِساب

مذہب وملّت کے ان ہوش منداورصالح ذہن وفکرکے حامِل افرادکے نام،جوقبولِ حق کے لیے دِل کادروازہ ہمیشہ کُھلا رکھتے ہیں۔

مشتاق احمد نظامی اِلہ آبادی
مہتمم: دارُالعلوم غریب نواز
اِلہ آباد،نزیل کانپور
یکم شعبان المکرّم،۱۳۹۳ھ،مطابق ۳۱ستمبر

فہرست

☆☆☆☆☆

پیشِ لفظ

تمام تعریفیں اُس پاک و برتر پروردگار کے لیے ہیں جو اِس کائنات کا خالق ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور بے شمار دُرود وسلام ہوں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم پر، جو بنی نوع انسان کے لیے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے۔

زیرِ نظر کتاب پالن حقانی دیوبندی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' کی عبارات پر خطیبِ مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سابق مہتمم دارُالعلوم غریب نواز، اِلٰہ آباد) کا مختصر تنقیدی تبصرہ ہے۔ پالن حقانی دیوبندی ایک بے لگام شخص تھا، جس کی وضاحت آپ کو اس کتاب میں مل جائے گی۔ سرِ دست یہاں اس کی صرف ایک عبارت پیش کی جارہی ہے جس سے آپ اس شخص کی جرأت اور بے باکی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ پالن حقانی دیوبندی ایک مقام پر اپنے ''اَنْ پڑھ'' ہونے کی صفائی دیتے ہوئے کہتا ہے:

''جس انسان نے دِینی یا دُنیاوی کوئی تعلیم حاصل نہیں کی، ایسے انسان کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے نواز دے اور عالمگیر مقرّر بنا دے، تو ایسے انسان کو بہت بڑی ایک سُنَّت کا ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ یعنی دُنیا میں جتنے نبی یا رسول عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام آئے ہیں وہ سب کے سب ''اَنْ پڑھ'' تھے، کسی نبی یا رسول عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام نے دینی یا دُنیاوی تعلیم حاصل کرکے نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس انسان کو یہ سُنَّت عطا کردی جائے اس انسان کو تعصُّب

کی وجہ سے جاہل کہنا، یہ کون سی شرافت ہے۔ دُنیا میں جس طرح دوسری سنتیں زندہ ہیں اسی طرح ''اَن پڑھ'' والی سُنَّت کو اللہ تعالیٰ رہتی دُنیا تک زندہ رکھے گا''

(تقاریر حقانی، صفحہ ۳۲، مطبوعہ شمع بک ایجنسی، ۸- یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس بد بخت انسان کی جرأت کو ملاحظہ کیجیے کہ اپنی جہالت کا انبیائے کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے اُمّی ہونے پر قیاس کر رہا ہے۔ نَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنۡ ذٰلِكَ۔ ع

چه نسبتِ خاك را به عالمِ پاك

اس طرح کی جرأت پالن حقانی دیوبندی کا پیشوا، اِمام الوہابیہ فی الہند، مولوی اسماعیل دہلوی بھی کر چکا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے پیر ومرشد سید احمد ساکن رائے بریلی کی جہالت کا دفاع کرتے ہوئے، اُس کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّم سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''نفسِ عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابهت جناب رسالت مآب دربدوفطرت مخلوق شده، بناء علیه لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیه وراهِ دانشمندان کلام وتحریروتقریرمصفی مانده بود''

(صراطِ مستقیم، فارسی، صفحہ ۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی۔ ایضاً، صفحہ ۸۶، المکتبة السلفية، شیش محل روڈ، لاہور)

''آپ کی ذاتِ والاصفات ابتداءِ فطرت سے رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی، اس لیے آپ کی لوحِ فطرت، علومِ رسمیہ کے نقش اور تقریر وتحریر کے دانش مندوں کی راہ وروش سے خالی تھی''

(صراطِ مستقیم، اُردو ترجمہ، صفحہ ۴، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام، اُردو بازار، لاہور۔

ایضاً،صفحہ۱۵،مطبوعہ اسلامی اکادمی،۴۰۔اُردو بازار، لاہور،مترجم:مولوی اکرم جامعی)

اِمامِ اہلِ سُنَّت ،سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، علامہ مولانا مفتی الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ ’’صراطِ مستقیم‘‘ کی اس عبارت کا ردّ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’افسوس پیر جی کا عیب چُھپانے کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایسی تشبیہ۔‘‘ شفاء شریف میں ایسی تشبیہ دینے والے کی نسبت فرمایا:

(ص۳۳۶)

ماوقر النبوۃ ولاعظم الرسالۃ ولاعزرحرمۃ المصطفٰی(الٰی قولہ)فحق ھذا ان درئی عنہ القتل الادب والسجن

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ۔فصل :الوجہ الخامس،المطبعۃ العثمانیۃ،جلد۲،صفحہ۲۳۰)

((ترجمہ))’’اس نے نُبُوت کی توقیر کی ،نہ رسالت کی تعظیم،نہ حرمتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزّت کی۔اگر اُس سے قتل دفع کریں تو اس کی سزا تعزیر وقید ہے‘‘۔

وکون النبی اُمّیًّا آیۃ لہٗ وکون ھذا اُمّیًّا نقیصۃ فیہ وجھالۃ

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی ۔فصل :الوجہ الخامس،المطبعۃ العثمانیۃ،جلد۲،صفحہ۲۳۳)

((ترجمہ)):’’نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اُمّی ہونا حضور کے لیے معجزہ ہے اور اس شخص کا اُمّی ہونا اس میں عیب وجہالت‘‘۔

(الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ ،مشمولہ فتاویٰ رضویہ،جلد۱۵، صفحہ۱۹۵،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

خطیبِ مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی

عَلَیْہِ (سابق مہتمم دارُ العلوم غریب نواز، اِلٰہ آباد) ان علمائے اہلِ سُنَّت و جماعت میں سے ہیں جن کے لیے راقم کے دل میں بہت زیادہ احترام اور عقیدت موجود ہے۔ یہی احترام اور عقیدت کا جذبہ اس کتاب کی تخریج اور حواشی کا سبب بنا۔ ''منارۂ ہدایت'' کا نسخہ راقم کو پی ڈی ایف (Pdf) فائل کی صورت میں ہندوستان کے ایک اہلِ علم دوست مولانا غلام ربانی شرف نظامی (القادری ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن، اٹالہ، الٰہ آباد) سے حاصل ہوا۔ لیکن پی ڈی ایف (Pdf) بناتے وقت یہ نسخہ متعدد مقامات سے ناقص رہ گیا۔ بعدازاں حضرت خطیبِ مشرق کے تلمیذ حضرت مولانا امتیاز احمد صدیقی مُدَّظِلُّـہٗ الْعَالِی (بانی و مہتمم دارالعلوم سلطان الہند) کے صاحبزادے برادرِ مکرم حضرت مولانا فیضان احمد صدیقی (ناظمِ اعلیٰ و مدرّس دارالعلوم سلطان الہند، خواجہ نگر، فتح پور سیکر، راجستھان) نے راقم کو بتایا کہ ان کے پاس بھی کتاب ''منارۂ ہدایت'' موجود ہے۔ راقم کی درخواست پر اُنہوں نے اس کتاب کی پی ڈی ایف (Pdf) فائل بنوا کر بھیج دی۔ اگر یہ احباب وسعتِ قلبی اور علم دوستی کا مظاہرہ نہ کرتے، تو یقیناً اس وقت یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود نہ ہوتی۔ اِن احباب کی وسعتِ قلبی، اُن لوگوں کے لیے قابلِ تقلید مثال ہے جو اپنے پاس نادر و نایاب کُتُب کا بیش قیمت ذخیرہ تو رکھتے ہیں، لیکن کسی کو اُس تک رسائی کا موقع دے کر مستفید نہیں ہونے دیتے۔ کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھ جائیں کہ یہ کتابیں یہاں ہی رہ جائیں گی، لیکن اگر انہوں نے اپنے پاس موجود ان کتب کو اہلِ سُنَّت کے مفاد میں عام کیا تو یہ علمی تعاون ان کے لیے ذخیرۂ آخرت کا سبب ضرور بنے گا۔

اس کتاب کے قدیم نسخہ کے سرورق پر ''مکتبہ پاسبان، الٰہ آباد'' لکھا ہے۔ طبع اوّل کی اشاعت ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کی کوئی اشاعت راقم کو میسر نہ آسکی۔ راقم کی حاصل کردہ معلومات کے مطابق غالب گمان یہی ہے کہ طبع اوّل کے بعد دوبارہ یہ کتاب شائع نہیں ہوسکی۔

ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ راقم ان دِنوں دیوبندی مذہب کے ردّ میں کئی جلدوں پر محیط ایک تاریخی سلسلہ بنام''اِحتسابِ دیوبندیت'' کی ترتیب میں مصروف ہے،اس کی ایک جلد تیار ہوچکی ہے،جس کا مقدمہ لکھا جارہا ہے۔اس جلد میں ''اَلْمُهَنَّدْعَلَى الْمُفَنَّد'' کے ردّ پر علمائے اہلِ سُنَّت کی لکھی گئی کتب کو جمع کیا گیا ہے اوران کی تخریج وضروری مقامات پرحواشی کااہتمام کیا گیا ہے۔اس مصروفیت کی وجہ سے''منارۂ ہدایت''پریکسوئی کے ساتھ کام نہ کرسکا۔اگریکسوئی کے ساتھ کام کرتا تو کتاب کی ضخامت اس سے کہیں زیادہ ہوجاتی۔دعافرمائیں کہ اللہ کریم اس تاریخی سلسلہ کوبطریقِ احسن مکمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین۔

اس کتاب میں ہونے والے کام:

۱- کتاب کی تخریج کردی گئی ہے اور تخریج کوڈبل قوسین (()) سے نمایاں کیا گیا ہے تاکہ اصل سے امتیاز رہے۔

۲- اس کتاب کے متن میں کچھ مقامات پرالفاظ قوسین () میں نقل کیے گئے ہیں، راقم نے جووضاحتی الفاظ اپنی طرف سے شامل کیے ہیں ان کوڈبل قوسین (()) میں درج کیا ہے تاکہ اصل سے امتیاز ہوسکے۔

۳- اس کتاب میں موجود عربی،فارسی عبارات کے تراجم نقل کردیے گئے ہیں۔ اوران تراجم کوحاشیہ کی بجائے ڈبل قوسین (())میں متعلقہ عربی،فارسی عبارت کے ساتھ لگادیا ہے،تاکہ اصل متن سے امتیاز کے ساتھ ساتھ قاری کا تسلسل بھی برقرار رہے۔

۴- کتاب کے جن مقامات پر یہ محسوس ہوا کہ یہاں ضرور حاشیہ لگانا چاہیے، وہاں حاشیہ لگادیا گیا ہے۔یوں کتاب کی افادیت میں مزیداضافہ ہوگیا ہے۔ نیز حواشی کے آخرمیں۔میثم قادری۔لکھ دیا ہے تاکہ امتیاز رہے۔

۵- اس کتاب میں متعدد مقامات پرکتابت کی اغلاط موجود تھیں، ان کو دُرُست

کر دیا گیا ہے۔

۶۔ اس کتاب کی تخریج مطبوعہ نسخوں کے مطابق کی گئی ہے۔ نیز تخریج میں متعلقہ کتاب، باب، فصل اور رقم الحدیث کی نشاندہی بھی کی گئی ہے تا کہ طباعت مختلف ہونے کے سبب حوالہ تلاش کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

۷۔ اس کتاب میں ''شریعت یا جہالت'' سے نقل کردہ جن اقتباسات میں دُرُود شریف اور کلماتِ ترحیم و ترضّی کا اختصار کیا گیا ہے وہ اصل کتاب میں بھی ایسے ہی ہے، تصحیحِ نقل کا التزام کیا گیا ہے۔

۸- راقم کے پاس موجود اس کتاب کی فہرست کے آخر میں یہ تین عناوین:

''دیوبندی علما کا فتویٰ''

''آگ میں جھونک دینے کے قابل کتابیں''

''وعظ کہنے لگے قوالیاں گاتے گاتے''

موجود ہیں، لیکن کتاب کے متن میں یہ عناوین اور ان کے تحت مواد موجود نہیں ہے۔ حضرت مولانا صابر القادری نسیم بستوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کتاب کی ابتداء میں زیرِ عنوان ''اِمتنان و تشکُّر'' تحریر فرمایا ہے کہ:

''بعض احباب کی توجہ اور خواہش پر کتاب کی افادیت اور اس کا وزن دوچند کرنے کے لیے آخری صفحات میں ''فرنگی محل لکھنؤ''، ''جامع مسجد فتحپوری، دہلی'' اور ''دارُالافتاء جامعہ رضویہ منظر الاسلام، بریلی شریف'' سے آئے ہوئے فتاوے بھی درج کر دیے گئے ہیں، جو واقعۃً کتاب کے موضوع کا ایک نہایت اہم جزو بن گئے ہیں''

(منارۂ ہدایت، صفحہ ۸، مطبوعہ مکتبہ پاسبان، الہ آباد)

اس اقتباس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بریلی شریف کے فتویٰ پر کتاب ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن فہرست میں موجود ان تینوں عناوین کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے راقم نے اس کتاب کے آخر میں ''ضمیمہ'' کے عنوان سے ان عناوین کے تحت مواد شامل کر دیا ہے۔

اظہارِ تشکُّر

مولانا غلام ربانی شرف نظامی اور حضرت مولانا فیضان احمد صدیقی نے اس کتاب کے نسخے راقم کو عنایت کیے۔ برادرِ گرامی جناب محترم انجینئر محمد عرفان احمد (مالیگاؤں، ہندوستان) نے راقم کی درخواست پر اس کتاب کو کمپوز کروایا۔ فاضلِ جلیل، حضرت علامہ مولانا نثار احمد خان مصباحی (فاضل: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور۔ ساکن: خلیل آباد، ضلع سَنت کبیر نگر، اتر پردیش، ہندوستان) نے اس کتاب کے متن کے متعدد مقامات کی تصحیح میں مدد کی۔ متعدد حوالہ جات کی مکتبہ شاملہ سے تلاش کے لیے برادرِ گرامی ریحان رضا نوری کی معاونت بھی حاصل رہی۔ راقم ان احباب کا تہہِ دل سے شکرگزار ہے، اللہ کریم ان کو اس تعاون کی بہترین جزا عنایت فرمائے۔ آمین۔

دُعا ہے اللہ کریم اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے نافع اور منکرینِ شانِ رسالت کے لیے ہدایت کا سبب بنائے اور اس کاوِش کو قبول فرما کر میرے لیے ذریعۂ نجاتِ اُخروی بنا دے۔

آمین بجاہ النبیّ الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّم

غلامِ غوث و رضا:
میثم عباس قادِری رضوی
لاہور، پاکستان
۲۱ ستمبر ۲۰۲۰ء/۳ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ و کفٰی وسلام علٰی حبیبیہ الذی اصطفٰی:

زیرِنظرکتاب ’’مینارۂ ہدایت بجواب شریعت یا جہالت‘‘خطیبِ مشرق، پاسبانِ ملت، بانیِ مدارسِ کثیرہ، و دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد، ایڈیٹر ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد و ہفت روزہ تاجدار ممبئی، حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی نوّر اللّٰہ مرقدہٗ کی تالیف ہے۔ یہ کتاب بڑی ہی قلیل مدت وعجلت میں ترتیب دی گئی ہے۔ بقول علامہ نظامی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ:

’’میں نے عجلت میں اس کتاب کے اقتباسات پر تبصرہ کیا ہے ہر چند کہ کتاب پر کوئی سیر حاصل گفتگو نہیں ہے‘‘۔

بعدہٗ رُسوائے زمانہ کتاب ’’شریعت یا جہالت‘‘ پر مدلل ومسکت جواب ’’قہرِ آسمانی بر فتنہ حقانی‘‘ میں علامہ نے دیا، جس میں علامہ نے سُرخی ہی یہی لگائی کہ ’’شریعت یا جہالت کی علمی خیانتوں کا آپریشن‘‘۔ لیکن بدقسمتی سے اس کتاب کی بس ایک ہی جلد شائع ہوسکی ہے اور وہ بھی آج مارکیٹ میں موجود نہیں ہے۔ اس کتاب پر ’’ادارہ دارُالتصانیف دارُالعلوم سلطان الہند، راجستھان‘‘ میں ایک جماعت کام کررہی ہے۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی زمانہ قریب میں یہ کتاب اور اس کے علاوہ علامہ نظامی کی کئی کتب جو اس وقت منظرِ عام پر نہیں ہیں، خدائے بزرگ و برتر کی توفیق واعانت سے منظر عام پر آئیں گی۔

دورِ حاضرہ میں جہاں اسلام مخالف نت نئے نظریات پروان چڑھ رہے ہیں، وہاں صلح کلیت کی بانگِ تغافل بھی عروج پر ہے۔ جس کا تدارک اگر بروقت نہ کیا گیا تو یہ مشتِ غبار ایک آندھی کی شکل اختیار کر کے ناقابلِ تلافی نقصان سے اُمت کو دوچار کردے گی۔ باطل کے یہ مکر وفریب نئے نہیں۔ ع

شرابِ کہنہ وہی ہے وہی ہیں پیمانے

بدنامِ زمانہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی بدنامِ زمانہ ''کتاب التوحید'' سے جب مزعومہ شرک وتوحید کا نیا سور پھونکا تو اس زہریلی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک گروہ نے اپنے ایمان ویقین کا خاتمہ کرلیا۔ پھر سرزمینِ ہند کے طول وعرض کی فضائے بسیط کو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''تقویت الایمان'' سے مسخ کرنے کی کوشش کی اور ہندوستان میں فتنہ وفساد بپا کر دیا۔ یہ تو کرم ہوا رب ذوالجلال وحدہ لا شریك کا، کہ اس نے بروقت امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے معاصر علمائے اہلِ سنت بالخصوص حضرت علامہ فضلِ حق خیرآبادی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے کھڑا کیا۔ بعد میں اللہ کریم نے مسلمانانِ اہلِ سنت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شکل میں ایسا کوہِ ہمالہ عطا فرمادیا کہ جس نے مسلمانانِ ہند کا ایمان ہی محفوظ نہیں کیا بلکہ ان کے قلوب واذہان کو نورِ ایمان وعشقِ رسالتِ مآب سے بھی منور کیا۔

اعلیٰ حضرت کے بعد آپ کے خلفاء اور شاگردوں نے بھی نظریاتِ فاسدہ کی بیخ کنی کی۔ اور عوام کو فرقہائے باطلہ کے فاسد عقائد سے تقریر، تحریر اور مناظروں کے ذریعہ روشناس کروایا۔

دورِ حاضرہ میں ایک بار پھر صیادِ صلح کلیت کا جال بچھا کر عاشقانِ رسالت مآب

صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا شکار کرنے کو ہے۔ع

رُوحِ محمد کو اس کے سینے سے نکال دو

ایسے پُرفتن دَور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے اسلاف واکابرین کی اُن تصنیفات کو منظرِ عام پر لایا جائے ،جن میں فرقہ جاتِ باطلہ کے باطل عقائد و مسائل کا دندان شکن جواب تو موجود ہے لیکن وہ کسی وجہ سے مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں۔

اہلِ دیابنہ کے مواخذہ وتعاقب میں حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ اپنے معاصرین میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔دیابنہ کے گمراہ کن نظریات ومسائل کے جوابات دینے میں علامہ نظامی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیۡہِ کی ذاتِ بابرکات کوزبردست مہارت حاصل ہے۔اللہ کریم ،حضرت علامہ نظامی کی قبر پر رحمتوں کی بارش فرمائے۔اس تحریر کے ذریعے میری اہلِ علم واہلِ ذوق احباب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگران کے پاس علامہ نظامی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیۡہِ و دیگر علمائے کرام کے مسودات ونایاب کتب موجود ہیں،تو براہِ کرم ان کے عکوس ''ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت، پاکستان''و''ادارہ دارُالتصانیف دارُالعلوم سلطان الہند،راجستھان'' کوفراہم کرکے اجرِعظیم کے مستحق بنیں۔جیسا کہ میثم عباس قادری صاحب نے بھی اپنے ابتدائیہ میں گزارش کی ہے۔

محترمی ومکرمی برادرِعزیز محترم میثم عباس قادری صاحب ایک اہلِ علم و باذوق شخصیت کی حامل ذات ہیں۔ان کے دھڑکتے دل میں اسلاف کی لگائی ہوئی وہ چنگاری رشکِ شعلہ فغاں بننے کو للک رہی ہے جس میں عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اورعقائدِ حقہ کی نگہبانی کا جذبہ ہے۔محترم نے مجھ سے حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی تصنیفات کے بارے

میں جانکاری چاہی تو ہم نے آپ کے ذوق وشوق اور محنت کو دیکھتے ہوئے فوراً آپ کی مطلوبہ وہ تمامی کتب جو ہماری لائبریری میں موجود تھیں، فراہم کر دیں اور آئندہ بھی کسی طرح کی کوئی ضرورت ہوگی تو ہم دامے، درمے، قدمے، سخنے آپ کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب کی تخریج، حواشی وتکملہ سے مزین کتاب ''مینارۂ ہدایت'' کا بالاستیعاب حرفاً حرفاً مطالعہ کیا ہے۔مَاشَاءَ اللّٰہ آپ نے اس پر کافی محنت کی ہے۔اللہ کریم آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی المرسلین واٰلہ واصحابہ اجمعین

گدائے خواجہ ورضا:

فیضان احمد صدیقی نظامی

خادم التدریس دارالعلوم سلطان الہند

فتح پور شیخاواٹی، ضلع سیکر، راجستھان

موبائیل نمبر 9414403667

siddiquifaizan046@gmail.com

ضروری نوٹ: اس تحریر میں حضرت مولانا فیضان احمد صدیقی صاحب نے راقم کے نام کے ساتھ بہ وجہ حُسنِ ظن کچھ ایسے القابات لکھے تھے جن کا میں خود کو مستحق نہیں سمجھتا۔اس لیے صاحبِ تحریر کی اجازت سے ان القابات کو حذف کر دیا گیا ہے۔اللہ کریم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ مجھے ان کے حُسنِ ظن کے مطابق بنا دے۔آمین۔

گذارشِ احوالِ واقعی

خطیبِ مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی
مہتمم دارُالعلوم غریب نواز

یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رُسوائے زمانہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' کا بالاستیعاب کوئی جواب نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک سرسری جائزہ ہے۔

ادیبِ شہیر مولانا نسیم بستوی نے اس کے اِقتباسات کو قلم بند کیا اور انھیں کی خواہش پر میں نے اتنی ہی عجلت میں اس پر تبصرہ کر دیا۔ ہر چند کہ کتاب پر کوئی سیر حاصل گفتگو نہیں ہے، مگر اس کا یقین ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد ناظرین اس کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ ''شریعت یا جہالت'' میں مسلمانوں کی اِصلاح کا جذبہ کارفرما ہے یا ایک طبقہ کی دِل آزاری اور رسول دُشمنی کا ملعون جذبہ اس کا مُحرّک ہے۔

اگر ان عبارتوں پر تبصرہ نہ بھی کیا جاتا تو ہوشمندوں اور دانشوروں کے سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے لیے نفسِ عبارت ہی بہت کافی تھی۔ محض اس کی افادیت کو عام کرنے کی خاطر تبصرہ کے زیرِ عنوان کچھ اِشارے کر دیے گئے ہیں، ورنہ سچ تو یہ ہے کہ اس میں تبصرہ کا حق بھی ادا نہیں ہو سکا۔ دراصل یہ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ ادیبِ شہیر مولانا نسیم بستوی کی مساعیِ جمیلہ کا نتیجہ ہے، اگر یہ کتاب پسند آئے اور آپ شکر یہ ادا کرنا چاہیں تو اس کے مستحق وہی ہیں۔ میری تو بس یہ دُعا ہے کہ یہ چند سطریں ''منارۂ ہدایت'' ثابت ہوں۔

آمِیْن بجَاہ سیّدالمُرسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مشتاق احمد نظامی

یکم رجب المرجب، ۱۳۹۳ھ یکم اگست ۱۹۷۳ء

اِمتنان وتشکُّر

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

اگر شاعرِ مشرق کے اس مبنی بر حقیقت شعر کا پیکرِ جمیل اور اس کی چلتی پھرتی تصویر دیکھنی ہو تو آپ اپنی جماعت کے ممتاز عالم وفاضل حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الٰہ آبادی کے سراپا کو دیکھیے، ان کی ایمان افروز تقریر سماعت فرمایئے، حقائق ومعارف میں بھری ہوئی دلنواز تحریر پڑھیے، موصوف کے سینے میں اپنی قوم وملت کی صلاح وفلاح اور تعمیر وتنظیم کا جو پُرسوز دَرد ہے وہ آپ کی ہر ہر اَدا سے جھلکتا رہتا ہے، مگر اس کے لیے نگاہِ حقیقت نگر اور دلِ بینا کی ضرورت ہے۔

اِمسال محرم الحرام ۱۳۹۳ھ کی مجالس کے سلسلہ میں بمبئ جانا ہوا تو حُسنِ اِتفاق اور خوبیِ قسمت سے حضرتِ خطیبِ مشرق کو بہت قریب سے دیکھنے اور پڑھنے کا موقعہ ملا۔ تقریباً ایک ماہ تک صبح وشام ((آپ)) کی محفل میں شرکت وشمولیت کی سعادت نصیب ہوئی اور بِحَمْدِہٖ تعَالیٰ موصوف کی مخلصانہ نوازشات کی بدولت اب بھی یہ اکتسابِ فیض کا سلسلہ جاری ہے اور خدا کرے زندگی کی آخری گھڑیوں تک باقی رہے (آمین)

زیرِ نظر کتاب ''منارۂ ھدایت'' بھی دراصل خطیبِ مشرق کی چشمِ عنایت ونگاہِ کرم کا نتیجہ ہے، راقم الحروف نے ماہِ جولائی واگست ۱۹۷۳ء میں وقتاً فوقتاً حسبِ فرصت رُسوائے عالَم وگمراہ گر کتاب ''شریعت یا جہالت'' (پالن گجراتی) کا از اوّل تا آخر متعدد مرتبہ مطالعہ کر کے اس کی قابلِ اعتراض اور اہانت وبے ادبی کی غلاظت میں ڈُوبی ہوئی

عبارتیں ایک جگہ جمع کر دیں اور میری درخواست پر حضرتِ خطیبِ مشرق مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے اِلٰہ آباد، کانپور وغیرہ کے دورانِ قیام میں ان تمام گستاخانہ وتوہین آمیز عبارتوں پر عالمانہ ومُنصفانہ تبصرہ فرماتے ہوئے نہایت مُسکِت ودندان شکن جواب تحریر فرمادیا۔ مجھے یقین ہے کہ ''منارۂ ھدایت'' (جواب شریعت یا جہالت) موافق یا مخالف دونوں ہی طبقوں کے لیے حقیقۃً ''منارۂ ہدایت'' ثابت ہوگا۔ یعنی اہلِ سنت وجماعت کے وہ سادہ لوح افراد واشخاص جو شاتمِ رسول پالن گجراتی کی نام نہاد وپُر فریب کتابِ مذکور پڑھ کر غلط فہمیوں کا شکار ہورہے ہیں، ان کے تمام شک وشُبہات کا پوری طرح اِزالہ ہوجائے گا اور مسلم منافقین جو محض اپنی سِیَہ باطنی کے سبب (شریعت یا جہالت) جیسی عامیانہ، بازاری، دُشنام طرازی، اِلزام تراشی، اور گندہ ونجس خیالات ونظریات کے پلندہ کو بہت بڑا سرمایۂ فخر وناز تصور کررہے ہیں، ان کی تمام خود نمائیوں اور خوش فہمیوں کا مصنوعی خوبصورت ایوان ومحل، زمین بوس وسرنگوں ہوکر ایک تودۂ خاک کی مکروہ شکل اختیار کرلے گا۔ دُشمنانِ رسول کے کالے کالے چہروں پر ذِلّت ناک شکست کا دُھواں اُڑتا ہوا دکھائی دے گا۔ دُنیائے وہابیت ودیوبندیت میں صفِ ماتم بچھ جائے گی۔

میں حضرتِ خطیبِ مشرق دَامَ فیوضھم کی علمی وفکری کاوِشوں اور اپنی عرض ودرخواست کو شرفِ قبولیت بخشنے کا دِل کی گہرائیوں سے ممنون ومُتشکّر ہوں اور بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہوکر دُعا کرتا ہوں کہ حضرتِ خطیبِ مشرق کا چراغِ ہستی ووجودِ گرامی، حوادثِ روزگار کی نامساعد آندھیوں سے محفوظ وسلامت رہے اور صبحِ قیامت تک موصوف کی ایمان افروز ورُوح پرور تقریر وتحریر سے اِسلامیانِ ہند مُسْتَفِیْض ومُتَمَتّع ہوتے رہیں۔

مولائے قدیر! ملک کے وہ تمام دِینی ومِلّی اِدارے اور اہلِ سُنَّت وجماعت کے ترجمان وپاسبان واَخبارات ورسائل، جو حُرمتِ اِسلام کے تحفظ، ناموسِ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے احترام وبقا، اولیائے کرام اور صلحائے عظام کے جذبۂ عقیدت

ونسبت کے استحکام کے پیشِ نظر اِخلاص، للّٰہیت کے ساتھ سرگرمِ عمل ومصروفِ کار ہیں، ان سب کو عروج وارتقا کے منازل سے ہمکنار وہم آغوش فرمادے، ان کی راہ میں حائل ہونے والی جملہ مشکلات کو آسانیوں سے بدل دے۔ آمین (ثم آمین)

چلتے چلتے حضرتِ خطیبِ مشرق مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی کی شانِ خطابت کے سلسلہ میں بطورِ نذرِ عقیدت میری تازہ ترین نظم کا ایک بند ملاحظہ فرمایئے ؎

علامہ مشتاقؔ نِظَامی ایک خطیبِ نامی گرامی
دین کے حامی، حق کے پیامی مظہرِ رومی، روکشِ جامیؔ
شانِ خطابت، سُبْحَانَ اللّٰہ
عشقِ رسَالت، سُبْحَانَ اللّٰہ

''منارۂ ھدایت'' کی ترتیب وتبییض جس وقت تکمیل کے آخری مراحل طے کررہی تھی تو بعض احباب کی توجہ اورخواہش پر کتاب کی افادیت اوراس کا وزن دوچند کرنے کے لیے آخری صفحات میں ''فرنگی محل لکھنؤ''، ''جامع مسجد فتحپوری، دہلی'' اور''دارُالافتاء جامعہ رضویہ منظرالاسلام، بریلی شریف'' سے آئے ہوئے فتاوے بھی درج کردیے گئے ہیں، جو واقعۃً کتاب کے موضوع کا ایک نہایت اہم جزو بن گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید ونفع بخش فرمائے اور اس کے ہرقاری وناظر کو صراطِ مستقیم وراہِ ہدایت پرگامزن رہنے کی توفیق عطا کرے (آمین)

محمد صابر القادری نسیم بستوی غُفِرَ لَہٗ
نوری بک ڈپو، ۸۸/۴۶۱
ہمایوں باغ، کانپور (یو-پی)
۲؍شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ/ ۳ ستمبر ۱۹۷۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

دروغ گورا حافظہ نہ باشد

حوالہ نمبر ۱:

مختار احمد ندوی، ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ اہلِ حدیث، بمبئی، ’’شریعت یا جہالت‘‘ ص ۳۲ پر لکھتے ہیں:

’’مولانا حقانی صاحب خالص حنفی عالم ہیں، جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے‘‘

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۲، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱:۔

عوام کو فریب دینے کے لیے اپنے کو چُھپانے کی ہر چند کوشش کی گئی، مگر نادان دوستوں نے بھانڈا پھوڑ ہی دیا۔ اب جناب یہ نہیں کہہ سکتے کہ نہ تو میں بریلوی ہوں اور نہ دیوبندی۔ یہ وہی تبلیغی جماعت ہے جس کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کہہ چکے ہیں کہ: ’’عقیدہ‘‘ مولانا تھانوی کا اور ’’طریقِ تبلیغ‘‘ میرا۔ (۱)

---

(۱) مولوی منظور نعمانی دیوبندی نے بانیِ تبلیغی جماعت مولوی الیاس دیوبندی کا یہ ملفوظ نقل کیا ہے کہ:

’’حضرت مولانا (اشرفعلی) تھانوی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے بہت بڑا کام کیا ہے، بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی‘‘

(ملفوظات شاہ محمد الیاس، صفحہ ۵۰، مطبوعہ دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)

(میثم قادری)

مولانا تھانوی کون ہیں۔ ''حفظ الایمان'' کی حسبِ ذیل کفری عبارت سے اندازہ کیجیے:

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے''

(حفظ الایمان، صفحہ ۸، مطبوعہ مطبع علیمی، دہلی۔ ایضاً، صفحہ ۱۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی۔ ایضاً، صفحہ ۱۳، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)

مختار ندوی کے علاوہ خود جناب بھی اسے صیغۂ راز میں نہ رکھ سکے، چنانچہ ایک انٹرویو میں اپنے دیوبندی ہونے کا اقرار کر ہی لیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو:

''حالانکہ میں (زین العابدین، انٹرویو نگار) واقف تھا کہ مولانا دیوبندی خیالات کے ہیں، لیکن شرارتاً میں نے دریافت کیا: مولانا آپ دیوبندی ہیں یا بریلوی؟

میری شرارت بھانپتے ہوئے (پالن گجراتی) نے بھی ویسا ہی جواب دیا:

''میں نہ دیوبندی ہوں نہ بریلوی، میں تو گجراتی ہوں''

انٹرویو لینے والے صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا نے بڑی ہوشیاری سے دامن بچایا، لیکن میں ان کو اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں تھا، میں نے پھر پوچھا:

''آپ کس سے متفق ہیں؟''

((جواب)): ''دیوبندی خیالات سے''۔

(جریدہ ''شاہین'' پرتاب گڈھ، ص ۲۹ - شمارہ جون ۱۹۷۳ء)

گنگوہ کی خبر لیجیے

حوالہ نمبر۲:

’’یہ پیرزادے جو خاندانی دھندا سمجھ کر کھانے کمانے کے لیے لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور شریعت سے علٰیحدہ راستہ چلتے ہیں، یہ محض بے اصل کام ہے‘‘۔(شریعت یا جہالت،ص۳۷)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۳۷،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۲:

جو تصوف وطریقت، شریعت سے علٰیحدہ ہو، یقیناً وہ مذموم ہے،ہم پورے انشراحِ صدر سے اس کی مذمت کرتے ہیں۔لیکن بریلی شریف ومارہرہ مطہرہ جیسی مقدّس خانقاہوں میں جو بیعت کا طریقہ ہے وہ شریعت سے علٰیحدہ کوئی چیز نہیں۔ البتہ دیوبند کا تصوُّف شریعت سے بالکل جُدا گانہ ہے۔ چنانچہ گنگوہی صاحب نے یہی کہا ہے کہ:

’’ہم حاجی صاحب سے طریقت میں بیعت ہیں نہ کہ شریعت میں۔ شریعت کے مسائل خود حاجی صاحب کو ان سے پوچھنے چاہییں‘‘۔(۲)

---

(۲) کسی شخص نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے سوال کیا کہ حاجی اِمدادُاللہ مہاجر مکی میلاد شریف میں شریک ہوتے ہیں،تو اس کے جواب میں گنگوہی نے لکھا:

’’حجت قول وفعلِ مشائخ سے نہیں ہوتی‘‘۔

(فتاویٰ رشیدیہ،صفحہ۲۳۱،مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب،دوکان نمبر۲،اُردو بازار،کراچی)

اس کے بعد مزید لکھا:

’’حاجی صاحب سَلَّمہ اللّٰہ کا ذکر کرنا سوالاتِ شرعیہ میں بے جا ہے‘‘۔

(فتاویٰ رشیدیہ،صفحہ۲۳۲،مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب،دوکان نمبر۲،اُردو بازار،کراچی)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آپ کو جو کچھ لکھنا ہو اس گندہ تصوف کے بارے میں تحریر فرمایئے۔ خدارا! اس بے غبار تصوُّف پر ہاتھ نہ صاف کیجیے، جس سے تصوُّف کا بھرم باقی ہے۔

آئینہ دیکھیے

حوالہ نمبر۳:

''یہ مولوی اور پیر دونوں بے علم اور بے عمل ہوتے ہیں، اگر کسی میں علم ہو تا بھی ہے تو اُن میں نفسانیت آجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ بھی جاہلوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں، کیونکہ اسی میں اُن کی کمائی ہوتی ہے، یہ حرام کی کمائی کھانے والے تو قیامت تک رہیں گے''۔

(شریعت یا جہالت، ص ۳۸)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۸، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۳:

جناب اگر زحمت نہ ہو تو ذرا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے چہرہ کا رنگ ملاحظہ فرمالیجیے، کہیں یہ بات بھی آپ نفسانیت ہی کے ناپاک جذبہ کے تحت نہ کہہ رہے ہوں۔ آپ بھی تو مولوی، مولانا اور علامہ وغیرہ کہلائے جاتے ہیں (اگر چہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) ☆ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات ''الافاضات الیومیہ'' میں مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے بارے میں بیان ہے کہ:

''اگر کوئی شخص فتاویٰ شرعیہ کی معارضہ میں حضرت حاجی صاحب کا کوئی قول یا فعل پیش کرتا تو (مولوی رشید گنگوہی دیوبندی از ناقل) صاف صاف فرمادیا کرتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب ؒ کو ان مسائلِ جزئیہ میں ہمارے فتوے پر عمل کرنا واجب ہے، ہم کو ان مسائلِ جزئیہ میں حضرت حاجی صاحب ؒ کی تقلید جائز نہیں''

(الافاضات الیومیہ، ملفوظ نمبر۲۲، جلد۲، صفحہ ۳۳، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان) (میثم قادِری)

''بـرعکس نهند نام زنگی کافور'' کی ایک بگڑی اورلولی لنگڑی مثال سے زیادہ حقیقت وواقعہ کا کہیں دُور دُور تک پتہ نہیں) بھرے مجمع کے اندر برابر اِس اِقرار کے باوجود کہ آپ کی ذات شریف نے جیل کے اندر جنم لیا اور یہ کہ آپ ڈاکوؤں کے خاندان کے چشم وچراغ اور مذہبی علم ومعلومات کے اتنے گہرے اور لمبے چوڑے بحرِ ذخّار ہیں کہ مادری زبان گجراتی اور معمولی اُردو کی حدوں سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ آج جو لوگ ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہوکر اور آپ کی جہالت وضلالت سے بھری ہوئی نام نہاد تقریر سُن کر، آپ کے ایجاد کردہ نمبروں کے چکر میں پڑ کر راہِ حق بھول رہے ہیں۔ صراطِ مستقیم سے بھٹک رہے ہیں، یہ ایک عالمِ دین کے وعظ سُننے کا ثمرہ ہے یا ایک جاہل کی ہاں میں ہاں ملانے کا نتیجہ؟۔ اور یہیں یہ بھی فیصلہ کر لیجیے کہ حرام کی کمائی آپ کھا رہے ہیں یا ہمارے مشائخِ ملت اور علمائے اہلِ سُنَّت ؎

اے چشمِ شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو!

بالکل سفید جھوٹ

حوالہ نمبر۴:

''اب ہماری جہالت کو دیکھیے کہ ہمارے اکثر ''جیب بھرو پیر'' اور ''پیٹ بھرو مولوی'' مکہ اور مدینہ شریف کے رہنے والوں کو بھی وہابی اور گمراہ کہتے ہیں (۳) اور ہم سے ایسے ایسے کام کراتے ہیں جو وہاں پر آج تک

(۳) پالن حقانی دیوبندی نے وہابیہ نجدیہ کے ردّ کرنے کی وجہ سے اہلِ سُنَّت پر تو اعتراض کر دیا، لیکن کیا کیجیے کہ ان کے دیوبندی فرقہ کے علمانے بھی مکہ اور مدینہ شریف کے رہنے والے نجدیوں کو''وہابی اور گمراہ'' کہا ہے۔ سرِ دست ایک حوالہ پیش ہے، دیوبندیوں کے مزعومہ ''محدثِ کبیر، فقیہ العصر، مفتیِ اعظم اور عارف باللہ'' مفتی محمد فرید دیوبندی سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق سوال ہوا، تو مفتی محمد فرید دیوبندی نے لکھا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)''محمد بن عبدالوہاب اوراس کے اتباع مسلمان ہیں،ضروریاتِ دین سے منکر نہیں ہیں۔البتہ اشداء علی الابرار والرحماء بالکفار((نیکوں پرسختی اورکافروں پرنرمی))کے رویہ سے یہ خوارج سے شمار کیے گئے ہیں۔اور یہ لوگ بعض اُصول اورفروع میں متفرد ہیں،حنابلہ سے بھی مخالف ہیں''

(فتاویٰ فریدیہ، جلد ا،صفحہ ۱۵۷، ناشر: حافظ حسین احمد صدیقی، مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی۔اشاعت بارسوم: اگست ۲۰۰۷ء)

مفتی محمد فرید دیوبندی نے اس فتوے میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اوراس کے متبعین کوخارجی قرار دیا ہے۔ اس فتویٰ کے حاشیہ میں مفتی محمد وہاب منگلوری(مدرّس دارالعلوم صدیقیہ، زروبی) نے وہابیہ کے ردّ میں ''رَدُّالْمُحتَار'' علامہ شامی کی مشہور عبارت نقل کی ہے،جس میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اوراس کے متبعین کوخارجی قرار دیا گیا ہے۔

اسی فتاویٰ میں وہابیہ کی اقتداء میں نماز کے متعلق بھی مفتی محمد فرید دیوبندی سے سوال ہوا،تو جواباً مفتی محمد فرید دیوبندی نے وہابیہ کو''بے اَدب'' کہا اوران کے پیچھے نماز کومکروہِ تحریمی (یعنی واجب الادا) قرار دیا، ذیل میں سوال وجواب ملاحظہ کریں:

''وہابیوں کا کیا عقیدہ ہے اورکس کے مقلد ہیں؟ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فصیح الرحمان، پبی، پشاور، ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء

الجواب: وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہ کے اتباع (متبعین) کوکہا جاتا ہے۔ یہ لوگ توسُّلِ شرعی، زیارۃ القبور کے لیے سفر، کرامت بعدالممات وغیرہ حقائق سے منکر ہیں۔ یہ لوگ بے ادب، باایمان ہیں۔ان کے پیچھے بلاضرورت اقتداء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم بِالصَّوَاب۔

(فتاویٰ فریدیہ، جلد ا،صفحہ ۱۵۸، ناشر: حافظ حسین احمد صدیقی، مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی۔اشاعت بارسوم: اگست ۲۰۰۷ء)

اسی فتاویٰ میں ایک اور مقام پر مفتی فرید دیوبندی کا یہ فتویٰ بھی درج ہے کہ:

''نجدی لوگ تمام کے تمام متشدد ہیں''

(فتاویٰ فریدیہ، جلد ا،صفحہ ۱۵۷، ناشر: حافظ حسین احمد صدیقی، مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی۔اشاعت بارسوم: اگست ۲۰۰۷ء)

وہابیہ نجدیہ کے ردّ پر دیوبندی علما کے مزید حوالہ جات بھی موجود ہیں، بوجہ اختصار ان کو یہاں پیش نہیں کیا جا رہا۔(میثم قادری)

نہ ہوئے ہیں اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی قیامت تک نہ ہوں گے‘‘۔

(شریعت یا جہالت، ص ۳۸)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۸، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۴:

کالے کالے جھوٹ بولتے بولتے اب سفید جھوٹ پر اُتر آئے ہیں، شیخ سعدی کی ’’گلستاں‘‘ بھی پڑھی ہوتی تو ایسی اُوٹ پٹانگ نہ ہانکتے۔شناورِ بحرِ معرفت ! آپ کو اِتنی بھی خبر نہیں کہ

خرِ عیسٰی گرش بمکہ رود　　　چوں بیاید ہنوز خر باشد

((گلستان سعدی، صفحہ ۱۸۳، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، ۱۰-الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور))

دُشمنِ رسول، بارگاہِ نبی کا گستاخ و بے ادب، ہندوستان میں رہے یا مکہ، مدینہ میں زندگی گزار دے، اگر وہ اپنی بدبختی و سیہ باطنی سے گستاخ و بے ادب ہی رہے، تو کیا اس کو صرف مکی، مدنی ہونے کی بنیاد پر مسلمان و مؤمن کہا جائے گا؟ گانچ پونچیے۔ مُلَّا جی ! سُن لیجیے، ہم اہلِ سنت و جماعت کسی کو مکی، مدنی ہونے کی نفرت وعداوت میں وہابی دیوبندی نہیں کہا کرتے، بلکہ رسولِ پاک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کی توہین وتنقیص کرنے کی وجہ سے وہابی، دیوبندی وخارجِ اِسلام ہونے کا فتویٰ دیا کرتے ہیں، جو قرآن وحدیث، اِجماعِ اُمت اور قیاس (اُصولِ اَرْبعہ) سے ثابت ہے، مسلمان کو کافر بنانا، موحد کو مشرک گردانا اور متّبِعِ سنت کو بدعتی کہنا یہ آپ لوگوں کا شیوہ ہے۔محض مکی، مدنی ہونا مسلمان و مؤمن ہونے کے لیے کافی ہے تو آپ ابوجہل وابولہب کے متعلق کیا فرمارہے ہیں جو نہ صرف یہ کہ مکی تھے بلکہ عرب کے اس مقدس واعلیٰ خاندانِ ہاشمی کے افراد تھے، جس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پیدا ہوئے۔

شریعتِ مطہرہ کا یہ کون سا قانون ہے کہ دُنیا بھر کے مسلمان وہ تمام کام کریں جو مکہ و مدینہ میں ہوتے ہیں؟ مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کی شرافت و عظمت جس اعتبار سے مُسَلَّمْ ہے، اس سے تو تم لوگوں کو اعتبار ہے اور جس حیثیت سے یہ دونوں مقدس مقامات آئین و دستور کا درجہ نہیں رکھتے[۴]۔اس کا تم زبردستی عوام کو ورغلانے اور ہم

(۴) دیابنہ کے امام مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے حرمین شریفین کے معمول کے حجت ہونے سے اِنکار کیا ہے، اور اسی سلسلہ میں لکھا ہے:

''یہی مناکیر مروجہ حرمین کی مؤلف پر مخفی نہیں، اور رِفض بھی اب ایک مدت سے مکہ اور مدینہ میں موجود ہے، اگر مؤلف کو یقین نہیں تو تحقیق کر لیوے''

(براہین قاطعہ، صفحہ ۲۶۹، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

اگلے صفحہ پر اسی بابت مزید لکھا ہے:

''اب اس فتویٰ سے علم علمائے عرب کا ہر اہلِ علم پر واضح ہو جاوے گا اور قول ان کا مخالف نص کے ہرگز معتمد اور ملتفت نہیں ہوسکتا ہے''

(براہین قاطعہ، صفحہ ۲۷۰، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

''براہین قاطعہ'' کی ابتداء میں بھی مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے علمائے حرمین کے مقابل علمائے حرمین کی مذمت کر کے علمائے دیوبند کے فتوی کو ان پر فوقیت دی ہے۔ ملاحظہ ہو''براہین قاطعہ''، صفحہ ۲۲، ۲۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، اُردو بازار، کراچی

☆ دیابنہ کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے بھی حرمین شریفین کے متعلق لکھا ہے:

''بلاشک حرمین الشریفین کی نصوص سے بڑی فضیلت اور رُتبہ ثابت ہے۔ لیکن شرعی دلائل صرف چار ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ اگرچہ حرمین الشریفین میں اچھے کام ہوں تو نورٌ علیٰ نور، ورنہ ہرگز حُجت نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت مُلّاَ علی القاری تحریر فرماتے ہیں کہ:

''فی الحرمین الشریفین من شیوع الظلم و کثرۃ الجھل وقلۃ العلم وظھور المنکرات وفشوع البدع واکل الحرام والشبھات (مرقاۃ، ج۳، ص۲۷۱)

حرمین شریفین میں ظلم شائع ہے، جہالت کثیر ہے، علم کم ہے، منکرات کاظہور ہے، بدعات رائج ہیں، حرام کھایا جاتا ہے، دِینی شبہات بھی بکثرت ہیں''

(راہِ سنت، صفحہ ۱۶۷، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

اس مسئلہ کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے لیے امام المتکلمین، حضرت علامہ مولانا نقی علی خان

خیال بنانے کی غرض سے سہارا لے رہے ہو۔

نقلِ روایات میں شاطرانہ چال

حوالہ نمبر ۵:

’’محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ: مصافحہ کرنا بعد نمازِ عید کے ہر حال میں مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ نے اس کو نہیں کیا، اور یہ طریقہ رافضیوں کا ہے‘‘۔(۵)(شریعت یا جہالت، ص ۵۶)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۵۶، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی کتاب ’’اُصُوۡلُ الرَّشَادۡلِقَمۡعَ مَبَانِی الۡفَسَاد‘‘ کے قاعدہ: ۱۱، صفحہ ۱۹۱ تا ۲۰۲ (مطبوعہ ادارۂ اہل سنت، جامع مسجد الماس عزیز آباد ۸، کراچی) اور امام اہلِ سنت، مجدد دین وملت، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی کتاب ’’بَرِیۡقُ الۡمَنَارِ بشُمُوۡعِ الۡمَزَار‘‘ مشمولہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹ کا صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ (مطبوعہ رضا فاونڈیشن، اندرون لوہاری دروازہ لاہور) ملاحظہ کریں۔ (میثم قادِری)

(۵) ☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مصافحہ کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

قال النووی اعلم انّ المصافحة مستحبة عند کُلِّ لقاء وَاَمَّا ما اعتاده الناس مِن المصافحة بعد صلٰوۃِالصُبحِ وَالۡعَصۡرِ، فلا اصل له فی الشرع علٰی هذا الوجه ولکن لاباس به فانَّ اصلَ المصافحة سُنَّة وکونهم حافظوا علیها فی بعض الاحوال وفرطوا فیها فی کثیر من الاحوال لایخرج ذلك البعض عن کونه من المُصَافحة الّتی وردالشرع باصلها اقول وهکذا ینبغی ان یقال فی المصافحة یوم العید

(مُسَوّٰی مع مصفّٰی شرح موطا، باب یستحب المصافحة والهدیة، صفحہ ۲۲۱، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

یعنی: ’’امامِ نووِی نے فرمایا: تُو جان لے کہ مصافحہ کرنا یہ مستحب ہے ہر ملاقات کے وقت، اور بہر حال جو لوگوں نے مصافحہ کی عادت بنالی ہے فجر اور عصر کی نماز کے بعد۔ اس طریقے پر شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ اصل مصافحہ سنت ہے۔

تبصرہ نمبر۵:

آپ نے تو ضعیف روایتوں کو اِکٹھا کرنے کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے۔''غایۃ الاوطار'' میں صرف یہی روایت ہے یا اس کے سوا کچھ اور بھی فقہی کتابوں کے دیکھنے کی زحمت کیجیے! ساری دوڑ دھوپ ''غایۃ الاوطار'' ہی تک کیوں ہے؟۔ع

کچھ تو ہے جس پر دہ داری ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)اور اُن (لوگوں) کا اس طرح ہونا کہ انہوں نے محافظت اختیار کرلی (ہمیشگی اختیار کرلی) اس مصافحہ پر بعض احوال میں اور کمی کردی اُنہوں نے اور بہت سے احوال میں، تو یہ اس کو نہیں نکالے گا اس (مشروعہ) مصافحہ (کی تعریف) سے جس کی اصل کے بارے میں شریعت وارد ہوئی ہے۔ اور اسی طرح چاہیے کہ قول کیا جائے عید کے دن مصافحہ کے بارے میں''

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنَّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی تحقیقی کتاب ''وِشَاحُ الْجِیْد فِیْ تَحْلِیْل مُعَانِقَۃِالْعِیْد'' میں مصافحہ کے متعلق اس شُبہہ کہ ''یہ مصافحہ روافض کا شِعار ہے'' کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یوں ہی مصافحہ بعد نمازِ فجر وعصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ان کا شعار رہا ہو، اور بدیں وجہ اس وقت علماء نے اہلسنت کے لیے اسے ناپسند رکھا ہو تو معانقۂ عید کا زبردستی اس پر قیاس کیونکر ہو جائے گا، پہلے ثبوت دیجئے کہ ''یہ رافضیوں کا نکالا اور انھیں کا شعارِ خاص ہے'' ورنہ کوئی امرِ جائز کسی بدمذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہوسکتا، لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلِ سُنَّت وروافض بلکہ مسلمین وکفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہوجائیں گی؟ ''بحر الرائق''، ''دُرِّالْمُخْتَار'' و''رَدُّالْمُحْتَار'' وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ بدمذہبوں سے مشابہت اُسی امر میں ممنوع ہے جو فی نفسہٖ شرعاً مذموم یا اس قوم کا شعارِ خاص یا خود فاعل کو ان سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو، ورنہ زنہار وجہ ممانعت نہیں''

(وِشَاحُ الْجِیْد فِیْ تَحْلِیْل مُعَانِقَۃِالْعِیْد، صفحہ ۳۲، ۳۳ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، فیضان مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ ایضاً مشمولہ فتاویٰ رضویہ، جلد، صفحہ ۶۲۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

اسی رسالہ میں ایک اور مقام پر سیّدی امامِ اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ

تَعَالٰی عَلَیْہ مصافحہ کے شِعارِروافض ہونے کا مزید جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اتنا اورسُن لیجئے کہ کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائقِ احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا،احتراز کیوں مطلوب ہوگا، مصافحہ بعدِنماز اگرسُنَّتِ روافض تھا تو اب ان میں رواج نہیں، نہ وہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں نہ بعد نماز مصافحہ کرتے ہیں، بلکہ شاید اوّل لقاء پر بھی مصافحہ ان کے یہاں نہ ہوکہ اِن اعدائے سُنن کوسنن سے کچھ کام ہی نہ رہا،تو ایسی حالت میں وہ علت سرے سے مُرتَفِع ہے۔''دُرِّمُخْتَار''میں ہے:

یجعله لبطن کفّه فی یده الیسرٰی،وقیل الیمنٰی الاانه من شعارالروافض فیجب التحرزعنه،قهستانی وغیره،قلت:ولعله کان وبان فتبصر

(الدُّرِّالْمُخْتَارمع رَدُّالْمُحْتَار، کتاب الحظروالاباحة،فصل فی اللبس ،جلد۹،صفحہ ۵۹۶،مطبوعہ دارالمعرفة،بیروت۔ایضاً،جلد۶،صفحہ۳۶۱،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی)

(ترجمہ:''(مرد)انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے،اورکہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے،مگر یہ رافضیوں کا شعارہے،تواس سے بچنا ضروری ہے،(قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہاہوگا پھرختم ہوگیا،تواس پرغورکرلو'')

''رَدُّالْمُحْتَار''میں ہے:

ای کان ذلك من شعار هم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی هذه الازمان فلا ینهٰی عنه کیفما کان

(الدُّرِّالْمُخْتَارمع رَدُّالْمُحْتَار، کتاب الحظروالاباحة،فصل فی اللبس ،جلد۹،صفحہ ۵۹۶،مطبوعہ دارالمعرفة،بیروت۔ایضاً،جلد۶،صفحہ۳۶۱،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی)

(یعنی''وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعارتھا پھران زمانوں میں نہ رہااورختم ہوگیا تواب اس سے ممانعت نہ ہوگی،جیسے بھی ہو'')

اب توبِحَمْدِاللّٰہ سب شکوک کا اِزالہ ہوگیا''۔

(وِشَاحُ الْجِیْد فِیْ تَحْلِیْل مُعَانِقَةِالْعِیْد، صفحہ۴۶،۴۷،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ،فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران،پرانی سبزی منڈی،کراچی۔ایضاً،مشمولہ فتاوٰی رضویہ،جلد،صفحہ۶۲۴،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن،جامعہ نظامیہ،اندرون لوہاری دروازہ،لاہور) (میثم قادری)

اُردو ترجمہ رَٹ لینا اور ہے، قرآن فہمی اور!

حوالہ نمبر ۶:

''ہندوستان میں بھی آج اکثر جگہ پر یہی حالت ہے کہ ایک دوسرے کو مشرک، کافر اور مرتد بتلا رہے ہیں اور حنفی مذہب کی جو معتبر کتابیں ہیں ان کو دیکھتے نہیں کہ ان مسائل کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اور اگر کوئی حق پرست ہمّت کر کے ان باطل پرستوں کے سامنے کوئی معتبر حنفی مذہب کی کتاب لاکر دِکھاتے ہیں تو باطل پرست بچنے کی یہ ترکیب کرتے ہیں کہ یہ کتابیں غلط چھپ گئی ہیں یا یوں کہیں گے کہ ان کتابوں کا ترجمہ غلط کر دیا گیا ہے، یہ بھی نہیں تو کچھ اور تاویلیں کر لیں گے، لیکن صحیح بات کو یہ لوگ ہرگز نہیں مانتے''۔ (شریعت یا جہالت، ص ۶۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۶۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۶:

پہلے قرآن دیکھیے، بعد میں دُوسری کتابیں۔ قرآن کا طریقۂ خطاب یہی ہے کہ لوگوں لوگ، مؤمن کو مؤمن، منافق کو منافق، اور کافر کو کافر کہا جائے۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ((اَلْکَافِرُوْن:۱)) اس کی زِندہ مثال ہے، نبی کی زبان سے کافر کو کافر کہلایا گیا اور اگر کافر کو کافر کہنا قرآن وسنت کی نظر میں جرم ہوتا تو قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کے کیا معنیٰ؟

گالیوں اور اِلزام تراشیوں کی بوچھاڑ

حوالہ نمبر ۷:

''جاہل ''جیب بھرو پیر'' اور جاہل ''پیٹ بھرو مولوی'' اپنے مُرید اور مقتدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کو یا دیوبند کے عالموں کو یا

اُن کے چاہنے والوں کوتم لوگ سلام کرو گے یا جواب دو گے تو کافر ہو جاؤ گے، جہالت کی بھی کوئی حد ہے''۔ (شریعت یا جہالت،ص۹۲)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۹۲،مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۷:

سُنّی علما، سُنّی پیروں اور ساداتِ کرام سے متعلق اس کی کتاب میں اس قسم کی دل آزار عبارت ایک دو جگہ نہیں بلکہ متعدد مقامات پر ہے۔اس نے اس طرح سُنّی علما و مشائخ کو گالیاں دے کر دِل کے چھالے توڑے ہیں، اس کے باوجود بھیگی بلی بن کر وہ کہتا ہے کہ میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ ع

بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں جلاّد بھی

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

حوالہ نمبر ۸:

''مجھے ان فرقہ پرستوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ سچے مسلمان اور دین کے رہبروں کو کافر کہتے ہیں اور جو اُن کو کافر نہ کہے ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ ہماری جہالت کی بھی کوئی حد ہے''۔ (شریعت یا جہالت،ص۹۷)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۹۷،مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۸:

فرقہ پرستی تو جناب کے رَگ و ریشہ میں ہے۔ دین کے رہبر اور سچے مسلمانوں کو خود جناب ہی کافر و مشرک کہتے ہیں، سُنّی مسلمان تو اُنھیں کافر کہتا ہے جن لوگوں نے شیطان کے علم کو فخرِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علمِ پاک سے وسیع مانا اور جو لوگ ''حفظ الایمان'' کی اِس کفری عبارت کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں، جس میں یہ لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو علم رسولِ خدا کا ہے ایسا تو ہر جانور، صبی و مجنون کو ہے (مُعَاذَاللّٰہ)

عمل کی نمائش

حوالہ نمبر۹:

’’میرے عزیز دوست! جو لوگ کفر اور شرک سے توبہ کرلیں اور نماز کے بھی پابند ہو جائیں اور ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی دیتے رہیں، تو وہ تمہارے دِینی بھائی ہیں۔ ہائے رے ہندوستان کی جہالت! آج تو کفر وشرک کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں، شریعت پر عامل ہیں، کفر وشرک اور بدعتوں سے بچے ہیں، ان کو اسلام سے خارج اور وہابی سمجھتے ہیں‘‘۔(شریعت یا جہالت،ص۸۶)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۸۶،مطبوعہ دارُ الاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۹:

نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے اور بدعت سے پرہیز کرنے والوں کو کافر نہیں کہا جاتا، بلکہ وہ لوگ جو آقائے کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی توہین کر کے خارجِ اسلام ہو چکے ہیں، اُنھیں کافر کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ علمائے دیوبند اور ان کے پیروکار اور یہ لوگ اپنے کفر کو لمبی داڑھی، نماز، روزہ میں چھُپانا چاہتے ہیں۔ اہلِ سنت لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے اِتنا بتا دیتے ہیں کہ اب یہ لوگ توہینِ نُبوت کی وجہ سے مسلمان نہیں رہے، بلکہ کافر ہو گئے۔ جناب کا یہ کہنا صرف جہالت ہی جہالت ہے، اس کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حوالہ نمبر۱۰:

’’اے میرے عزیز دوست! ساری دُنیا میں ایک شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو کلمۂ طیّبہ صدقِ دِل سے یقین کے ساتھ پڑھنے کے

باوجود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے دُشمنی رکھتا ہو، مگر صرف محبت کام نہیں دے سکتی''۔(شریعت یا جہالت، ص ۷۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۷۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۰:

یہ بالکل صحیح ہے کہ صدقِ دِل سے کلمہ پڑھنے والا سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے دُشمنی نہیں رکھتا، البتہ ایسے ریاکار جو نمائشی کلمہ و نماز سے اپنی مارکیٹ بنائے ہوئے ہیں، ان کے مذہب کی بنیاد ہی دُشمنیِ رسول پر ہے۔ اگر وہ صدقِ دِل سے کلمہ پڑھتے تو ہرگز ہرگز رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو اپنا ''بڑا بھائی''، ''گاؤں کا زمیندار''، ''ذرّہ ٔناچیز سے کمتر'' اور ''چودھری'' وغیرہ نہ کہتے۔ عمل کی بنیاد عشقِ رسول اور ایمان ہے، اگر اس میں کمی رہ گئی تو بلاشُبہہ ہر عمل بیکار اور کھوکھلا ہے اور ایسا عمل کرنے والا کل بروزِ قیامت کسی اجر و ثواب کا مستحق نہ ہوگا۔ اس کا ٹھکانہ نارِ سقر و آتشِ دوزخ ہے۔

اِتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت

حوالہ نمبر ۱۱:

''افسوس! آج ہندوستان میں رہنے والے اکثر پیر اور مولوی صاحبان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ خود شریعت کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں اور اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ وہ لوگ اپنے وعظ میں گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ آپ ہی سوچیے کہ جن کے پیر اور مولویوں کی یہ حالت ہو، تو اُن کے مرید اور مقتدیوں کی کیا حالت ہو گی؟ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں''۔(شریعت یا جہالت، ص ۷۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۷۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۱:

دُوسروں کی آنکھ میں تنکا دیکھنے سے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھیے، خوش عقیدہ مسلمانوں کو ''جنگلی جانور'' اور ''یہودی'' وغیرہ کہنا، لکھنا یہ تعریف ہے یا گالی؟۔ یہ تو وہی ہوا ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔ خود گالی بکیں اور دوسروں کو گلیہر کہیں۔ اِس سے زیادہ ڈھٹائی کیا ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، یہ فن تو آپ لوگوں کو وراثت میں مِلا ہے۔ صدرِ دیوبند مولوی حسین احمد نے اپنی صرف ایک کتاب ''الشِّھَابُ الثَّاقِب علی المُسْتَرِقِ الْکَاذِبْ'' میں تاجدارِ اہلِ سُنَّت سَیِّدُ نا امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کو چھ سو چالیس گالیاں دی ہیں (۶)۔ اگر آپ نے بھی گالیاں دیں تو مقامِ تعجب نہیں۔

''تقویۃ الایمان'' کا خاموش اِلحاد

حوالہ نمبر ۱۲:

''اے پیغمبر! تمہارے اختیار میں کچھ نہیں۔ خدا چاہے تو اس کی توبہ قبول کرے، چاہے تو عذاب کرے، کیونکہ وہ ظالم ہیں''۔

(شریعت یا جہالت، ص۱۰۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۰۳، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۲:

یہ اختیارِ نبوت کی غلط تعبیر ہے۔ کسی نے پیغمبر کے اختیارات کو خدا جیسا نہیں کہا، اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کا اختیار خدا جیسا نہیں، لیکن اس سے ان اختیارات کی

(۶) ان گالیوں کی فہرست ملاحظہ کرنے کے لیے اجمل العلماء، افضل الفضلاء، سلطان المناظرین، حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سنبھلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''اِحْقَاقُ الْدِّیْن عَلٰی اَکَابِرِ الْمُرْتَدِّیْن'' المعروف ''رَدِّ شہابِ ثاقِب بر وہابی خائب'' (مطبوعہ: ادارہ غوثیہ رضویہ، کرم پارک، مصری شاہ، لاہور) ملاحظہ فرمائیں۔ (میثم قادِری)

نفی نہیں ہو جاتی جو پروردگار نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عطا فرمائے۔ چنانچہ توبہ ہی سے متعلق قرآنِ پاک کی حسبِ ذیل آیت ملاحظہ فرمائیے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

(پارہ:۵-سورۂ نِسَآء)((اَلنِّسَآء: ۶۴))

ترجمۂ رضویہ: ''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں''۔

کافر بنانا اور ہے، کافر بتانا اور

حوالہ نمبر ۱۳:

''ہمارے حنفی مذہب میں کافر کو بھی ''اے کافر'' کہنا منع ہے، تو پھر ایک مسلمان کو کافر کہنا اور لوگوں سے کہلوانا کیسے جائز ہوگا''۔

(شریعت یا جہالت، ص۱۰۲)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۱۰۲، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۳:

کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا جاتا۔ توہینِ نُبوت کر کے جو لوگ کافر ہو چکے ہیں وہ جناب کی نظر میں تو مسلمان ہو سکتے ہیں، لیکن شریعتِ محمدی کی رُو سے وہ خارجِ اسلام ہیں، اور آپ ایسے ہی کافروں کی وکالت کر رہے ہیں، مسلمان اچھی طرح سمجھتا ہے کہ آپ کا سنگھٹن کن لوگوں سے ہے۔

میٹھا میٹھا ہڑپ......!

حوالہ نمبر۱۴:

’’بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں اکثر لوگ فساد، بُغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اپنی پیٹ بھرائی کے لیے دُوسروں کو لہابی، وہابی، بدعتی، گمراہ، کافر، غیر مقلد، وغیرہ وغیرہ کہتے پھرتے ہیں، ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں، ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا‘‘۔ (شریعت یا جہالت، ص۱۰۲)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۰۲، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۱۴:

یہ تو وہی ہوا ’’میٹھا میٹھا ہڑپ، کڑوا کڑوا تھُو‘‘!

سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

(مُسْنِدِ أحمد، مُسْنَدُالْأَنْصَارِ، مُسْنَد أَبِی ذَرِّالْغِفَارِیرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، رقم الحدیث: ۲۱۲۰۰، مطبوعہ دارُالحدیث، القاھرۃ)

یعنی ’’اللہ ہی کے لیے محبت کرو اور اللہ ہی کے لیے بُغض رکھو‘‘۔

خدا کا شکر ہے سُنّی مسلمانوں کا اس پر عمل ہے، وہ ان ہی لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے و برگزیدہ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چاہنے والے ہیں۔ اور جن کے دِلوں میں خدا و رسول سے بُغض و عناد ہے، یقیناً سُنّی مسلمان ایسے لوگوں پر نفرین و ملامت کرتا ہے اور یہی شریعتِ محمدی کا حکم ہے، آپ کی جہالت کا جو بھی حکم ہو، اُسے آپ جانیں! یہ بھی اچھی رہی، اس پر تو آپ کی نظر پڑ گئی لیکن جن کے دِلوں میں بُغض و حسد کا لاوا سُلگ رہا ہے، ان کے متعلق زبان کیوں گُنگ ہوگئی اور قلم ٹوٹ کیوں گیا؟

دیوبند کو کافر نہیں، اپنا کفر پیارا ہے

حوالہ نمبر ۱۵:

''کافر کا لفظ ایسا بُرا ہے کہ اگر کافر کو بھی ''اے کافر'' کہہ کر بلایا جائے، تو یقیناً اُسے بھی بُرا معلوم ہو گا، اس لیے کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے، کیونکہ کسی بھی اِنسان کے مَرتے دَم کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایمان پر مَرا ہے یا کُفر پر مَرا ہے''۔ (شریعت یا جہالت، ص ۱۰۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۰۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۵:

کُفّار نے دیدہ ودانستہ کفر قبول کیا ہے، ان کا کفر ہی ان کا محمود و پسندیدہ ہے، اس لیے وہ کافر کہنے کو بُرا نہیں مانتے۔ چونکہ ان کے حق میں یہ خلافِ واقعہ نہیں ہے۔ البتہ وہ مسلم نما کافر جو توہینِ نبوت کے بعد کافر ہو کر اپنا کفر لانبے دامن اور لمبی داڑھیوں میں چُھپائے ((ہوئے)) ہیں، جب انہیں کافر کہا جاتا ہے تو وہ چراغ پا ہو جاتے ہیں اور آپ ایسے ہی کافروں کی وکالت کر رہے ہیں۔ ع

وزیرے چُنیں شھر یارے چُناں

((جیسا وزیر ہوتا ہے ویسا ہی بادشاہ ہوتا ہے))

حوالہ نمبر ۱۶:

''دیکھا میرے دوست، حضرت لوط عَلَيْهِ السَّلَام فرشتوں کو پہچان نہ سکے، کیونکہ آپ کو علمِ غیب نہیں تھا''۔

(شریعت یا جہالت، ص ۱۲۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۱۶:

یہ عدمِ توجہ کی بھی مثال ہوسکتی ہے (۷) صرف علمِ غیب نہ ہونے ہی کی نہیں۔

بے جوڑ پیوند

حوالہ نمبر ۱۷:

"دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت موسیٰ آگ سمجھ کر اور آگ لینے کی نیت سے کوہِ طور پر جارہے ہیں، آپ کو یہ تو خبر نہ تھی کہ مجھے وہاں پر جانے سے پیغمبری مل جائے گی"۔ (شریعت یا جہالت، ص ۱۳۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۳۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

---

(۷): یہی بات مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے بھی لکھی ہے کہ:

"ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی، آپ کے اَعۡلَم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کرسکتا"

((اَلۡمُهَنَّدُ، انیسواں سوال، صفحہ ۲۶، مطبوعہ در مطبع قاسمی، دیوبند۔ ایضاً، صفحہ ۱۰۷، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔ ایضاً، صفحہ ۱۸۶، مطبوعہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ ایضاً، صفحہ ۱۲۵، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰- انارکلی، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، ۳۳- حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ مکتبۃ العلم، ۱۸- اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، مطبوعہ اسلامی کُتُب خانہ، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور))

☆ اکابرِ دیوبند کے پیرومرشد حاجی امدادُاللہ مہاجر مکی نے بھی لکھا ہے کہ:

"لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم حق ہے، آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی، اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے"

((شمائمِ امدادیہ، صفحہ ۶۱، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمدادُالمشتاق، صفحہ ۷۹، ۸۰، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اُردو بازار، لاہور)) (میثم قادری)

تبصرہ نمبر ۱۷:

یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ابھی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا گیا تھا۔ اسی کو کہتے ہیں ''مارے گھٹنا، پھوٹے آنکھ''۔

آپ کو تو انبیا و رُسُل کی توہین کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا ہے، آپ نے اپنے سر سچ بات کہنے کی ذمہ داری نہیں لی ہے، آپ کا کام صرف اِتنا ہے کہ لوگوں کو گمراہ کیا جائے، خواہ اس کا طریقۂ کار کچھ بھی ہو۔

دَرِیدَہ دَہنی، ڈھٹائی اور گستاخی کی شرمناک مثال

حوالہ نمبر ۱۸:

''پھر حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے، اُس میں اِنْ شَاءَ اللّٰہُ نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا'' (شریعت یا جہالت، ص ۱۷۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۷۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۸:

نہ تو یہ کسی آیت کا ترجمہ ہے، نہ یہ حدیث ہے۔ جناب کا کہنا کہ ''رسول اللہ کو ڈانٹا گیا'' (مُعَاذَاللّٰہ)۔ یہ صرف اس بُغض وعناد کا نتیجہ ہے، رسول دُشمنی نے جو اِن کے دل میں گھر بنالیا ہے۔ ع

زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دَہن بگڑا

نقل کو عقل چاہیے

حوالہ نمبر ۱۹:

”دیکھا میرے عزیز دوست! حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا، حالانکہ وہ سچے تھے اور منافقوں کی باتوں کو سچ مان لیا، حالانکہ وہ جھوٹے تھے، یہ سب کیوں ہوا؟ اس لیے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علمِ غیب نہیں تھا“۔ (شریعت یا جہالت، ص ۱۴۸)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۴۸، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۱۹:

اس سے علمِ غیب کی نفی نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ توجہ کی نفی ہے۔ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم اس کی توجہ بھی چاہتا ہے، چونکہ سرکار نے توجہ نہیں فرمائی، اس لیے ایسا ہوا یا اس کے سوا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جو بھی مصلحت رہی ہو، وہ مخفی اِرادے ہم پر پوشیدہ ہیں، اسے اللہ تعالٰی اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔

وعظ گوئی آسان ہے، مگر مسائل کا سمجھنا مشکل ہے

حوالہ نمبر ۲۰:

”دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کتنے بڑے بادشاہ اور پیغمبر بھی تھے، لیکن ہُد ہُد کہاں گیا، اس کی بھی خبر آپ کو نہیں تھی اور ایک بہت بڑی سلطنت دُنیا ہی میں تھی، جس پر ایک عورت حکومت کررہی تھی، اس کی بھی آپ کو خبر نہیں تھی، کیونکہ آپ کو علمِ غیب نہیں تھا“۔ (شریعت یا جہالت، ص ۱۲۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۲۹، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۲۰:

انبیاء ورُسُل کا علمِ غیب عطائی ہے ذاتی نہیں اوران کے علوم تدریجاً ہیں۔ دفعتہً نہیں۔ اگر عربی سے تعلق نہیں ہے تو علمائے اہلِ سنت کی وہ کتابیں جو زبانِ اُردو میں ہیں ان کا مطالعہ کیجیے۔

خوش عقیدہ سُنّی مسلمانوں کو یہودی بنانا

حوالہ نمبر۲۱:

''اے میرے بھولے بھالے عزیز دوست! ذرا آنکھیں کھول کر ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھو، تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں، عشقِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبتِ رسول کا دَم بھرنے والے مسلمان، یارسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان''۔ وغیرہ وغیرہ۔

(شریعت یا جہالت، ص۲۰۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۲۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۲۱:

پالن گجراتی کی دُشمنیِ رسول کا کوڑھ اس کے نوکِ قلم پر پھوٹ پڑا۔ وہ ''یارسول اللہ'' کہنے والوں کو یہودی قرار دیتا ہے، ظالم خود اپنے بارے میں سوچے وہ کس کی نسل سے ہے، اتنی گالیاں دینے کے باوجود پھر بھی وہ کہتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہیں کہتا۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں سے دُشمنی وعداوت

حوالہ نمبر۲۲:

''میرے عزیز دوست! حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صحابۂ کرام،

تابعینِ عظام، محدثینِ کرام، اِمامانِ دین، بزرگانِ اُمّت، اولیاء اللہ، پیرانِ پیر، خواجہ صاحب، نظام الدین اولیا، صابر پیا، میراں شاہ، داول شاہ، حاجی ملنگ شاہ، داتار باپو، غیبن شاہ، کمال شاہ، جمال شاہ، جلال شاہ، ظاہر شاہ، باطن شاہ، روشن شاہ، کوئی بھی ہو، تمام سلف وصالحین کا طریقہ یہی تھا کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے ہر وقت اللہ ہی کا ذکر کرتے تھے، اللہ ہی کا نام اُن کی زبانوں سے بلند ہوتا تھا، اندر باہر، گلی، بازار، بستی، شہر، آبادی، جنگل، مسجد، خانقاہ اور عبادت گاہ بھی اُن کے خدائی نعروں سے گونجتی تھی۔ اور ہم ان محبوب اور پیارے بندگانِ خدا کی راہ تو چھوڑ بیٹھے اور بجائے خدا کے خود ان بزرگوں کے نام کے نعرے لگانے لگے۔ بتایئے یہ جہالت کس قدر گھٹا ٹوپ ہے، اس جہالت پر لے جانے والے یہی ''جیب بھرو پیر'' اور ان کے مُریداور ''پیٹ بھرو مولوی'' اور اُن کے مقتدی ہی تو ہیں میرے بھیّا''۔ (شریعت یا جہالت، ص۲۳۴)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۳۴، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۲:

یہ بات سولہ آنے دُرست اور اِتنی واضح حقیقت ہے کہ اس میں کسی عقل وہوش والے کو مجالِ دَم زَدَن نہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نبیِ اکرم پیغمبرِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ان کے سچے اور وفادار پیروکار صحابۂ کرام، تابعینِ عظام، محدثین، آئمہ، اولیاء اللہ، بزرگانِ دین اور صلحائے اُمت کے لبوں پر اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا جاری رہتی تھی اور یہ نیک بندے جس ماحول میں بھی رہتے تھے نعرۂ حق کی صدائیں بلند کرتے رہتے تھے۔ مگر آپ کی زبان سے یہ اعترافِ حقیقت سُن کر کانوں کو کچھ بھلا نہیں لگا۔ کیونکہ جب آپ پیروں اور بزرگوں کے قائل ہی نہیں اور اِدھر

اُدھر کا کوڑا کرکٹ بٹور کران کے پاک وشفاف دامنوں پر ڈال کر نیک خیال اور خوش عقیدہ مسلمانوں کوان کے آستانوں اور خانقاہوں سے دُور کرنے کی ناکام کوشش میں لگے رہتے ہیں،تو ان اللہ والوں کی عبادت وریاضت اوران کے ذکر وفکر کی تشہیر کی کیا ضرورت ہے؟۔جب شخصیت مُسَلَّم نہیں تو پھر شخصیت کی صفات اورخوبیاں گنانے سے کیا فائدہ؟۔یہ آپ کی کُھلی ہوئی دروغ بیانی اورصریح اِفترا پَردازی ہے کہ ہم لوگ ان محبوبانِ خدا وبندگانِ کبریا کی راہ چھوڑ بیٹھے ہیں اور بجائے خدا کے ان بزرگوں کے نام کے نعرے لگانے لگے ہیں۔اولیاء اللہ کا راستہ آپ لوگوں نے چھوڑا ہے،ان کی عقیدت ونسبت کا اِنکار بھی آپ لوگ کرتے ہیں، بزرگانِ دین وخاصانِ خدا کی نسبت وعقیدت جس کی بدولت عشقِ الٰہی وحُبِّ رَسول کا سوز وگداز ملتا ہے، جن کو دیکھنے سے خدایاد آتا ہے،جن کے وسیلے سے بارگاہِ خدا تک رسائی ہوتی ہے،جن کی خدمت میں خلوص وعقیدت سے حاضری دنیا ہزار سال کی عبادتِ بے ریا سے بہتر ہے،آپ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ اگر حکومت وسلطنت مل جائے تو سارے اولیاء اللہ کے مزارات ڈھادو،ان کے آستانوں کے قبے گرادو،ان کی قبروں پر ڈالی گئی چادروں کونوچ ڈالواور تمام خانقاہوں کومسمار ومنہدم کردو(۸)۔جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں

(۸) حضرتِ خطیبِ مشرق کی یہ بات بالکل دُرُست ہے،حرمین شریفین میں جب وہابیوں کا قبضہ ہوا،توانہوں نے صحابہ کرام واہلِ بیتِ اطہار رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے مزارات کوشہید کیا۔فتنہ وہابیت کے ترقی یافتہ ایڈیشن،مشہوردہشت گرد تنظیم''داعش'' نے بھی شام میں کئی مزاراتِ مقدسہ کوشہید کیا ہے۔ماضی قریب میں دیوبندی طالبان کی طرف سے تقریباًاکثرمشہورمزارات(حضرت داتا گنج بخش،لاہور۔حضرت امام بری، اسلام آباد۔حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر،سیہون شریف،سندھ۔حضرت بابافرید گنجِ شکر، پاکپتن۔حضرت سخی سرور،ڈیرہ غازی خان۔سمیت پاکستان میں واقع کئی مزاراتِ اولیاء)پر دہشت گردانہ حملے کیے جاچکے ہیں۔دیوبندی وہابی دہشت گردی کے متعلق مزید تفصیل کے لیے کتاب''دہشت گردی کے پیچھے چُھپا فتنہ''ازمولانا محمد طفیل رضوی(ناشر:تحریک تحفظ اسلام،پاکستان)ملاحظہ کریں۔نیز''مجلّہ کلمۂ حق'' شمارہ نمبر۵ میں راقم کا مقالہ''وہابیوں کے نزدیک سُنّیوں کاقتل کرنا حلال اوران کا مال لُوٹنا جائز ہے''(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) ملاحظہ کریں۔ حضرت سخی سرور کے مزار شریف پر دو خودکش بمباروں نے حملہ کیا، ایک خودکش بمبار کا حملہ ناکام ہوگیا۔ جب اس خودکش بمبار سے انٹرویو لیا گیا تو اس نے بتایا کہ طالبان نے اس کو یہاں یہ کہہ کر حضرت سخی سرور کے مزار شریف پر حملے کا کہا تھا کہ یہ بھی کفار ہیں۔ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو دیوبندی طالبان کی جانب سے ''آرمی پبلک اسکول، پشاور'' میں ۱۳۲ نہتے طلبا سمیت ۱۴۴ افراد کو بے دردی سے قتل کردیا گیا۔ ''وقت نیوز چینل'' کی خاتون صحافی ''نادیہ مرزا'' نے مشہور دیوبندی مولوی عبدالعزیز (خطیب لال مسجد، اسلام آباد) سے آرمی پبلک اسکول پر (دیوبندی طالبان کے) دہشت گردانہ حملے کی مذمت کرنے کے متعلق اِستفسار کیا، تو مولوی عبدالعزیز دیوبندی نے دیوبندی طالبان کی اس دہشت گردانہ کاروائی کی مذمت کرنے سے انکار کردیا، یہ ویڈیو یوٹیوب پر ''Molvi Abdul Aziz Refused To Condemn'' دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی تناظر میں ''روزنامہ نوائے وقت، لاہور'' کی جانب سے اپنے اِدارتی صفحہ میں بعنوان ''مولانا عبدالعزیز کی ڈھٹائی سے دہشتگردوں کی حمایت'' جو کچھ لکھا ہے وہ ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

''لال مسجد کے خطیب اور برقعہ اَوڑھ کر اسی مسجد سے آپریشن کے دوران فرار کی کوشش کے دوران پکڑے جانے والے مولانا عبدالعزیز نے سانحہ پشاور پر سنگ دِلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سانحہ کی مذمت کرنے سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے انٹرویو کے دوران کہا کہ جب غلطیاں دونوں طرف سے ہوں تو وہ صرف ایک فریق کی مذمت نہیں کیا کرتے۔ سانحہ پشاور پر پوری قوم کے دل رنج وغم سے زخمی ہیں تو حضرت مولانا نے ان پر یہ کہہ کر نمک چھڑکا کہ: ''طالبان شرعی جنگ لڑ رہے ہیں''۔ مزید یہ کہ ان کا تعلق دیوبند علما سے ہے اور پورے ملک میں کسی دیوبندی مفتی نے ان کے خلاف فتویٰ نہیں دیا۔ مولانا عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ''ضربِ عضب'' کو مسائل کا حل نہیں سمجھتے۔ حضرت صاحب پھر بتائیں کہ معصوم بچوں کو قتل کرنا دہشت گردی کے مسئلے کا حل ہے؟ مولانا نے لال مسجد میں بچوں کی لاشوں پر سیاست کی، شاید بچوں کی سینکڑوں کی تعداد میں لاشیں دیکھ کر ان کا دل نہ دہلتا ہو، وہ پاکستان میں داعش کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں، بلکہ فخر سے اپنا تعلق اس دہشتگرد تنظیم کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی موجودگی میں پاکستان سے دہشت گردی کا فتنہ ختم نہیں ہوسکتا۔ علمائے دیوبند کو اس امر کی وضاحت کرنی چاہیے کہ کیا وہ بقول مولوی عبدالعزیز واقعی دہشت گردوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ جن علمائے کرام نے دہشت گردوں اور دہشت گردی کے خلاف فتوے دیے کیا ان کی شریعت کوئی اور ہے؟ مولانا عبدالعزیز اپنی حرکتوں سے ایک عالم دین کا وقار خاک میں ملا رہے ہیں، ایک سرکاری ملازم کو ایسی بے شرمی سے دہشتگردوں کی حمایت پر کمربستہ دیکھ کر حیرت

میں ٹامک ٹوئیاں آپ لوگ مار رہے ہیں، ہم لوگ نہیں۔ چونکہ راہِ حق سے آپ لوگ بھٹکے ہوئے ہو، اس لیے ہر شخص گم کردہ راہ نظر آرہا ہے، اب یہ آپ لوگوں کی نحوست، محرومی وبدنصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جن صالحین بندوں کے فیض سے دُنیاوآخرت سنورتی ہے، بگڑی ہوئی تقدیریں بنتی ہیں، ان کی بارگاہوں سے آپ لوگوں کا بوریہ بستر گول کردیا گیا ہے اور ذِلّت وخواری کے غم وغصہ اورنفسانی انتقام میں ان لوگوں کو رُوحانی پیشوا اور پیرومرشد بنالیا، جو توہینِ رسالت وتنقیصِ نُبوت کر کے کفرومنافقت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ''مرثیہ گنگوہی''، ''اشرف السوانح''، ''بہشتی زیور''، ''حفظ الایمان''، ''تقویۃ الایمان''، ''افاضاتِ یومیہ''، ''ارواحِ ثلاثہ'' وغیرہ بدنامِ زمانہ کتابیں اگر اب تک نہ دیکھی ہوں تو میرے اس بیان کی تصدیق میں دن کے اُجالے میں پڑھ لیجیے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) ہوتی ہے۔ پوری قوم دہشت گردی کے ناسُور سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے کہ ایسے میں وہ کچھ بدبخت دہشت گردوں کی پشت پناہی کررہے ہیں اور داعش کے نمائندے بن کر مزید دہشت گردی امپورٹ کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت مولانا عبدالعزیز کی فتنہ پروریوں سے قوم کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کو ان کے عہدے سے برطرف کر کے ملک بدر کردے، تاکہ یہ داعش کے آزادی کے ساتھ معاون بنیں۔ اپنے مذموم ایجنڈے کی تکمیل کرسکیں، جس کی خاطر انہوں نے سینکڑوں معصوم بچیاں اور بچے شہید کروادیے۔ ایسے شخص سے مولانا کا ٹائٹل بھی واپس لے لینا چاہیے جو جہالت کی نمائندگی کرتا ہے''۔

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔ ۱۸ دسمبر، ۲۰۱۴ء۔ ادارتی صفحہ)

وہابیوں دیوبندیوں کی ان دہشت گردانہ کاروائیوں کے پیچھے مزارات دُشمن وہابیانہ سوچ کارفرما ہے، اس پر مزید بھی لکھا جاسکتا ہے، لیکن یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ (میثم قادِری)

مسئلہ حاضر وناظر سمجھیے

حوالہ نمبر ۲۳:

”دیکھا میرے عزیز دوست! خدااوررسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنے والے کو ہمارے علمائے دین کافر کہتے ہیں، کیونکہ خداوندِ کریم ہر جگہ حاضر وناظراور موجود ہے (۹) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہیں“ (شریعت یا جہالت،ص ۲۵۲)

((شریعت یا جہالت،صفحہ ۲۵۲،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافرخانہ،کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۳:

حاضر وناظر کے متعلق مولوی عبدالحیٔ لکھنوی کا فیصلہ

وقال والدی العلام واستاذی القمقام ادخلہ اللّٰہ فی دارالسلام فی رسالتہٖ ”نورالایمان بزیارۃ اٰثار حبیب الرحمن“ السّر فی خطاب التشھد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانھا ساریۃ فی کل وجود وحاضرۃ فی باطن کل عبد وانکشاف ھٰذہٖ الحالۃ علی الوجہ الاتم فی حالۃ الصلوٰۃ

---

(۹) مولوی یوسف تاؤلوی دیوبندی نے لکھا ہے:

”حافظ ابن الجوزی ”تلبیس ابلیس“ ص ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ”فرقۂ جہمیہ کی بارہ شاخوں میں سے ایک شاخ فرقہ ملتزقہ ہے، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے“۔ (فائدہ) تعجب ہے کہ اس گمراہ فرقہ کا یہ اعتقاد اکثر عوامِ اہلِ سُنَّت میں پھیل گیا اور یہ لوگ بھی کہنے لگے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے“

(جواہر الفرائد شرح العقائد،صفحہ ۱۹۱،مطبوعہ مکتبہ تھانوی،دیوبند۔ایضاً،المصباح،اُردو بازار،لاہور)

مولوی یوسف تاؤلوی دیوبندی کی طرف سے کی گئی مندرجہ بالا وضاحت کے مطابق پالن حقانی دیوبندی کا اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود ماننا گمراہانہ عقیدہ ہے۔ (میثم قادری)

فحصل محل الخطاب وقال بعض اھل المعرفة ان العبد لما تشرف بثناء اللّٰہ فکانہٗ اذن فی الدخول فی حریم الحرم الالٰھی ونور بصیرتہٖ ووجدالحبیب حاضراً فی حرم الحبیب فاقبل علیه وقال السلام علیك اَیُّھَا النَّبِیُّ

(السعایۃ شرح الوقایۃ، ج۲،ص: ۲۲۸)

مصنّفہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوٴی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، کانپور۔

((السّعایة شرح الوقایة،باب صفة الصلوٰة،بیان ترجیح تشھد ابن مسعود، الفائدۃالخامسة، جلد۲،صفحہ: ۲۲۸،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ،سرکی روڈ،کوئٹہ/۳-شیش محل روڈ نزد داتا دربار، لاہور))

ترجمہ:''میرے والدواُستاذ نے، خدا اُن کو جنت نصیب کرے، اپنے رسالہ''نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن'' میں فرمایا کہ''اَلتَّحِیَّات'' میں''اَلسَّلامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' بصیغۂ حاضر، سلام وخطاب کا راز یہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ ہر وجود میں ساری ہے اور ہر بندے کے باطن میں موجود حاضر ناظر ہے اور یہ حضوری حالتِ نماز میں پورے طور پر کُھل جاتی ہے، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حاضر وناظر سمجھ کر سلام خطاب کرنا حاصل ہو گیا اور بعض اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ بندہ جب اللہ کی ثنا سے مشرف ہو جاتا ہے تو اُسے حرمِ الٰہی میں داخلے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس کی بصیرت منور ہو جاتی ہے تو وہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حاضر وناظر پاتا ہے۔ حرمِ الٰہی میں وہ متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے''اَلسَّلامُ عَلَیْكَ اے میرے پیارے آقا نبی آپ پر سلام ہو۔(صَلَّی اللّٰہ عَلَیْكَ وعلٰی اٰلك یارسول اللّٰہ)''

اور یہ مولوی عبدالحیٔ صاحب آپ کے وہ مایۂ ناز عالم ہیں کہ جن کے متعلق آپ کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوٴی نہایت ہی حُسنِ صورت، حُسنِ سیرت، حُسنِ اخلاق کے جامع تھے، معلوم ہوتا تھا کہ نواب زادے ہیں، اُن کے خواص

سے معلوم ہوا کہ شب کی عبادت میں روتے تھے، دن کو امیر، رات کو فقیر۔
کثرتِ کام کی وجہ سے دماغ ماؤف ہوکر مرگی کا مرض ہو گیا تھا،تھوڑی سی عمر میں بڑا کام کیا، یہ سب تائیدِ غیبی ہوتی ہے“

(افاضات الیومیہ، ج ۵،ص ۱۷٦، سطر ۱۷ بحوالہٗ ”دیوبندی مذہب“ مصنفہ مولانا غلام مہرعلی صاحب گولڑوی)

((الافاضات الیومیہ، ملفوظ نمبر ۴۸۴، ج٦، صفحہ ۳٦۵، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور۔ایضاً، ملفوظ نمبر ۴۸۴، جلد ٦، صفحہ ۴۲۳، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان))

حضرت شیخ عبدالحق نے ”اشعة اللمعات“ جلد ا، صفحہ ۴۰۱۔

((اشعة اللمعات (فارسی)، کتاب الصلاۃ، باب التشہُّد، الفصل الاوّل، جلد ا، صفحہ ۴۰۱، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر۔عکسی طباعت، یکم مئی ۱۹۷٦ء۔ ایضاً (اُردو ترجمہ) جلد ا، صفحہ ۲۵۸، مطبوعہ فرید بک سٹال، اُردو بازار، لاہور))

اور صدیق حسن خان امامِ غیر مقلدین کے ”مسك الختام“ جلد ا، صفحہ ۴۵۹ پر اس سلام کے مقام میں حضور کو حاضر و ناظر تسلیم کیا ہے۔

((مسك الختام شرح بلوغ المرام، جلد ا، صفحہ ۴٦۰، مطبوعہ المکتبة الاثریه، سانگلہ ھل، جامع مسجد اہلِ حدیث باغ والی، ضلع شیخوپورہ))

استاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضور کے علمِ غیبِ کُلّی وحاضر وناظر کے متعلق اِرشاد فرماتے ہیں:

علم غیب وحاضر وناظر کے متعلق شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ:

زیرا کہ او مطلع ست بنورِ نبوت بررتبهء هرمتدین بدین خود که درکدام درجه ازدینِ من رسیده و حقیقت ایمانِ اوچسیت و حجابے که بدان از ترقی محجوب مانده است کدام ست پس اومی شناسد گناهان شمارا و درجات ایمان شمارا واعمال نیك و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔ الخ۔

(تفسیر عزیزی، پارہ سیقول، مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مطبوعہ مجتبائی بحوالہ ”دیوبندی مذہب“)

((تفسیر عزیزی (فارسی) تفسیر سورۂ بقرہ، تحت آیہ: وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا (آیت:۱۴۳) جلد ۱، صفحہ ٦٢٣، مطبوعہ، المکتبة الحقانیة، کانسی روڈ، کوئٹہ۔ ایضاً، اُردو ترجمہ: تفسیر عزیزی جلد دُوم، صفحہ ۴۰۵، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، ۱۱- گنج بخش روڈ، لاہور۔ مترجم مولانا محفوظ الحق شاہ))

((ترجمہ: ''حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہ وَسَلَّم نبوت کے نور کے سبب اپنے دین پر ہر چلنے والے کے رُتبہ سے واقف ہیں کہ حضور کے دین میں اُس کا کتنا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس پردے کے سبب وہ ترقی سے رُک گیا ہے وہ کون سا حجاب ہے، تو حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہ وَسَلَّم تم سب کے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے بُرے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص اور نفاق پر مطلع ہیں''))

((تفسیر عزیزی جلد دوم، صفحہ ۴۰۵ (اُردو) مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، ۱۱- گنج بخش روڈ، لاہور، مترجم مولانا محفوظ الحق شاہ))

تمام دیوبندیوں کے مرجع وماویٰ اور بہت سے دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی اِمدادُاللہ صاحب مہاجر مکی کا فیصلہ:

''الصلوٰة والسَّلام علیك یارسول اللّٰه بصیغۂ خطاب (حاضر) میں بعض لوگ (دیوبندی، وہابی) کلام کرتے ہیں، یہ اتصالِ معنوی پر مبنی ہے لهُ الخلق والامر ۔ عالمِ امر مقیّد بہ جہت، طرف وقرب وبُعد وغیرہ نہیں ہے، پس اس کے جواز میں شک نہیں''

(شمائم امدادیہ، ملفوظات حاجی امداداللہ صاحب، مطبوعہ لکھنؤ۔ ص ۹٦، سطر نمبر ۱٦)

((شمائمِ امدادیہ، صفحہ ۵۲، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمدادُالمشتاق، صفحہ ٦٢، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اُردو بازار، لاہور))

☆ ''لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم حق ہے، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حدیبیہ وحضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی، اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے''۔ (شمائم امدادیہ،ص ۱۱۵، سطر ۸)

((شمائمِ امدادیہ، صفحہ ۶۱، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمدادُالمشتاق، صفحہ ۷۹، ۸۰، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اُردو بازار، لاہور))

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ:

''وبا چندیں اختلافات و کثرت مذاھب که درعلمائے امت است یك کس رادریں مسئله خلافی نیست که آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بحقیقت حیات بے شائبه مجازوتوھم تاویل دائم وباقی ست وبراعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت ومتوجھان آنحضرت رامفیض ومربی است''

(المکاتیب والرسائل برحاشیہ اخبارالاخیار، مطبوعہ مجتبائی، ص ۱۵۵، بحوالہ دیوبندی مذہب)

((سلوك اقرب السبل بالتوجه الی سیّدالرسل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مشمولہ المکاتیب والرسائل برحاشیہ اخبارالاخیار، صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی۔ ایضاً، صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور))

((ترجمہ: ''اُمت کے اختلافات، مذاہب اوران کے طریقہ کار میں علما میں خاصا اختلاف ہے۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ عالی شان میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ مختلف فیہ مسئلہ نہیں۔ کسی ایک کو بھی اس سے اختلاف نہیں، آپ کی حیات، شائبہ مجاز توہُّم وتاویل کے بغیر ایک حقیقت دائم وباقی ہے۔ آپ اپنی اُمت کے اعمال کے حاضروناضر ہیں۔ طالبانِ

حقیقت اور متوجہ رہنے والوں کے مفیض و مربی (فیض دینے والے، تربیت و پرورش کرنے والے) ہیں"))

((مکتوباتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ، (اُردو ترجمہ)، حصہ اوّل، صفحہ ۱۷۸، مطبوعہ ادارہ معارفِ اسلامیہ کراچی، ۱۵۴ حیدر آباد کالونی، کلیٹن روڈ، کراچی۔ مترجم: قاضی احمد عبدالصمد فاروقی قادری چشتی))

☆ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی وہ مقدس و عالم ہستی ہیں کہ جن کے بارے میں آپ کے امام مولوی اشرف علی تھانوی (۱۰) بھی لکھتے ہیں:

"حضرتِ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں، ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی"۔ (افاضات الیومیہ ج:۴، ص:٦۳٦)

((الافاضات الیومیہ، ملفوظ نمبر ۴۱۷، ج ۵، صفحہ ۵۳۱، مطبوعہ المکتبۃُ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور۔ ایضاً، ملفوظ نمبر ۴۲۰، جلد ۵، صفحہ ۳٦۵، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان))

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روز مرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات "صاحبِ حضوری" کہلاتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرّف تھے اور صاحبِ حضوری تھے"

(افاضات الیومیہ ج:۷، ص:٦، بحوالہ دیوبندی مذہب، ص ۱۷۵)

((الافاضات الیومیہ، ملفوظ نمبر ۱۳۷، ج ۹، صفحہ ۱۳۸، مطبوعہ المکتبۃُ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور۔ ایضاً، ملفوظ نمبر ۱۳۷، جلد ۹، صفحہ ۱۲۳، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان))

---

(۱۰) دیوبند کے مفتیِ اعظم مولوی محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بارے میں کہا ہے کہ:

"ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ، مدینہ طیبہ (زادھا اللّٰہ شرفا کرامۃ) میں رہتے تھے، صاحبِ حضوری تھے، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حقّانی کی شیطانی توحید

حوالہ نمبر۲۴:

’’اپنے آپ کو پیر، مولوی، صوفی اور درویش کہلانے والے بھی توحید کا جنازہ نکال چکے ہیں اور دوسروں کو بھی اِن ہی عقیدوں پر مجبور کرتے ہیں جن پر خود عمل کر کے تباہ و برباد ہو رہے ہیں، ان کے دماغ اور عقل میں اتنی سی بات بھی نہیں بیٹھتی کہ تمام انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلام جب دُنیا میں بھیجے گئے تھے وہ سب کے سب توحید سکھانے کے لیے اور دُوسروں کو چھوڑ کر خدا ہی کی ذات پر بھروسہ رکھوانے کے لیے آئے تھے، مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) صاحبِ حضور وہ شخص کہلاتا ہے جس کو روزانہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت نصیب ہوتی ہے‘‘

(ملفوظاتِ فقیہ الامت، صفحہ ۴۳۲، مطبوعہ دار النعیم، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور۔ مرتب مفتی محمد فاروق دیوبندی۔ اشاعت: اپریل ۲۰۱۶ء)

☆ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے خلیفہ مفتی شفیع دیوبندی نے حضرتِ شیخ محقق کی کتاب ’’ماثبت بالسنة‘‘ کی ابتدا میں آپ کے متعلق لکھا ہے:

’’حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا نامِ نامی ہی اس کتاب کے مستند، معتبر اور بلند پایہ ہونے کی ضمانت ہے۔ اہلِ علم میں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں‘‘

(ماثبت بالسنة، صفحہ ۴، مطبوعہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، اُردو بازار، کراچی)

☆ مفتی شفیع دیوبندی نے حضرتِ شیخ محقق کی کتاب ’’ماثبت بالسنة‘‘ کی ابتدا میں بھی آپ کے متعلق لکھا ہے کہ:

’’زیرِ نظر کتاب ’’اخبار الاخیار‘‘ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تصنیف ہے، مصنف کا نام ہی کتاب کے مستند ہونے کی ضمانت ہے‘‘

(اخبار الاخیار، (اُردو ترجمہ) صفحہ ۱۱، مطبوعہ دارُ الاشاعت، اُردو بازار، کراچی) (میثم قادری)

ہائے ہندوستان کی جہالت! تیرا ستیاناس جائے، تُو نے ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کے ایمان کا تو ملیا میٹ کر دیا ہے''۔

(شریعت یا جہالت، ص ۲۵۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۴:

ہمارے یہاں ''توحید پرستی'' کا ترجمہ ''رسول دُشمنی'' نہیں۔ ہم لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ

دِل کو تھاما ان کا دامن تھام کے ہاتھ نکلے اپنے دونوں کام کے

چنانچہ کلمہ صرف لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہیں ہے بلکہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا اور اس کی عظمت و کبریائی کا اِقرار و تصدیق ضروری ہے، بس ایسے ہی محبوبِ کردگار احمدِ مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانا اور اُن سے بھرپور عقیدت و محبت کرنا، نیز ان کی توقیر و تعظیم کو لازم سمجھنا، یہی ایمان ہے۔ رسولِ خدا کی عظمت و حرمت سے کترا کر صرف توحید، توحید کی رَٹ لگانا یہ شیطانی توحید ہے، جس کو دیوبند نے اپنا لیا ہے۔ یہ آپ اور دیوبند کو مبارک ہو۔ ہمارے صوفیائے کرام نے گمراہ نہیں کیا ہے بلکہ توحید کے ساتھ عشقِ رسول کا صحیح درس دیا ہے، یہ اور بات ہے کہ یہ عشق آپ کی آنکھ میں کھٹکتا ہے۔

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دُور کی سوجھی

حوالہ نمبر ۲۵:

''اَن پڑھ مسلمان بھائیوں کو ہم نے ہماری آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ اذان دیتے دیتے جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہیں تو فوراً بڑی پُھرتی سے اپنے دونوں کانوں میں سے اُنگلیاں نکال کر اپنے

دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لیتے ہیں، پھر فوراً ہی بڑی جھڑپ کے ساتھ چالوأذان میں اُنگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں، ہے کوئی حد جہالت کی''۔(شریعت یا جہالت،ص۲۲۰)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۲۲۰،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ ۲۵: کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

چونکہ اَن پڑھوں میں آپ نے زندگی گذاری ہے، اس لیے آپ کو اپنے ہی جیسوں سے سابقہ پڑا۔ یہ تو جناب کی صرف مَن گڑھت ہے، اس روایت کے خود آپ ہی راوی ہیں، ایسا نہ دیکھنے میں آیا ہے، نہ سُننے میں۔

یہ دلیل ہے یا منہ چڑھانا

حوالہ نمبر ۲۶:

''اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ انسان نہیں تھے تو پھر جوتا سی لینا، کپڑا سی لینا اور بکری کا دُودھ دَوہ لینا، یہ سب کام انسان کے ہیں یا اور کسی کے؟''۔(شریعت یا جہالت،ص۱۹۲)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۱۹۲،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۶:

اگر اتنی ہی سی بات اپنے جیسے انسان ہونے کے لیے کافی ہے تو انسان سُنتا اور دیکھتا ہے اور خدا بھی سُنتا اور دیکھتا ہے، تو کیا یہاں بھی آپ کا یہی حکم ہوگا کہ اگر خدا انسان نہیں، تو سنتا اور دیکھتا کیوں ہے؟ اسی کو کہتے ہیں اُلٹی گنگا بہانا۔

ایک تو کریلا، وہ بھی نیم چڑھا

حوالہ نمبر ۲۷:

''اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، کوئی نہیں جانتا کہ کس سال، کس مہینے میں اور کس دن یا کس رات میں وہ آئے گی۔ اسی طرح بارش کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں ہے کہ کب آئے گی اور کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ کے پیٹ کا بچہ نر ہوگا یا مادہ۔ سُرخ ہوگا یا سیاہ۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل نیکی کرے گا یا بدی۔ مَرے گا یا جئے گا۔ بہت ممکن ہے کہ کل موت یا آفت آجائے اور کسی کو یہ خبر نہیں کہ کس زمین میں وہ دبایا جائے گا یا سمندر میں بہایا جائے گا، یا جنگل میں مَرے گا یا نرم یا سخت زمین پر مَرے گا''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۷۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۷۳، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۷:

اگر تھوڑا بہت شعور ہوتا تو اس قدر جسارت سے اتنی بوگس بات نہ کہتے، اسے تو سبھی جانتے ہیں کہ ان باتوں کا جو علمِ غیبِ ذاتی پروردگار کو ہے وہ کسی کو نہیں، لیکن انھیں مغیبات کا علم خدا نے اپنے محبوب کو بھی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں فرمایا کہ ابوجہل فلاں جگہ مارا جائے گا اور ایسے ہی ہو کر رہا (۱۱)۔

(۱۱) قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مَصْرَعُ فُلانٍ غَدًا، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَهَذَا مَصْرَعُ فُلانٍ غَدًا، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَهَذَا مَصْرَعُ فُلانٍ غَدًا، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاجَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَبِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُخِذَبِأَرْجُلِهِمْ فَسُحِبُوا فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ

(سُنَنُ أبِي دَاوُدَ، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ فِي الْأَسِيرِيُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ، وَيُقَرَّرُ، رَقْمُ الْحَدِيْثِ: ۲٦٧۴، الْجُزْءُ الثَّالِثُ، صفحہ ۳۸۲، ۳۸۳، مطبوعہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس طرح کے متعدد واقعات ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مستقبل کے بارے میں جو خبر دی، ویسے ہی ہوا جیسا کہ سرکار نے فرمایا۔ آخرش یہ علمِ غیب نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) دَارُ الیُسْر، المدینة المنوَّرَة/دَارُ الْمِنْهَاج لِلنَّشْرِ وَالتَّوزیع، جدة۔أیضاً، رقم الحدیث:۲۶۸۱، صفحہ۴۲۷، مطبوعہ دَارُ الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: حضرتِ اَنَس کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کل یہ فلاں کے مَرنے کی جگہ ہوگی اور زمین پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور کل یہ فلاں کے پچھاڑے جانے کی جگہ ہوگی۔ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی ذرا بھی اِدھر، اُدھر نہ ہوا۔ پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے متعلق حکم فرمایا، تو انہیں پیروں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا اور بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا“

(سُنَنُ أبی دَاوُدَ، کِتَابُ الْجِهَادِ، باب: قیدی کے ساتھ مار پٹائی کرنا اور فرار ہونا، جلد۲، صفحہ۳۴۰، ۳۴۱، مطبوعہ فرید بک سٹال، ۳۸- اُردو بازار، لاہور۔ مترجم: حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ)

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نام بنام ہی بیان فرمایا تھا، مگر روایت میں ”هَذَا مَصْرَعُ فُلان“ آیا ہے۔ یہ لفظِ ”فلاں“ شخصِ معیّن سے کنایہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ان متعیّن کردہ لوگوں میں ابوجہل بھی تھا، اس لیے مؤلف نے حدیث میں ”فُلان“ کی جگہ ”ابوجہل“ کی صراحت کردی ہے، ورنہ روایت میں ”فُلان“ لفظ ہی وارد ہے۔ اس کی نظیر امامِ شافعی کا عمل ہے، حدیث شریف میں تھا: ”لو سرقت فاطمة بنت محمد لقطعت یدها“۔ مگر امامِ شافعی نے ادباً سیدہ پاک کا نام لینے کی جگہ ”لو سرقت فلانة لامرأة الشریفة، لقطعت یدها“ پڑھا اور روایت کیا۔ یعنی متنِ حدیث میں وارد متعیّن شخصیت کے نام کی جگہ ”فلانة“ کا لفظ استعمال فرمایا۔

(الْأُمُّ، کتاب الحدود وصفة النفی، باب خطأ الطبیب و الإمام یؤدب، الجزء السادس، المجلّد الثالِث، صفحہ۱۷۶، مطبوعہ دَارُ المعرفة للطبَاعة وَالنشر، بیروت، لبنان)

اسی طرح جب یہ طے ہے کہ ان نشان زدہ اور متعیّن لوگوں میں ابوجہل بھی تھا تو مصنف نے حدیث کے متن میں ”فُلان“ کی جگہ ”ابوجہل“ کا لفظ ذکر کردیا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

(میثم قادری)

اِسے نہ پڑھیے

حوالہ نمبر ۲۸:

''دُنیا و آخرت میں سوائے خدا کے اور کوئی بھی حامی اور مدد گار نہیں ہے، ذرا ہوش میں آ کر سمجھ داری سے کام لیجیے، آپ اتنا تو خیال کیجیے کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام جنت میں ہوں گے اور اُن کا لڑکا ''قابیل'' جہنّم میں ہوگا اور نوح عَلَیْہِ السَّلَام جنت میں ہوں گے اور اُن کا بیٹا جہنّم میں ہوگا اور ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام جنت میں ہوں گے اور اُن کا باپ ''آزر'' جہنّم میں ہوگا اور نوح اور لوط عَلَیْہِمَا السَّلَام جنت میں ہوں گے اور اُن دونوں کی بیویاں جہنم میں ہوں گی۔ حضرت عکرمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جنت میں ہوں گے اور اُن کا باپ ابوجہل جہنم میں ہوگا اور حضورِ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جنت میں ہوں گے اور آپ کی خیر خواہی کرنے والا چچا ابو طالب جہنم میں ہوگا۔ ذرا ہوش میں آ جا مردِ مجاہد اور خوب سوچ کہ جن کی گود اور نسل سے غوث، قطب، ابدال، اولیاء، امام، مست، مجذوب وغیرہ پیدا ہوئے، وہ خود حضرت علی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جنت میں ہوں گے اور اُن کا سگا باپ ابو طالب جہنم میں ہوگا''۔

(شریعت یا جہالت، ص ۲۹۴)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۲۸:

یہ رسول اور ولی دُشمنی کا کوڑھ ہے جو پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا ہے، اگر جناب کو اس کا علم ہوتا کہ نبیوں اور ولیوں کی شفاعت پروردگار کی مشیّت ہی کے تحت ہے، جس کے ہم لوگ قائل ہیں، تو جناب ایسی جسارت کبھی نہ کرتے اور یہ لکھ کر رسولِ خدا اور علی

مرتضٰی کا دِل نہ دُکھاتے۔ دیوبند کے پُرکھے جو توہینِ نبوت کرکے کافر ہو چکے ہیں ان کے متعلق تو جناب کا کہنا یہ ہے کہ: کسی کا حال معلوم نہیں، لہٰذا کافر نہ کہو۔ اور انھیں جہنمی کہنے کے لیے دوانگل کی زبان باہر نکل آئی۔ سچ سچ بتایئے کہ یہ دیکھ کر آپ نے اِسلام کی کون سی خدمت انجام دی؟۔ کیا رسولِ خدا وعلی مرتضٰی کا دِل دُکھانا ہی آپ کا دین ودھرم ہے؟(۱۲)۔

سُنّی مسلمانوں پر اِلزام تراشی کی شاطرانہ چال

حوالہ نمبر۲۹:

’’اور جو یارسول، یا غوث، یا خواجہ، یا مشکل کشا، یا حسین، یا داتا، یا غیبن شاہ، یا اوّل شاہ، یا ملنگ شاہ، یا کلیر شاہ، بہر حال خدا کو چھوڑ کر کسی نبی یا کسی ولی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لے لیا کریں اسی کو سُنّی سمجھتے ہیں، جہالت کی بھی کوئی حد ہے‘‘۔ (شریعت یا جہالت، ص ۲۴۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

---

(۱۲): مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے خلیفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے لکھا ہے:

’’تفسیر ’’روح المعانی‘‘ میں ہے کہ ابوطالب کے ایمان وکفر کے معاملے میں بے ضرورت گفتگو اور بحث ومباحثہ سے اور اُن کو بُرا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اُس سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طبعی اِیذاء کا احتمال ہے‘‘

(مَعَارِفُ الْقُرآن، جلد۶، صفحہ ۶۴۹، سورۃُ الْقَصَص، زیرِ آیت: اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ، مطبوعہ مکتبہ مَعَارِفُ الْقُرآن، کراچی)

اس مسئلہ کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین، تاج المحققین، اِمامِ اہلِ سُنَّت، مجدّدِ دِین وملّت، حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ امام الشاہ احمد رضا خان قادری برکاتی حنفی بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ’’شرح المطالب فی مبحث ابی طالب‘‘ (مشمولہ فتاویٰ رضویہ، جلد۲۹، صفحہ ۶۵۵ تا ۷۴۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور) ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

تبصرہ نمبر۲۹:

شاتمِ رسول پالن گجراتی کی رسول وولی دُشمنی اپنے شباب پر ہے، اسے یارسول اللہ، یاغوث، یا خواجہ کہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس کا سراسر الزام اور بہتان تراشی ہے کہ نہیں: ''مسلمان (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ''یاغوث''، ''یاخواجہ'' کہتا ہے''۔ بلکہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا نام اللہ تعالیٰ ہی کا پیارا اور محبوب سمجھ کر لیتا ہے، یہ اس کی خوش عقیدگی کی دلیل ہے، نہ کہ اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حوالہ نمبر۳۰:

''افسوس! آج ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی بھی یہی حالت ہے جو اگلے کافروں اور مشرکوں کی تھی''۔ (شریعت یا جہالت، ص ۲۷۴)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۷۴، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۳۰:

کبھی کبھی آپ سچ بھی بول جاتے ہیں، بالکل صحیح ہے۔ جس طرح کفارِ مکہ رسولِ خدا کو ساحر و مجنون وغیرہ کہہ کر گالیاں دیتے تھے ایسے ہی آج اکابرِ دیوبند، رسولِ خدا کو ''بڑا بھائی''، ''زمیندار'' اور ''چودھری'' وغیرہ کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔ اس کی مثال وہی ہے جو اگلے کافروں اور مشرکوں کی تھی، یقیناً آپ نے سچ کہا اور سولہ آنے صحیح فرمایا۔

بے خبری اپنے شباب پر

حوالہ نمبر۳۱:

''مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دُعا میں کہے: ''بحقِ فلاں بزرگ میری دُعا قبول فرما''۔ یا کہے: ''یاالٰہی بحقِ انبیا یا بحقِ رسول صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ میری دُعا قبول

فرما''۔ اسی طرح اگر کہے کہ: ''الٰہی بحقِ بیت اللہ میری دُعا قبول کر''، تَو بھی مکروہ ہے۔اس واسطے کہ مخلوق کا حق حضرت خالق عَزَّوَجَلَّ پر نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض نادان لوگ مناجات میں یہ اشعار پڑھا کرتے ہیں۔

الٰہی بحقِ محمد رسول دُعا مجھ گنہگار کی کر قبول

یہ مکروہ ہے اوراس میں کسی کا اختلاف نہیں''۔ (شریعت یا جہالت،ص ۳۰۰)

((شریعت یا جہالت،صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۱:

غالبًا ابھی تک آپ نے دیو بند کا شجرہ نہیں دیکھا، اس لیے یہ واہی تباہی ہے۔ زحمت نہ ہوتو ''شیخ الاسلام نمبر''(۱۳) دیکھیے اور نانوتوی صاحب کا فارسی شجرہ(۱۴)۔

(۱۳): ''روز نامہ الجمعیۃ دہلی'' کے ''شیخ الاسلام نمبر'' میں مولوی حسین احمد مدنی دیو بندی کا ''شجرہ مشائخِ چشتیہ'' درج ہے، جس میں تمام مشائخ کے ناموں کے ساتھ ''بجاہ'' کے ساتھ دعا مانگی گئی ہے، جس کی ابتداء یوں ہوتی ہے:

اللّٰھم بجاہ قطب العالم سیّدنا و مرشدنا و مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز

(روز نامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ۷، بابت ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ/ ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء)

گویا پالن حقانی دیو بندی کے نزدیک یہ شجرہ پڑھنا مکروہ و نادانی ہے۔(میثم قادری)

(۱۴) مولوی قاسم نانوتوی دیو بندی کے فارسی ''شجرہ منظومہ چشتیہ صابریہ'' کے کچھ اشعار ملاحظہ کریں:

بحق شاہ عزیز الدین اعنی
نہنگِ بحرِ عشق و بحرِ معنی
بحق بو سعید فخرِ اقران
جنید وقت خود شبلیٔ دوراں
بحق صدرِ ایوانِ جلالت
جلال الدین شمسِ چرخِ رفعت

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وسیلے کا انکار

حوالہ نمبر ۳۲:

''دُعا کے وقت کسی قسم کے واسطہ اور وسیلہ کا شرع شریف میں حکم نہیں ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے''۔ (شریعت یا جہالت، ص ۳۰۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۰۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۲:

کاش پالن گجراتی کچھ پڑھے لکھے ہوتے، اگر علم کی کانی کوڑی بھی ان کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

بحق آنکہ شاہِ اولیا شد
درِ اوبوسہ گاہِ اولیا شد
بحق خواجۂ مودود چشتی
کہ سگ را فیضِ او سازد بھشتی
بحق دُرِّیکتا جوھرِ پاك
ابویوسف چراغِ ھفت افلاك
بحق بومحمد محترم شاہ
کہ بدور روز خورشید وبشب ماہ
بحقِ حاکم شھرِ ولایت
ابواحمد دربحرِ ولایت
بحق مقتدائے مقتدایان
حسن بصری امامِ پیشوایان
بحق سرورعالم محمد
بحقِ برترِعالم محمد

(شجرہ منظومہ چشتیہ صابریہ مشمولہ قصائد قاسمی، صفحہ ۲۱ تا ۲۳، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند ضلع سہارنپور)
(میثم قادری)

پاس ہوتی تو وہ وسیلہ کے انکار میں یہ نہ لکھتے کہ خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عہدِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں قحط پڑا تو خود فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسولِ کریم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وسیلہ بنایا۔ یہ وسیلہ بنانا اس لیے نہیں ہے کہ خدا کو اس کی ضرورت ہے۔ پروردگار تو ہر ضرورت سے بے نیاز ہے۔ بلکہ اس کو خود یہ پسند ہے کہ اس کی بارگاہ سے مانگا جائے، اس کے محبوبوں کو وسیلہ بنا کر دُعا کی جائے۔ اس کی ایک دو نہیں بہت سی مثالیں ہیں۔ یہ صرف رسول دُشمنی اور ولی دُشمنی کا نتیجہ ہے۔

سُنّی مسلمان کو جنگلی جانور بتانا

حوالہ نمبر ۳۳:

"یارسول کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ ؐ کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان، آپ ؐ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے اگر شریعتِ محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سُنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور"۔

(شریعت یا جہالت، ص ۲۰۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۳:

دَرِیدَہ دَہن اور منھ پھٹ پالن گجراتی ایک بے لگام شرابی کی طرح جو دِل میں آتا ہے بکتا چلا جاتا ہے۔ اس نے سُنّی مسلمانوں کو جنگلی جانور سے تشبیہ دے کر کروڑوں مسلمانوں کی دِل آزاری کی، اس کے باوجود پالن گجراتی کا کہنا ہے کہ میں کسی کو کچھ نہیں کہتا، کیا اب ماں بہن کی گالیاں دینے کا اِرادہ ہے؟

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھیے

حوالہ نمبر ۳۴:

''افسوس! آج ہندوستان کے اکثر پیر اور مولویوں کی یہی حالت ہے کہ جاہلوں میں بیٹھ کر بغیر علم اور تحقیق کیے مسئلہ مسائل کی گپّیں مارتے رہتے ہیں اور ہر سال نیاز، نذرانہ وصول کر لیتے ہیں''۔

(شریعت یا جہالت، ص ۳۳۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۳۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۴:

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھیے، پھر دُوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالیے۔ ''پڑھے لکھے کچھ نہیں، نام مُلّا فاضل''۔ یہی جناب کا حال ہے۔

کالا کوا کھاتے کھاتے دل بھی سیاہ ہو گیا

حوالہ نمبر ۳۵:

''اگر وہ درگاہ والا دینے کا اختیار رکھتا ہے دُوسروں کو بیٹا، بیٹی یا دولت اور نوکری دیتا ہے تو پھر افسوس تو یہ ہے کہ وہ مجاور لوگ کیوں بھیک مانگتے ہیں؟'' (شریعت یا جہالت، ص ۴۰۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۰۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۵:

یہ آپ نے غلط سمجھا ہے، مجاور بھیک نہیں مانگتے، بھکاری تو وہ ہے جو دَر، دَر کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ یہ خوش نصیب تو ایک ہی چوکھٹ سے لگے لپٹے رہتے ہیں۔ ''یك جا گیر محکم گیر'' کے یہ عامل ہیں۔ واضح رہے کہ خوش عقیدہ مسلمان بطیبِ خاطر

اپنی رضا ورغبت سے انھیں نذر کرتا ہے، اب اندیشہ ہے کہ کل آپ کہیں یہ کہنا نہ شروع کردیں کہ اگر خدا رزاق ہوتا تو رسولِ خدا فاقہ کیوں کرتے (مُعَاذَاللّٰه)

آپ کو شرم آنی چاہیے، اپنی غیرت کو پُکاریے کہ وہ مسلمان کو کس راہ پر لے جارہی ہے۔ مگر غیرت ہے کہاں!!

خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے

حوالہ نمبر ۳۶:

''جس دن عرس ہوتا ہے اس دن درگاہ کے لیے کہیں تو پچاس روپے کی اس قبر پر ڈالنے کے لیے چادر بنائیں اور کہیں تو سو روپے کی اور کہیں دوسو روپے کی اور کسی جگہ پر تو اس سے بھی زیادہ قیمت کی چادریں بنا کر چڑھائی جاتی ہیں۔ میرے عزیز دوست! اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے یعنی اس چادر کو نہ خریدتے اور اتنی رقم کسی غریب محتاج یا مسکین یا بیوہ کو یا کسی مدرسہ میں دے دیتے اور اس کا ثواب واسطے اللہ کے اس قبر والے کو بخش دیتے تو اس رقم سے تین فائدے ہوتے''۔ (شریعت یا جہالت، ص۴۰۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۶:

یہ مزارات ہی کے ساتھ کیوں خاص ہے؟ مملکتِ سعودیہ سے درخواست کیجیے کہ کعبۃ اللہ جو پتھر ہی کی ایک عمارت ہے اس پر غلاف نہ ڈالا جائے اور اسی کو تبلیغی جماعت پر تقسیم کردیا جائے۔ معلوم ہوا کہ غلافِ کعبہ احترام وعظمت کی کُھلی ہوئی نشانی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا گھر دوسرے گھروں سے ممتاز ہو جاتا ہے، اسی طرح مزارات پر جو چادریں ڈالی جاتی ہیں اس سے وہ قبر دوسری قبروں سے ممتاز ہو جاتی

ہےاوراس میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کےایک ولی کی عزت وتکریم بھی مقصود ہے[۱۵]۔

بدعت اَوڑھنا بچھونا ہے

حوالہ نمبر ۳۷:

اس کے بعد مذکورہ صفحہ کی تیسری سطر میں ملاحظہ ہو!

’’اسی طرح دوسرے خرچ بھی سمجھ لیں، یعنی تربتوں پر سینکڑوں بتّیاں جلانی یا قبروں پر عمارتیں بنانی یا قبروں پر ڈھول تاشے خریدنے اوراس کے بجانے گانے کی اُجرت دینے یا چلّے اورتعزیے بنانے یا قوالوں اور رنڈیوں کے لیے رقم خرچ کرنے سے کچھ بھی ثواب نہیں ملتا‘‘ (ص۴۰۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

(۱۵)اس سے ملتی جلتی بات حضرت علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ’’فتاویٰ شامی‘‘ میں اِن الفاظ میں تحریر فرمائی ہے:

قال فی فتاویٰ الحجۃ: وتکرہ الستورعلی القبور، ولکن نحن نقول الآن: اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لایحتقروا صاحب القبر، ولجلب الخشوع والأدب للغافلین الزائرین، فھو جائز لأن الأعمال بالنیات

((رَدُّالْمُحْتَارِعَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ، کِتَابُ الْحَظْرِوَالْاِبَاحَۃِ، فَصْل فِی اللبْسِ، جلد۹، صفحہ۵۹۹، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ/۳۰شیش محل روڈ، نزد داتا دربار، لاہور))

ترجمہ:’’فتاویٰ الحجہ میں ہے: قبروں پرچادریں رکھنا مکروہ ہے۔لیکن اب ہم کہتے ہیں: جب اس سے یہ قصد کیا جائے کہ عام لوگوں کی نظر میں اس کی عظمت کا اظہار ہو، یہاں تک کہ وہ صاحبِ قبر کو حقیر نہ جانیں اورغافل زائرین کے خشوع اوراَدَب کے حصول کا قصد ہو، تو یہ عمل جائز ہوگا۔کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے‘‘

(فتاویٰ شامی (اُردو ترجمہ) رَدُّالْمُحْتَارِعَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ، کِتَابُ الْحَظْرِوَالْاِبَاحَۃِ، فَصْل فِی اللبْسِ، زیرِعنوان: اولیائے کرام اورصالحین کے مزارات پر چادر چڑھانے کا شرعی حکم، جلد۱۱، صفحہ۶۷۲، مطبوعہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور) (میثم قادری)

تبصرہ نمبر ۳۷:

مساجد سے بھی مینار و گنبد کو گروا دیجیے، چونکہ اس پر بھی بہت خرچ آتا ہے، اگر آپ کی اصطلاح میں اسراف اور فضول خرچی اسی کا نام ہے تو شریعتِ محمدی کو بدلنے کی کوشش نہ کیجیے، خود اپنی نئی شریعت کا اعلان کر دیجیے۔

بھانڈا پھوٹ گیا

حوالہ نمبر ۳۸:

"اتنا خوب یاد رکھنا کہ شریعت کے خلاف عمل کرنے والا ولی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نہیں سُنا جو حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک دَجّال پیدا ہو گا، وہ کیسے کیسے خلافِ عادت کام کر کے لوگوں کو دِکھائے گا، لیکن اُن شعبدوں کی وجہ سے وہ ولی نہیں بلکہ ملعون اور مردود ہوگا"۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۳۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

"یہ جو درہم و دینار یا روپیہ پیسہ وغیرہ لے کر مزاراتِ اولیاء پر اُن کی جناب میں تقرُّب کے واسطے جاتے ہیں بالاجماع یعنی سب کے نزدیک حرام ہے"۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۲۲)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۳۸:

اسی لیے تو دیوبندیوں میں کوئی ولی نہیں ہوتا، چونکہ عمل کا دارومدار عقیدہ ہے، عقیدہ کی خرابی کے بعد ان کا سارا عمل اَکارَت ہو گیا، ہمارا یہی کہنا ہے کہ عقیدہ درست کر لو تب عمل کے ثمرات ملیں گے۔ سُنّی چونکہ خوش عقیدہ ہے اس لیے وہ ہر اعتبار سے پھلتا پھولتا ہے۔ ع

حلوہ خوردن روئے باید

چودھویں صدی کے نئے مفتی صاحب! درہم ودینار یاروپیہ پیسہ لے کر اولیا کے مزاروں پر تقرُّب کی غرض سے جانا آپ کے عجیب وغریب فتویٰ سے بالاجماع یعنی سب کے نزدیک حرام ہے۔تو یہ فتویٰ آپ نے قرآن یا حدیث یا اقوالِ صحابہ یا فقہ کی کس کتاب سے قلم بند فرمایا ہے۔ذرا حوالہ بھی دیجیے تاکہ مسلمانوں کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ کو اور آپ کے بڑے چھوٹوں کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں سے دِلی بُغض وعداوت ہے۔اس کا یہ نتیجہ ہے جو پہلو بدل بدل کر ہر رُخ سے جارحانہ حملے کر کے دل میں لگی ہوئی آگ کو بُجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔

جہالت کی برہنہ تصویر

حوالہ نمبر ۳۹:

''جو جانور کہ نامزد کیا گیا اور شہرہ دیا گیا (یعنی وہ جانور مشہور ہو چکا ہے کہ یہ دُنبہ یا بکرا فلاں ولی، یا فلاں پیر، یا بُت، یا دیوتا، یا ماتا، یا اور کسی کے بھی نام کا ہو) تقرُّب اور تعظیم کے لیے بنامِ غیرِ خدا، وہ حرام ہے۔ جیسا کہ عوام جاہلوں میں دستور ہے ''یہ بکرا شیخ سدّو کا ہے، یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا توپ کا یا یہ مرغا مدار صاحب کا۔ یا یہ جانور ذَبح کرنا، بزرگوں کی قبروں کے پاس یا کنارے دریا کے یا بطور بھوگ کے ساتھ نام جنوں کے۔ پس کرنے والا ان کاموں کا مرتد کافر ہے اور یہ ذبیحہ مُردار اور حرام ہے اگر چہ وقتِ ذَبح کے نام خدا کا لیا ہو''۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۳۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۳۰، ۴۳۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۳۹:

قربانی کا جانور خریدا جاتا ہے، مگر گھر والے اسے نامزد کر دیتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں کا ہے اور یہ دُنبہ فلاں کا۔ ایسے ہی عقیقہ کے لیے جو جانور خریدے جاتے ہیں بچوں اور بچیوں سے منسوب ہوتے ہیں مگر قربانی وعقیقہ میں ذَبح کے وقت ''بِسۡمِ اللّٰه، اَللّٰهُ اَکۡبَر'' پڑھا جاتا ہے۔ بس ایسے ہی اگر جانور غوثِ پاک اور خواجہ غریب نواز کے نام کا لیا جائے اور ذَبح کے وقت ''بِسۡمِ اللّٰه، اَللّٰهُ اَکۡبَر'' پڑھا جائے، تو وہ ناجائز وحرام کیوں؟

اگر کسی درسگاہ سے واسطہ ہوتا تو اس طرح آئیں بائیں شائیں نہ ہانکتے۔ یہ نتیجہ ہے جناب کی لاعلمی و جہالت کا۔ وہ ذبیحہ حرام ہوتا ہے جس پر وقتِ ذَبح غیرِ خدا کا نام لیا جاتا ہے مگر یہاں ایسا نہیں۔ جانور غوثِ پاک اور خواجہ غریب نواز سے منسوب ضرور ہوتا ہے مگر ذَبح کے وقت ''بِسۡمِ اللّٰه، اَللّٰهُ اَکۡبَر'' ہی پڑھا جاتا ہے۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

حوالہ نمبر۴۰:

''ہر جمعرات کو ولیوں کی قبر پر پھول چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے سے مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اس نیت سے اولیائے کرام کے مزاروں پر جانا کفر ہے اور اگر یہ نیت نہیں ہے تو پھر اولیا کی قبر میں عذاب تو ہوتا نہیں ہے۔ پھر پھول چڑھانے کا کیا مطلب؟''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۰۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۰۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۴۰:

اولیاء اللہ کے مزارات پر پھول اس لیے چڑھائے جاتے ہیں تاکہ ان کے درجات میں بلندی ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک اس میں تازگی ہوگی وہ خدا کی تسبیح وتہلیل کرے گا۔ گنہگار کی قبر پر ڈالنے سے گناہ میں تخفیف ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے

ولی کے مزارات پر ڈالنے سے درجات میں بلندی ہوگی۔

شرک کا ہیضہ

حوالہ نمبر ۴۱:

”لیکن آج ہندوستان کی عورتیں عرسوں میں اور درگاہوں پر کثرت سے قافلہ کی طرح مل کر جاتی ہیں، یہ تو کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ عورتیں وہاں جا کر سوائے کفر وشرک کے اور کچھ نہیں کرتیں“۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۱۶)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۳۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۴۱:

اس آئینہ میں جناب نے اپنی ہی صورت دیکھی ہے، چونکہ جناب کا گھرانہ اَن پڑھوں، جاہلوں اور گنواروں کا ہے، اس پر آپ نے ہر گھرانہ کو قیاس کر لیا ہے۔ لوگ مزارات پر اکتسابِ فیض کے لیے جاتے ہیں، کفر وشرک کرنے نہیں جاتے، جس پر ہماری کتابیں شاہدِ عدل ہیں۔ چونکہ کفر وشرک جناب کا اَوڑھنا بچھونا ہے، اس لیے ہر جگہ آپ کو کفر وشرک ہی نظر آتا ہے، اپنی آنکھ اور دماغ کا علاج کیجیے، بعد میں عرس کی اِصلاح کیجیے گا۔

کافرانہ اندازِ سخن

حوالہ نمبر ۴۲:

”میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا کہ نوح عَلَیۡہِ السَّلَام نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے دُعا کی، لیکن قبول نہ ہوئی۔ اور اُوپر سے ڈانٹے گئے اور ”کنعان“ دریا میں ڈوب کر ہلاک و برباد ہوگیا“۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۸۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۲۸۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۴۲:

حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے یہ لکھنا کہ ''اُوپر سے ڈانٹے گئے''۔ یہ کافرانہ اندازِ سخن ہے۔ کسی نبی ورسول کی بارگاہ میں ایسی سخت کلامی آپ جیسا رسول دُشمن ہی کرسکتا ہے۔ اگر ایمان کا کوئی حصہ بھی آپ کے نصیبے میں ہوتا تو آپ ایسی جسارت ہرگز نہ کرتے۔ یہ خلافِ واقعہ بھی ہے اور غلط تعبیر بھی۔ اس بات کا کون مدعی ہے کہ پروردگارِ عالَم اپنی مشیّت واِرادہ کے خلاف سُننے پر مجبور ہے۔

اَنْ کہی کہہ گئے

حوالہ نمبر۴۳:

''نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کا ثواب ہمارے امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے نزدیک پہنچتا ہے''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ۴۴۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۴۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ۴۳:

جب ثواب پہنچتا ہے تو فاتحہ سے روکتے کیوں ہیں؟ شریعت ہاتھ کا کھلونا تو نہیں ہے، یہ بزرگانِ دین کی کرامت ہے کہ آپ اَنْ کہی کہہ گئے۔

سارے جہاں کا درد

حوالہ نمبر۴۴:

''ہر ایک مسلمان بھائی کے لیے سوچنے کا مقام ہے جو اپنے آپ کو سُنّی کہتا ہے وہ خود اپنے آپ کو پرکھ لے کہ وہ سُنَّتِ رسول ؐ کا کتنا عامل ہے؟'' (شریعت یا جہالت، صفحہ۴۳۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۳۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۴۴:

پہلے اپنی اور دیوبند کی فکر کیجیے کہ کفر و گمراہی کے جس گہرے دلدل میں آپ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس سے نجات کی کیا صورت ہوگی۔ بِفَضْلِہٖ تعَالٰی خوش عقیدہ سُنّی مسلمان عاشقِ رسول بھی ہوتا ہے اور عَامِل بِالسُّنَّۃ بھی۔

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

حوالہ نمبر۴۵:

''لیکن ہم اپنے اس دور میں اکثر سیّدوں کو شریعت کا نہیں بلکہ بدترین جہالت کا سردار دیکھتے ہیں۔ ''جیب بھرو پیر'' بھی سیّد ہیں، ''پیٹ بھرو مولوی'' بھی سیّد ہیں، قبروں کے سجادہ نشین بھی سیّد ہیں، جاہل لوگوں کو بہکا کر اُن کی نیاز و نذر ہضم کر جانے والے بھی سیّد ہیں، نماز کی چوری اور روزہ خوری کر کے مزاروں پر چوسر، شطرنج اور تاش کھیلنے والے بھی سیّد ہیں، مسجدوں کو ویران کر کے مزاروں پر قوالوں کی تانیں سُننے والے اور رنڈیوں کے ناچ و مجرے کرانے اور دیکھنے والے بھی سیّد ہیں''

(شریعت یا جہالت، صفحہ۴۳۸)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۳۸، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۴۵:

''سیّد'' تو ''آلِ رسول'' کو کہتے ہیں جو اپنے عقائد و اعمال میں یقیناً دُوسروں کے لیے قابلِ نمونہ ہے۔ ہاں البتہ وہ آستانہ جات جن پر دیوبندیوں کا غاصبانہ قبضہ ہے وہاں لوگ شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلتے ہوں گے تاکہ سُنّیت بدنام ہو۔ واضح رہے کہ سُنّی مسلمان مزارات کا ادب و احترام کرتا ہے۔ وہاں شطرنج وغیرہ نہیں کھیلتا۔ بدنصیبی سے

جو خانقاہیں دیوبند کا اڈہ بن چکی ہیں وہاں جو کچھ بھی ہو جائے، وہ کم ہے۔

رسول دُشمنی کا کوڑھ پھوٹ پڑا

حوالہ نمبر ۴۶:

’’میرے عزیز دوست! تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اگر ثواب تھا تو پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کو تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے کیوں منع فرمایا۔ گویا آپ نے بھی فرض کو ترک کیا (نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْھَا)‘‘۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۵۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۵۱، مطبوعہ دارُ الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۴۶:

یہ ساری خباثت اس کا نتیجہ ہے کہ جناب کو حکم و تواضع کا فرق نہیں معلوم ہے۔ زحمت نہ ہو تو پھر جونا گڑھ جایئے اور عبدالمتین جونا گڑھی سے اس کا مطلب دریافت کیجیے، محض اُردو عبارت رَٹ لینے سے کام نہیں چلتا۔ اگر علم کی کانی کَوڑی آپ کے پاس نہیں ہے تو کسی صاحبِ علم سے رابطہ پیدا کیجیے، آپ کے ڈھول کا پول لوگوں پر ظاہر ہو چکا ہے۔ آپ قرآن وحدیث کے جو نمبر بتاتے ہیں اس کا طلسم زیادہ دنوں باقی نہ رہ سکے گا۔

دیوبند سے بھی چار قدم آگے

حوالہ نمبر ۴۷:

’’مجلسِ میلاد میں بہت سے بہت پچاس یا سو روپے خرچ ہوتے ہیں اور کم سے کم پانچ یا دس روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اب یہاں پر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اتنا خرچ کرنے پر نبِی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اگر ہمارے گھر تشریف لے آئیں تو ذرا سوچو تو بھائی صاحب! جو مالدار یعنی امیر لوگ ہیں

وہ تو ہر روز نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اپنے گھر بلوائیں اور فیضِ رسالت کے مزے لُوٹیں''۔(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۶۶)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۶۶، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۴۷:

میلاد شریف کا ذکر باعثِ خیر و برکت ہے اور اسی سعادت کو حاصل کرنے کے لیے مسلمان محفلِ میلاد شریف منعقد کرتا ہے، حتیٰ کہ اکابرِ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امدادُ اللہ صاحب مہاجر مکی کا بھی یہی معمول رہا۔ محفلِ مولود میں وہ شریک ہوتے اور ذریعۂ برکات سمجھ کر خود محفلِ مولود منعقد کرتے اور اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کا بھی معمول رہا۔ واضح رہے کہ رسولِ کریم کی بارگاہ میں امیر و غریب نہیں دیکھا جاتا، بلکہ بھرپور محبت اور خلوصِ نیت کام آتا ہے۔

کہیں تشریف لانا یا نہ لانا یہ سرکار ہی کے کرم پر موقوف ہے۔ خود سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اِرشاد بھی ہے کہ:

''جو محبت سے دُرود بھیجتا ہے میں خود اُسے سنتا ہوں''۔

((أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ))

((دلائل الخیرات، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صفحہ ۲۹، مطبوعہ دارُالکتب العلمیۃ، بیروت))

جس لب و لہجہ میں جناب نے اس کا تذکرہ کیا ہے یہ اُسی رسول دُشمنی کا نتیجہ ہے جس کا کوڑھ پھوٹ کر زبان و قلم پر آیا۔

اُونٹ کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے

حوالہ نمبر ۴۸:

''میرے عزیز دوست! اُوپر والی حدیث سے فقہائے کرام نے اپنے

اُستاذ کے لیےاوروالدین کے لیے قیام جائز بتایا ہے۔اب اس عبارت سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھے کہ ہمارے باپ اور اُستاذ کے لیےتو ہم قیام کریں یعنی ان کی تعظیم کے لیے اُٹھیں تو جائز ہے، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کوکیا ہمارے باپ یا اُستاذ کے برابر بھی نہ سمجھا جائے؟''

(شریعت یا جہالت، صفحہ۴۵۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۶۶، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۴۸:

اتنا تو جناب نے مان ہی لیا کہ اُستاذ اور ماں باپ کے لیے قیامِ تعظیمی جائز ہے۔عقل کے ناخن لیجیے، بقولِ آنجناب جب صحابہ،رسولِ خدا کے لیے قیام نہ فرماتے تو پھر یہ قیام کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ آپ نے تو اس بات کی ٹھیکیداری لی ہے کہ خوش عقیدہ مسلمانوں کے دِلوں میں جو عشقِ رسول کا چراغ روشن ہے اُسے بجھا دیا جائے۔آپ مطمئن رہیے، نہ ایسا ہوا ہے، نہ ہوگا۔

بے حیائی اور ڈھٹائی کی دردناک تصویر

حوالہ نمبر۴۹:

''میرے عزیز دوست! یہاں پر سوچنے کا مقام یہ ہے کہ یہ لوگ جو کھڑے ہوتے ہیں (میلاد میں) وہ اوّل تو شریعت کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ منع ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ میلاد پڑھنے والے خود اپنی مرضی پر کھڑے ہوتے ہیں۔تو گویا اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ میلاد پڑھنے والے لوگ جب چاہیں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو بلالیں''۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ۴۶۴)

((شریعت یا جہالت،صفحہ ۴۶۴،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۴۹:

یہ شریعت سے ناواقفیت، بے حیائی، بے شرمی، اور ڈھٹائی کی زندہ مثال ہے۔
قیامِ میلاد میں رسول اللہ کو بلا لینے کا اضافہ یہ جناب کے خُبثِ باطنی کا نتیجہ ہے۔
☆''مشکوٰۃ شریف'' کی حدیث دیکھیے، سیّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اِستفسار پر جب سیّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حدیث سنانی چاہی تو حضرت عثمان غنی اَدب سے کھڑے ہو گئے (۱۶)۔تو کیا عثمان غنی اس لیے

(۱۶)وَعَنْ عُثْمَان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ:إنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِینَ تُوُفِّیَ حَزِنُوا عَلَیْہِ،حَتَّی کَادَ بَعْضُھُمْ یُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ:وَکُنْتُ منھم،فَبَیْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّعَلَیَّ عُمَرُ،وسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ بہٖ،فاشتکی عمرُ إلی أَبِی بَکْرٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، ثم أقبلا حَتَّی سَلَّمَاعَلَیَّ جَمِیْعًا، فَقَالَ أَبُوبَکْرٍ:ماحملَکَ علی أنْ لا تَرُدَّ علی أخیك عمر سلامہ؟قُلْتُ:مافعلت ۔فقال عمرُ:بلی،واللّٰہِ لقدفعلت ۔قال:قلتُ:واللّٰہ ما شعرتُ أنك مَرَرتَ ولاسلمتَ،قال أبوبکر:صَدَقَ عُثْمَانُ،قَدْشَغَلَكَ عَنْ ذَلِكَ أَمْرٌ ۔فَقُلْتُ أَجَلْ ۔قَالَ:مَاھُوَ؟قُلْتُ:تَوَفَّی اللّٰہُ تَعَالٰی نَبِیَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَہُ عَنْ نَجَاۃِ ھَذَا الْأَمْرِ ۔قَالَ أَبُوبَکْرٍ:قَدْسَأَلْتُہُ عَنْ ذَلِكَ ۔فَقُمْتُ إِلَیْہِ،وقُلْتُ لَہُ:بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی،أَنْتَ أَحَقُّ بِھَا ۔قَالَ أَبُوبَکْرٍ:قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!مَانَجَاۃُ ھَذَا الْأَمْرِ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْکَلِمَۃَ الَّتِی عَرَضْتُ عَلَی عَمِّی فَرَدَّھَا، فَھِیَ لَہُ نَجَاۃٌ

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان،رقم الحدیث: ۴۱،جلد۱،صفحہ ۲۹،مطبوعہ دارُالکُتُب العلمیۃ،بیروت۔مُسْنَدأحمد،مُسْنَدُ العَشَرَۃِ الْمبَشَّرِیْنَ بِالجَنَّۃِ وَغَیرِھِمْ، مُسْنَدُأَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ،رقم الحدیث:۲۱،جلد۱،صفحہ ۱۴،۱۵،مطبوعہ مکتبہ معروفیہ، کاسی روڈ، شالدرہ، کوئٹہ/ ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، پاکستان)

ترجمہ:''حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات کے وقت کتنے ہی صحابہ بہت زیادہ غمگین ہوئے اور یہ خدشہ ہوا کہیں یہ وسوسوں میں مبتلا نہ ہوجائیں۔حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میرا بھی یہی حال تھا،ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر آئے اور مجھے سلام کیا،لیکن مجھے احساس نہ ہوا(اور سلام کا جواب نہ دیا)۔اس کی شکایت حضرت عمر نے حضرت صدیقِ اکبر(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کھڑے ہوئے تھے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلالیا تھا۔اگر عہدِ فاروقی ہوتا تو آپ کی برہنہ پشت پر دُرّہ فاروقی تازیانۂ عبرت بنتا۔

گھر کی خبر لیجیے

حوالہ نمبر ۵۰:

''ہے محشر میں کافی وسیلہ تمہارا ☆ تم آقا ہو میرے، میں بندہ تمہارا
اس شعر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بندہ اپنے آپ کو بنایا ہے اور ایسا کہنے کے لیے حدیث میں ممانعت آئی ہے''۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۱)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) سے کی، تو یہ دونوں میرے پاس آئے اور سلام کیا۔حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہیں دیا۔میں نے جواب دیا: ایسا تو نہیں ہوا۔حضرت عمر نے فرمایا: بخدا! ایسا ہی ہوا ہے۔حضرت عثمان فرماتے ہیں: میں نے کہا: خدا کی قسم مجھے اس کا احساس بھی نہیں ہوا کہ آپ آئے اور سلام کیا اور میں نے جواب نہ دیا۔میری بات سُن کر حضرت صدیق نے فرمایا: عثمان صحیح کہہ رہے ہیں، ان کو کسی چیز نے سلام کے جواب سے باز رکھا ہے۔میں نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔حضرت ابوبکر نے فرمایا: وہ کیا بات ہے؟ تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو قبل اس کے کہ ہم ان سے نجات کا ذریعہ معلوم کر لیتے، وفات دے دی۔ جناب ابوبکر نے فرمایا: اے عثمان! میں نے سرکار سے اس بارے میں دریافت کر لیا تھا، یہ سُن کر میں کھڑا ہوا، اور حضرت ابوبکر سے کہا: اے ابوبکر! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ اس سوال کو معلوم کرنے کے زیادہ حق دار تھے۔ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے سرکار سے دریافت کیا تھا، یارسول اللہ! اس کام سے نجات کا کیا طریقہ ہے؟ تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا: جس نے اس کلمہ کو قبول کر لیا جو میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تھا، اور انہوں نے اس کو رد کر دیا تھا اور نہیں مانا تھا، وہی کلمہ نجات کا ذریعہ ہے (روایتِ احمد)''۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۳۶، جلد ۱، صفحہ ۲۵، مطبوعہ فرید بک سٹال۔ ۳۸-اُردو بازار، لاہور۔مترجم: حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) (میثم قادری)

تبصرہ نمبر ۵۰:

قرآنِ پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ (پارہ:۲۴-سورۂ زُمَر)((اَلزُّمَر: ۵۳))

یعنی ''تم فرماؤ میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی''

اس مقام پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو اکابرِ دیوبند کے پیرومرشد ہیں ان کا ترجمہ دیکھیے۔انھوں نے صراحت کی ہے کہ اس سے رسول کا بندہ مراد ہے [۱۷]۔گنگوہی صاحب نے بھی لکھا ہے: ''پہلے بندہ کا بندہ بنو'' [۱۸]۔بہت حیرت کی بات ہے کہ آپ دیوبندیوں کی وکالت تو کرتے ہیں مگر مقامات کی اصل مثل سے ناواقف ہیں، نہ معلوم ہونے پر دریافت کر لینا جرم وخطا نہیں ہے۔اب بتایئے مشرک کون ہوا؟۔

---

(۱۷) اکابر علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حالات اور ملفوظات پر مشتمل کتاب ''شمائم امدادیہ'' میں لکھا ہے:

''چونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ واصل بحق ہیں، عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ الآیہ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں۔مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی کا ہے۔آگے فرماتا ہے: لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا، فرماتا: ''من رحمتی'' تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۷۱، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ)

اس کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس رسالے کو حسبِ اجازت حضور محتشم الیہم جو بواسطہ مکرمی جناب مترجم صاحب سَلَّمَھُمُ اللّٰہ تَعَالٰی کے مجھ تک پہنچا، اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا، باجود اپنی ناقابلیت کے محض بجراتِ اجازت کہیں کہیں بطور حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۹۱، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ)

اسی طرح مولوی اشرفعلی تھانوی کے نام سے طبع ہونے والی کتاب ''امداد المشتاق'' میں بھی لکھا ہے: (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے

حوالہ نمبر ۵۱:

''صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم کے لیے نہیں اُٹھتے تھے تو گویا وہ بھی بے ادب تھے اور اس چودھویں صدی میں جولوگ میلا دخواں ہیں وہ ادب والے پیدا ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)''چونکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ واصل بحق ہیں، عباداللہ کو عبادالرسول کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِھِمۡ ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے: لَاتَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ۔ اگر مرجع اُس کا کلمہ ہوتا، فرماتا: ''من رحمتی'' تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی''

(اِمدادُالمشتاق الٰی اشرف الاخلاق، صفحہ ۹۷، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور) (میثم قادری)

(۱۸) مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے:

''بعض بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ ''جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو، خدا نہ ملے'' تو یہ کلمہ کیسا ہے۔

جواب: اس کے معنی دُرست ہیں، مگر بظاہر لفظ موہم ہیں، اس واسطے یہ لفظ نہ کہے''

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۴۹، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، اُردو بازار، کراچی۔ ایضاً، صفحہ ۹۷، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔ ایضاً، صفحہ ۶۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۱۹۸، محمد سعید اینڈ سنز تاجرانِ کتب، قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ ایضاً، حصہ اوّل، صفحہ ۸۷، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مشمولہ تالیفات رشیدیہ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، 190۔ انارکلی، لاہور)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے معنی کے لحاظ سے ''بندہ کا بندہ بننے'' کو صحیح قرار دیا ہے۔ (میثم قادری)

(اللہ کی پناہ)''۔ (شریعت یا جہالت،۴۸۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۸۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۱۵:

صحابہ کے قیامِ تعظیمی کا تو یہ حال تھا کہ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب مجلس سے اُٹھتے تو صحابہ اس وقت تک کھڑے رہتے تاوقتیکہ حضور کسی حجرہ میں داخل نہ ہو جاتے۔ یہ ذمہ داری تو آپ کی ہے کہ آپ اس حدیث کو بیان کیجیے جس میں اس کی صراحت ہے کہ صحابہ، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم کے لیے نہیں اُٹھتے تھے، البتہ بسا اوقات سرکارِ دوعالم نے بطورِ تواضع قیام سے منع فرمایا، مگر صحابہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ تواضع کی تعلیم ہے نہ کہ حکم۔ (۱۹)

---

(۱۹)۔(۱) حضرت امام نَوَوِی تحریر فرماتے ہیں:

''(قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ أَوْخَیْرِکُمْ)فیہ إکرام أھل الفضل وتلقیھم بالقیام لھم اذا أقبلوا ھکذا احتج بہ جماھیر العلماء لاستحباب القیام''

(المنھاج، کتاب الجھاد والسِیَر، باب جواز قتال من نقض العھد، الجزء الثانی عشر، صفحہ۹۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ایضاً، جلد۲، صفحہ۹۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)

ترجمہ: ''حدیث شریف: ''اپنے سردار یا اپنے بہتر کے لیے کھڑے ہو جاؤ''، اس میں اہلِ فضل کے اِکرام اور اُن کے آنے پر قیام کا جواز ہے، اسی طرح جمہور علمائے کرام نے قیام کے مستحب ہونے پر اس حدیث شریف سے دلیل لی ہے''۔

(۲) قیامِ تعظیمی کے منکر دیوبندیوں کے مجدّد مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے قیامِ کے منکرین کی اپنی تائید میں پیش کردہ حدیث شریف کے بارے میں لکھا ہے:

''حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے لیے (قیام) کیوں پسند نہیں فرمایا، اس کی وجہ تواضع وسادگی وبے تکلفی تھی چنانچہ ''مرقات'' میں مُصرّح ہے''۔

(اِمدادُالفتاویٰ، عنوان: احکامِ سلام وتعظیم اکابر، جلد۴، صفحہ۲۷۲،۲۷۳مطبوعہ مکتبہ دارُالعلوم، کراچی)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)(۳) مولوی محمد نعیم دیوبندی (مدرس دارالعلوم دیوبند) نے لکھا ہے:

''دارالعلوم دیوبند کا روایتی طریقہ قُوْمُوْ اِلٰی سَیِّدِکُمْ کے مطابق یہ رہا ہے کہ بڑوں کی آمد کے وقت اَدباً چھوٹے کھڑے ہو جاتے ہیں''

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، بابت ۱۵ فروری، ۱۹۵۸ء۔ صفحہ ۹۴)

(۴) مفتیِ اعظم مظاہر علوم، سہارنپور مفتی قاری سعید احمد دیوبندی نے لکھا ہے:

''محققین کی رائے یہ ہے کہ اہلِ فضل کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں''

(آدابُ السَّلام، صفحہ ۶۹، مطبوعہ مکتبہ مُرشدُ الامّت، جامعہ فلاح الدارین الاسلامیہ، بلاسپور، مظفرنگر، یو پی، انڈیا)

(۵) مولوی رُوحُ اللہ نقشبندی دیوبندی نے اپنی کتاب میں قیامِ تعظیمی کے متعلق مولوی زکریا دیوبندی کے خلیفہ مفتی مختارالدین دیوبندی (کربوغہ) کا مقالہ شامل کیا ہے، جس میں ایک مقام پر لکھا ہے: ''جمہور علما نے اہلِ فضل حضرات کے آنے پر ان کے اکرام کے لیے کھڑے ہو جانے کو جائز بلکہ مستحب فرمایا ہے''

(قیامِ تکریمی و تعظیمی کی شرعی حیثیت، مشمولہ: ہاتھ پاؤں چومنے اور قیامِ تعظیمی کی شرعی حیثیت، صفحہ ۱۰۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(۶) علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امدادُ اللہ مہاجر مکی نے بھی قیامِ تعظیمی کو جائز قرار دیا ہے، اس کے ثبوت کے لیے اس کتاب کا حاشیہ نمبر ۲۱ ملاحظہ کریں۔

''محققین کی رائے یہ ہے کہ اہلِ فضل کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں''

مسئلہ قیامِ تعظیمی کی مزید تفصیل کے لیے امامِ اہلِ سنت، مجدد دین و ملت، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''اقامۃ القیامۃ علٰی طاعن القیام لنبی تھامۃ'' (مشمولہ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، صفحہ ۴۹۵ تا، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، اندرون لوہاری دروازہ لاہور)، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا ابوالمحمود احمد اشرف کچھوچھوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''خیر الکلام فی اثبات القیام'' (مطبوعہ: دی مغل پرنٹنگ پریس، قندھاری بازار، لکھنؤ۔ ایضاً، مشمولہ: میلادِ خیر الانام، مطبوعہ والضحی پبلی کیشنز، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور) اور حضرت مولانا عبدالحق غورغشتوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''احسن الکلام فی مسئلۃِ القیام'' (مشمولہ: میلادِ مصطفیٰ قرآن و سنت کی روشنی میں، مطبوعہ والضحی پبلی کیشنز، داتا دربار مارکیٹ، لاہور) ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

حقائق سے چشم پوشی کی عبرتناک مثال

حوالہ نمبر ۵۲:

''کسی شخص نے آپ سے کہا: اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! اے ہمارے سردار کے لڑکے! اے ہم سب سے بہتر کے لڑکے! تو آپ نے فرمایا: لوگو! اپنی بات کا خود خیال کرلیا کرو، کہیں شیطان تمھیں اِدھر اُدھر نہ کردے، میں محمد بن عبداللہ ہوں، میں خدا کا غلام اور اُس کا رسول ہوں، قَسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بڑھا دو''۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۲:

اس لیے تو میلا د شریف کو عام کیا گیا ہے تا کہ سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضائل و معجزات سُننے کے بعد کوئی رسولِ خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ دے۔ جس طرح بعض اگلی اُمتیں گمراہ ہوئی ہیں۔ غور فرمایئے! میلا د شریف میں تو یہی کہا جاتا ہے کہ جس کے یہ فضائل و معجزات ہیں وہ اللہ نہیں تھے بلکہ محمد بن عبداللہ تھے، آمنہ کے نورِ نگاہ تھے۔ ربیع الاول شریف میں ۱۲ تاریخ کو صبحِ صادق میں پیدا ہوئے۔ تا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا نہ ہوں، اگر دِل میں صحیح جذبہ ہے تو نگر نگر، ڈگر ڈگر محفلِ میلاد کو پھیلایئے تا کہ لوگ گمراہی سے محفوظ رہیں۔

اُلٹی گنگا

حوالہ نمبر ۵۳:

''اکثر جاہل میلا د خواں ایسے اشعار پڑھتے ہیں کہ اُن اشعار کو (پڑھنے

سے) کفر ہونے میں کسی کو خلاف نہیں''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۳:

میلاد شریف ہی کی کیا تخصیص ہے، اگر میلاد کے علاوہ ایسے اشعار پڑھے جائیں جنھیں نہ پڑھنا چاہیے تو انھیں پڑھنے سے روکا جائے گا، لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اگر کوئی غلطی سے نہ پڑھنے والے شعر کو پڑھ دے تو میلاد شریف ہی کو روک دیا جائے۔ یہ سراسر ظلم، نا اِنصافی و گمراہی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی اپنے وعظ میں سینما کے گانے گائے، ٹھک ٹھک کر ایکٹنگ کرے، ایسی حرکت سے اس کو روکا جائے گا لیکن جلسے نہیں بند کر دیے جائیں گے۔

تمام سُنّی مسلمانوں کو جاہل کہا

حوالہ نمبر ۵۴:

''میلاد میں قریب قریب سب ہی لوگ جاہل ہوتے ہیں، شریعت کا پابند شاید ہی آپ کو اس میں سے کوئی ملے۔ نہ تو میلاد پڑھنے والوں میں شریعت کی پابندی ہوتی ہے اور نہ تو گھر والوں میں اور نہ ہی سُننے والوں میں۔ کیونکہ میلاد پڑھنے والے بھی رسمی طور پر پڑھتے ہیں اور پڑھوانے والے بھی جہالت کی وجہ سے پڑھواتے ہیں''۔

(شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۸۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۴:

''محفلِ میلاد شریف'' خانقاہِ رحمانی گنج مرادآباد شریف میں ہوا کرتی تھی

[۲۰]، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے یہاں بھی بالالتزام ہوتی تھی [۲۱]، خود دیو بندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی محفلِ میلاد شریف منعقد کیا کرتے تھے [۲۲]۔ آج بھی علما ومشائخ اور صالحین میلادشریف نہایت ذوق وشوق

(۲۰) شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی سے محفل شریف کا جواز واِستحسان ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا اقتباس:

مولوی سید محمد عبد الغفار ندوی نگرامی نے نقل کیا ہے کہ:

''ایک روایت مولانا عبدالکریم سے یہ بھی ہے کہ ایک جماعت آئی اور حضرت قبلہ سے مولود کے جواز کو دریافت کر کے اس کی اجازت چاہی۔ حضرت کو ہر وقت ایک خاص کیفیت رہتی تھی، فرمادیا: ہاں جائز ہے''

(تذکرہ انعاماتِ رحمان، صفحہ ۱۳۱، ناشر: محمد نسیم صدیقی مولوی مجددی قادری، مکان نمبر ۵۱/ ڈی۔ ایل ڈی اے، بالمقابل بلاک نمبر ۲۸، ریلوے کالونی، نیوملٹری بیرکس، مغلپورہ، لاہور۔ اشاعت: نومبر ۱۹۹۲ء)

دوسرا اقتباس:

''ایک بار، جوازِ مولود شریف کا ذکر ہوا، تو مولانا بابا (یعنی شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی) نے فرمایا کہ: تمام قرآن میں پیدائشِ انبیا کا ذکر ہے۔ بس، یہی مولود شریف ہے''

(افضالِ رحمانی، ۱۹۳، ناشر: شاہ فضلومیاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی۔ تذکرہ انعاماتِ رحمان، صفحہ ۱۳۱، ناشر: محمد نسیم صدیقی مولوی مجددی قادری، مکان نمبر ۵۱/ ڈی۔ ایل ڈی اے، بالمقابل بلاک نمبر ۲۸، ریلوے کالونی، نیوملٹری بیرکس، مغلپورہ، لاہور۔ اشاعت: نومبر ۱۹۹۲ء)

تیسرا اقتباس:

''اِسی ضمن میں ایک بار ارشاد فرمایا کہ: ہم تو روز مولود شریف کرتے ہیں۔ حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، جُملہ اَنبیاء اور حضرت سَیّدُنَا محمد رسول اللہ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بہ وقت، ترجمۂ قرآن شریف وحدیث شریف۔ یہ مذکور ہی تو مولود شریف ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ بیانِ پیدائش وعظمت ومُعجزات یہی مولود شریف ہے''

(افضالِ رحمانی، ۱۹۳، ناشر: شاہ فضلومیاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی۔ تذکرہ انعاماتِ رحمان'' صفحہ ۱۳۲، ناشر: محمد نسیم صدیقی مولوی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) مجددی قادری، مکان نمبر۱۵/ ڈی۔ ایل ڈی اے، بالمقابل بلاک نمبر ۲۸، ریلوے کالونی، نیوملٹری بیرکس، مغلپورہ، لاہور۔ اشاعت: نومبر ۱۹۹۲ء)

یہی بات مولانا شاہ احمد رحمان عرف محمد میاں گنج مرادآبادی نے بھی ''تبصرہ برتردیدِ تذکرہ''، صفحہ۲ (مطبوعہ ادبی پریس، لاٹوش روڈ، لکھنؤ) پر لکھی ہے۔

چوتھا اقتباس:

''اس ذِکر پر کہ بعض لوگ، جھوٹی روایتیں، مبالغہ کے اشعار، بلا لحاظِ ادب پڑھتے ہیں۔

تو مولانا بابا (یعنی شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی) نے فرمایا کہ:

یہ نیکی برباد، گنہ لازم ہے۔ صحیح روایات، باوضو، باادب ہو کر اگر کوئی محبت سے قیام کرے، تو منع نہ کرو''

(افضالِ رحمانی، ۱۹۳، ۱۹۴، ناشر: شاہ فضلو میاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی)

پانچواں اقتباس:

''ایک بار دو شخصوں میں بحث چھڑی۔ ایک جواز کے قائل۔ ایک عدمِ جواز کے۔

تو مولانا بابا کو یہ تشدُّد ناگوار گذرا، اور فرمایا کہ:

میں، حشر کے روز خداوندِ عالَم سے عرض کروں گا کہ:

اِلٰہی! جن لوگوں نے تیرے حبیب کا ذِکر محبت سے کیا ہے۔ اُن کو بخش دے''۔

(افضالِ رحمانی، ۱۹۴، ناشر: شاہ فضلو میاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی۔ تذکرہ انعاماتِ رحمان'' صفحہ ۱۳۱، ناشر: محمد نسیم صدیقی مولوی مجددی قادری، مکان نمبر ۱۵/ ڈی۔ ایل ڈی اے، بالمقابل بلاک نمبر ۲۸، ریلوے کالونی، نیوملٹری بیرکس، مغلپورہ، لاہور۔ اشاعت: نومبر ۱۹۹۲ء)

چھٹا اقتباس:

''مولوی محمد علی صاحب، مونگیری سے مخاطِب ہو کر حضرت مولانا بابا نے فرمایا کہ:

مولود کیا ہے؟ لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا۔ یہ بھی مولود ہے کہ: مُخبِر صادق صَلَّی اللّٰـہُ عَـلَیْـہِ وَسَلَّمَ کی رسالت کا ذِکر ہوا۔ ایسے ذِکرِ رسالت و مدائح کا عُرفِ عام ہی مولود ہے۔ سلام ہو یا قیام، یا ذِکرِ رسالت، ادب و محبت سے باعثِ خوشنودیِ ربُّ العِزَّت ہے۔ جو اہلِ محبت ہیں، اُن کو ہی خدائے قُدُّوس نے اس کی توفیق بخشی ہے''۔

(افضالِ رحمانی، ۱۹۵، ناشر: شاہ فضلو میاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی)

سا تواں اقتباس:

''ایک بار، دادامیاں عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ نے عرض کیا کہ: بعض لوگ میلاد شریف کو ''کفر وشرک'' کہتے ہیں۔ تو مولانا بابا غصہ سے کانپنے لگے۔ پھر فرمایا کہ: اَلسَّلامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ۔ لو! ہم تو روز مولود میں شریک ہوا کرتے ہیں۔ سمجھا آپ نے؟ یعنی، نماز میں کہنا شرک نہیں، تو خارج از نماز میں کیسے شرک ہے؟''

(افضالِ رحمانی، ۱۹۵، ناشر: شاہ فضلو میاں سجادہ نشیں، اہلِ خانوادائے فضلِ رحمانی، گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، یوپی)

نوٹ: مولانا شاہ احمد رحمان عرف محمد میاں گنج مرادآبادی نے ''افضالِ رحمانی'' کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''میرے لیے صحتِ روایات کا واحد ذریعہ میری معلومات کے بعد اوّل تو خود ''افضالِ رحمانی'' جیسی سوانح حیات معتبرہ ومستندہ ہے''

(تبصرہ برتر دید تذکرہ، صفحہ ۲، مطبوعہ ادبی پریس، لاٹوش روڈ، لکھنؤ)

ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ شاہ فضل الرحمان گنج مرادآبادی، میلاد شریف کے جواز کے قائل تھے۔ (میثم قادری)

(۲۱): شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی سے میلاد شریف کا استحسان اور منانے کا ثبوت ذیل میں ملاحظہ کریں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

(۱): اخبرنی سیدی الوالد قال: کنت اصنع فی ایام المولد طعامًا صلة بالنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فلم یفتح لی سنة من السنین شئی اصنع به طعامًا، فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس، فرأیته صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وبین یدیه ھذہ الحمص متبھجا بشاشا۔

میرے والدِ بزرگوار نے مجھے خبر دی، فرمایا کہ میں میلادالنبی کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا میلادِ پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بُھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کیے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رُوبرو وہ بُھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں، اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں''

(الـدُّرالثـمیْن فی مُبَشّرات النبی الامین صَـلّـی الـلّـٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،الحدیث الثانی والعشرون، صفحہ۴۰،مطبوعہ سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ،ڈ چکوٹ روڈ،فیصل آباد)''الـدُّر الثمیْن'' میں دیوبندیوں کی جانب سے تحریف:

شاہ ولی اللہ کی تین کتب:۱-''اَلْمُسَلْسَلات''–۲–''الـدُّر الثـمیْن فی مُبَشّرات النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''–۳–اور''النَّوادر'' کا مجموعہ'' مکتبہ اشاعۃ العلوم،سہارنپور، یوپی، ہند'' سے۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء کومولوی محمد ظفر دیوبندی (مدرّس مظاہر العلوم،سہارنپور) کے اہتمام سے طبع ہوا تھا، لیکن اس مجموعہ میں دیوبندیوں نے مندرجہ بالا اقتباس میں تحریف کر کے''فی ایـام المولد'' کے الفاظ نکال دیے اور اپنے یہودی فطرت ہونے کا ایک اور ثبوت دے دیا۔بعدازاں یہی مجموعہ دو دیوبندی اداروں''میر محمد کتب خانہ، آرام باغ،کراچی''اور''مکتبۃ الشیخ،۳/۴۴۵، بہادرآباد، کراچی'' سے شائع ہوا، لیکن اس میں بھی دیوبندیوں کی جانب سے میلادشریف کے متعلق کی گئی یہ شرمناک تحریف برقرار ہے۔

(۱): شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سوانح عمری''القول الجلی''میں ان سے منقول ہے کہ:

''بارہویں ربیع الاول کوحسبِ دستورِقدیم میں نے قرآن پڑھا،اورآنخضرت صَـلَّـی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَـــلَّـــمَ کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی۔اثنائے تلاوت مَلاءِ اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنخضرت صَـلَّـی الـلّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رُوحِ پُرفتوح نے اس فقیر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف نہایت التفات فرمایا''

(القول الجلی فی ذِکرِ آثارِ ولی،صفحہ۱۸۲،مطبوعہ مسلم کتابوی،دربار مارکیٹ،گنج بخش روڈ، لاہور)

(۳): شاہ ولی اللہ محدث دہلوی،مکہ معظّمہ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کونبیِ کریم صَـلَّـی الـلّٰـہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جائے پیدائش پر اہلِ حرمین کا معمول اوروہاں منعقدہ محفل میلادشریف میں برکات کے نزول کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَکُـنْـتُ قَبْـلَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ الْمُعَظَّمَةِ فِي مَوْلِدِالنَّبِيِّ صَـلَّـی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ وِلَادَتِـهٖ وَالـنَّـاسُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَـلَّـی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَـذْكُـرُوْنَ اِرْهَاصَاتِهِ الَّتِيْ ظَهَـرَتْ فِـيْ وِلَادَتِهٖ وَمَشَاهِدِهٖ قَبْلَ بِعْثَتِهٖ فَرَأَيْتُ اَنْوَارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَاحِدَةً لَا اَقُوْلُ اِنِّي اَدْرَكْتُهَـابِبَـصَـرِ الْـجَسَـدِوَلَا اَقُـوْلُ اَدْرَكْتُهَـابِبَـصَـرِالرُّوْحِ فَقَطْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ الْاَمْـرُبَيْـنَ هٰذَا وَذٰلِكَ فَتَاَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُهَامِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَشَاهِدِ وَبِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَأَيْتُ يُخَالِطُه اَنْوَارُالْمَلَائِكَةِ اَنْوَارَالرَّحْمَةِ

اور میں اس سے پہلے مکہ معظّمہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مولِد مبارک میں ولادت کے روز حاضر تھا اور لوگ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر دُرُود بھیج رہے تھے اور آپ کے ان معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے جو ولادتِ باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے۔ تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے، میں نہیں کہہ سکتا کہ ان جسمانی آنکھوں سے دیکھا اور میں بیان نہیں کر سکتا کہ صرف رُوح کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم ۔ کچھ نہیں بیان کیا جا سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا رُوح کی آنکھوں سے۔ میں نے ان انوار کے متعلق بھی غور کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ نوران فرشتوں کا ہے جو ایسی مجالس اور مشاہد پر مؤکل اور مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں''

(فُیُوضُ الْحَرَمَیْن، (عربی مع اُردو ترجمہ) صفحہ ۸۰، ۸۱، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجرانِ کتب، قرآن محل، اُردو بازار، لاہور۔ مترجم: مولوی عابد الرحمان صدیقی کاندھلوی دیوبندی۔ ایضاً (اُردو ترجمہ) صفحہ ۱۱۵، مطبوعہ دَارُالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔ مترجم: پروفیسر محمد سرور۔ طباعت: ۱۴۱۴ھ)

(۴): یہی بات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے ان کی سوانح میں بھی بیان کی گئی ہے کہ:

''مکہ معظّمہ میں روزِ ولادتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مولِد شریف میں لوگوں کا ایک جمِ غفیر تھا۔ اور وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر صلوٰۃ وسلام اور آپ کے معجزات بیان کرنے میں مشغول تھے۔ ناگاہ میں نے اس بقعہ کریمہ سے بجلیاں چمکتی ہوئی دیکھیں۔ مجھے ان کے ادراک کی فکر ہوئی کہ کیا وہ نگاہِ ظاہر سے ہیں یا نگاہِ باطن سے۔ پھر جب میں نے غور کیا تو دیکھا کہ وہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو اس متبرک مقام پر مامور ہیں اور ان میں انوارِ رحمت بھی شامل ہیں اور ان اَنوار کی تفصیل ''فیوض الحرمین'' میں مرقوم ہے''

(القول الجلی فی ذِکرِ آثارِ ولی صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳، مطبوعہ مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور) (میثم قادری)

(۲۲) اکابرِ دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے حالات و ملفوظات پر مشتمل کُتُب ''شمائم امدادیہ'' و ''اِمْدَادُالْمُشْتَاق'' کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ کریں، جن سے میلاد شریف کے جواز پر ہماری تائید ثابت ہوتی ہے:

پہلا اقتباس:

''فرمایا کہ مولِد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے

اور حضرتِ رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہییں اور قیام کے بارے میں مَیں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۴۷، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمۡدَادُالۡمُشۡتَاق الٰی اشرف الاخلاق، صفحہ ۵۲، ۵۳، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ مؤلف: مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی)

دوسرا اقتباس:

''فرمایا: ہمارے علما، مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں، تاہم علما جواز کی طرف بھی گئے، جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدّد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے، البتہ وقتِ قیام اعتقادِ تولّد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان ومکان ہے۔ لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۵۰، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمۡدَادُالۡمُشۡتَاق الٰی اشرف الاخلاق، صفحہ ۵۸، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ مؤلف: مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی)

تیسرا اقتباس:

''اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دُور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا خیرِ کثیر سے باز رکھنا ہے، جیسے قیامِ مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں، اگر اُس سردارِ عالم وعالمیاں (روحی فداہٗ) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۶۸، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ۔ اِمۡدَادُالۡمُشۡتَاق الٰی اشرف الاخلاق، صفحہ ۹۱، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ مؤلف: مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی)

''شمائمِ امدادیہ'' پر تقریظ لکھتے ہوئے مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس رسالے کو حسبِ اجازت حضور محتشم الیھم جو بواسطہ مکرمی جناب مترجم صاحب سَلّمھم اللّٰہ تعالٰی کے مجھ تک پہنچا، اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً دیکھا، باجود اپنی ناقابلیت کے محض بجراتِ اجازت کہیں کہیں بطور حاشیہ کے کچھ لکھ بھی دیا'' (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے ساتھ منعقد کرتے ہیں۔ پڑھتے اور سنتے ہیں۔لیکن دُشمنِ رسول پالن گجراتی نے سبھی کوایک لاٹھی سے ہانک دیا۔اس نے اس آئینہ میں اپنی تصویر دیکھی ہے۔چونکہ وہ خود جاہل ہےاس لیےساری دنیا کو جاہل سمجھتا ہے۔سچ ہی تو ہے: اَلْمَرءُ یَقِیْس عَلٰی نفسہ۔ ہر آدمی دُوسروں کواپنا جیسا گمان کرتا ہے۔

شیطانی توحید کے کمیشن ایجنٹ

حوالہ نمبر ۵۵:

”تم اتنا تو سوچو کہ جب انبیا اور اولیاء اللہ بھی نفع اورنقصان کے مالک نہیں،تو پھر پتھر کے ٹکڑے اور لوہا، پیتل اور تانبے کی کیا حقیقت ہے“۔

(شریعت یا جہالت،صفحہ۳۰۸)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۳۰۸،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۵:

انبیاءاوراولیاءاللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ وسلّم و رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو پروردگارِ عالم نے تصرف کی طاقت عطا فرمائی ہے۔نیز متعدد دھاتوں کومختلف خصوصیتیں بخشی ہیں۔ یہ اُلوہیت میں شرکت نہیں بلکہ مخلوقات کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)(شمائم امدادیہ،صفحہ۹۱،مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید،شاہ کوٹ)

حاجی اِمدادُاللہ مہاجر مکی نے اپنی کتاب”فیصلہ ہفت مسئلہ“ میں بھی میلادشریف کے متعلق لکھا ہے:

”مشربِ فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں، اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں“

(فیصلہ ہفت مسئلہ،صفحہ٦،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ ایضاً صفحہ۱۵، مطبوعہ محکمہ اوقاف، پنجاب۔ ایضاً،مشمولہ کلیاتِ امدادیہ،صفحہ۸۰،مطبوعہ دارالاشاعت،اُردو بازار،ایم اے جناح روڈ، کراچی) (میثم قادری)

انھیں تاثیرات کو جو خدا ہی کی عطا فرمودہ ہیں، انھیں دیکھ کر خدا کو پہچانا جاتا ہے۔ یہ تو جناب کی بدبختی و بدنصیبی کے علاوہ اندھاپن بھی ہے کہ آپ کو خدا کی قدرت نظر نہیں آتی۔ البتہ ہر جگہ شرک ہی شرک دکھائی دیتا ہے۔

ابھی اُونٹ نے پہاڑ نہیں دیکھا:

حوالہ نمبر ۵٦:

"اے عزیز دوست میرے! آپ نے شاید کوئی مناظرہ دیکھا ہوگا، بعض لوگ جو "جیب بھرو پیر" اور "پیٹ بھرو مولوی" ہیں اور حقیقت میں وہ جھوٹے ہیں، لیکن اپنی ٹانگ اُونچی رکھنے کے لیے مناظرہ کرنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی ہمّت مناظرہ کرنے کو یوں ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے تابع زیادہ تر جاہل اور اَنْ پڑھ لوگ ہوتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو اپنی ہار نظر آتی ہے اور سمجھ جاتے ہیں کہ اب بچنے کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا تو فوراً کوئی ایسی بات کہہ ڈالتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو"۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۲۵)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵٦:

اگر ہم عوام ہی کے سہارے مناظرہ کرتے ہیں تو چلیے عوام کی بھیڑ بھاڑ نہ ہو، آپ ہماری درس گاہ کے کسی طالبِ علم ہی سے مناظرہ کر لیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ قلعی کھل جائے گی۔ ع

دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

واضح رہے ہم اپنے حق وصداقت کی بنیاد پر مناظرہ کرتے ہیں، اگر عوام کی بھیڑ

بھاڑ ہمارے مناظرہ کا دارومدار ہوتو بھجھن گاؤں ضلع گونڈہ میں ہمارا کارواں ہرگز نہ اُترتا، چونکہ وہاں آپ ہی کی اکثریت تھی بلکہ آپ ہی آپ تھے۔صرف ہماری صداقت وحقانیت وہاں لے گئی، ہرچند کہ وہ علاقہ ہمارا نہیں تھا، مگر لوگوں نے ماتھے کی آنکھوں سے ہمارے حق وصداقت کا پرچم لہراتا ہوا دیکھا۔مناظرہ سے آپ اس قدر ڈرتے کیوں ہیں؟ جب نام نہاد وعظ ہی آپ کا پیشہ ہو چکا ہے تو اس راہ میں ان کانٹوں سے گذرنا ہی پڑتا ہے۔اگر مناظرہ کا اتنا ہی بھیانک تصور ہے تو سیدھی اور سادہ باتیں کہیے اور لکھیے (اگر خود بھی لکھنا آتا ہو) بلا وجہ قابلیت بگھارنے کے لیے لن ترانی نہ ہانکیے اور جب تک آپ شیخ چلّی کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں گے، مناظرہ سے چُھٹکارا اور گُلو خلاصی نہ ہوگی۔

نئے مفتی کا نیا فتویٰ

حوالہ نمبر ۵۷:

’’تمباکو کا ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے، جیسے صغیرہ گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے‘‘۔(شریعت یا جہالت، صفحہ۴۹۲)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۹۲، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

آگے اسی کتاب کے صفحہ۴۹۳ پر رقم طراز ہیں:

’’استعمال تمباکو کا حرام ہے‘‘۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۹۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی۔طباعت دسمبر۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۷:

گجرات کے نئے مفتی نے جو نیا فتویٰ دیا ہے اس پر ہمارا لکھنا کچھ زیادہ سُودمند نہ ہوگا۔مناسب ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے وہ علما جو تمباکو کھاتے اور پیتے ہیں ان سے فتویٰ دریافت کریں، تب پالن صاحب کی قلعی کھلے گی۔اسی لیے سرکار نے فرمایا ہے کہ: ’’بے علم

کوفتویٰ نہیں دینا چاہیے اور جس نے فتویٰ دیا اُس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا"۔

حدیث شریف میں آیا ہے: من افتٰی بغیر عِلم فلیتبواء مقعدہٗ فی النار یعنی "جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا"۔

شریعت کے ٹھیکیدار نہ بنو، مَرنا ہے، خدا کو منہ دِکھانا ہے اور اگر خبط ہی سوار ہے تو اپنی نئی شریعت کا اعلان کر دو۔ خدا کے لیے شریعتِ محمدی کا چہرہ مسخ کرنے کی کوشش نہ کرو، اس کی تفصیلی بحث "قہرِ آسمانی"[۲۳] میں ملاحظہ کیجیے۔

وحشت میں ہر اِک نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے

حوالہ نمبر ۵۸:

"جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں سے اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت میں ہی ہوتے ہیں"۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۸:

نبیوں اور ولیوں کی محبت میں ایمان نکھرتا ہے اور سنورتا ہے، گمراہی نہیں آتی۔ یہ خدا کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جن کی محبت اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ سرکار نے خود فرمایا:

لایُؤمِنُ أَحَدُکُمْ ..... الخ۔[۲۴]

((صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: حُبُّ الرَّسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مِنَ الایمَان، رقم الحدیث: ۱۵، صفحہ ۴۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت))

---

(۲۳) اس کتاب کی جلد اوّل میرے پیشِ نظر ہے، جو ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا مکمل نام "قہرِ آسمانی برفتنۂ حقانی" ہے، جسے "مولانا انوار احمد نظامی، مینجر مکتبۂ پاسبان، الہٰ آباد" نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا تھا۔ (میثم قادری)

(۲۴): مکمل حدیث شریف ان الفاظ میں ہے: (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صحابہ تو جذبۂ عشقِ رسول میں اس قدر سرشار تھے کہ آقائے کائنات جب وضو فرماتے تو صحابہ اس مقدس پانی کو زمین پر گرنے نہ دیتے۔

فرمایئے! اس اندازِ عشق سے گمراہی آئی (مَعَاذَاللّٰہ) یا ایمان وعقیدہ میں جِلا پیدا ہوا؟ عشقِ رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کی مثالیں دیکھنی ہوں تو سیرتِ صحابہ کا مطالعہ کیجیے۔ واضح رہے کہ نبیوں اور ولیوں کی محبت سے گمراہی نہیں آتی۔ البتہ جن لوگوں نے انھیں اپنا ہی جیسا سمجھ کر عزّت واحترام اور فرقِ مراتب کے حدود کو توڑ دیا، وہ زندیق اور گمراہ ہوئے۔ نبیوں اور ولیوں کی دُشمنی میں آپ اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ کُھلی حقیقتوں کے اِنکار میں آپ کو قطعاً حجاب نہیں رہ گیا۔

جہالت ونادانی کی حد ہوگئ

حوالہ نمبر ۵۹:

''افسوس ہے ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت پر کہ اللہ کے نام کو چھوڑ کر دوسرے کے نام کی پکاریں پکارتے ہیں اور سمجھانے والوں کو وہابی اور اِسلام سے خارج سمجھتے ہیں'' (شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۵۹:

نفس کی کمین گاہ میں بیٹھ کر پہلے اپنی جہالت پر افسوس اور ماتم کیجیے، اگر آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) لَایُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ
(ترجمہ: ''تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے والد اور اُس کی اولاد سے عزیز تر ہو جاؤں'')
(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبت ایمان ہے، جلد ۱، صفحہ ۱۱۲، مطبوعہ فرید بک سٹال، ۳۸- اُردو بازار، لاہور۔ مترجم: حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) (میثم قادری)

نے ایسا کیا تو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی پندار وغرور کا صنمِ اکبر، جس کی پوجا پاٹ میں آپ لگے ہیں، وہ از خود ٹوٹ جائے گا، آپ اس نسخہ کو آزما کے دیکھیں تو سہی۔

جناب کا یہ کہنا کہ: ''مسلمان اللہ کے نام کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتا ہے''، یہ جناب کی سراسر جہالت و نادانی ہے۔ آپ کو تو اس احترامِ نسبت پر سر دُھننا چاہیے کہ جس برگزیدہ بندے کی نسبت اللہ جَلَّ شَانَہٗ سے مضبوط اور قوی ہوتی ہے خوش عقیدہ مسلمان اسی نسبت کا سہارا لے کر انھیں پکارتا ہے، مثلاً یارسول اللہ یعنی ''اے اللہ کے رسول'' یا ولی اللہ یعنی ''اے اللہ کے ولی''۔ بقول آنجناب اگر اللہ کو چھوڑ دیتا تو پانچ وقت کی اذان میں ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کا اعلان کر کے اس کی عظمت و کبریائی کا ڈنکا نہ بجاتا، اس کو چھوڑ نا نہیں کہا جاتا، بلکہ یہ نسبت کا بھرپور احترام ہے۔ کاش آپ کو خدا سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، سمجھانے والوں کو وہابی یا خارج اَز اِسلام نہیں سمجھا جاتا، بلکہ جو توہینِ نبوت کے جُرم کو اپنی فریب کاریوں میں چُھپانا چاہتے ہیں انھیں خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

حوالہ نمبر ۶۰:

''آج بعض مسلمان بھائیوں کا تو یہ تکیہ کلام ہو گیا ہے کہ کچھ بھی کسی سے کام پڑا یا وعدہ کیا تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہو جائے گا یا یوں کہتے ہیں کہ اللہ اور غوث پاک کے حکم سے ہو جائے گا اور بعض جاہل تو ایسے بھی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر صرف دوسروں کے نام لیتے ہیں مثلاً غوث پاک کے حکم سے ہو جائے گا، خواجہ غریب نواز ہماری بگڑی بنادیں گے، ملنگ شاہ باپو حکم کر دیں گے، میراں شاہ باپو اشارہ کر دیں گے یا غیبن شاہ ہماری مراد پوری کر دیں گے یا ہماری مشکلوں کو حضرت علی مشکل

کشا حل کردیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ کُھلّم کُھلّا کفر اور شرک ہے۔ مگر جہالت کا اندھا پا کچھ ایسا چھایا ہوا ہے کہ سمجھتے نہیں اور سمجھانے والوں کو بھی غیر مقلد، وہابی اور اِسلام سے خارج سمجھتے ہیں''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۱۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۶۰:

خرد کا نام جنوں رکھ لیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اگر براہِ راست کُتُبِ احادیث کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید ایسا نہ لکھتے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ساری دوڑ دھوپ اُردو ترجمے تک محدود ہے، آقائے کائنات **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** جب کبھی استفسار فرماتے تو صحابہ اپنے اندازِ عشق کے تحت یہی عرض کرتے: ''**اَللّٰہ وَرَسُولُهٗ اَعْلَم**'' اگر یہ کُھلّم کُھلّا کفر و شرک ہوتا تو سیّد المرسلین **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** صحابہ کو روک دیتے اور آج کُتُبِ احادیث میں ''**اَللّٰہ وَرَسُولُهٗ اَعْلَم**'' کا پتہ تک نہ چلتا۔ خوش عقیدہ سُنّی مسلمان حضرت علی مشکل کشا، سرکارِ غوثِ اعظم اور حضور خواجہ غریب نواز **رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ** سے اُن کو خدا سمجھ کر مدد نہیں مانگتا، بلکہ محبوبِ خدا سمجھ کر۔ آپ جس مکتبہ فکر دیوبند کی ترجمانی کر رہے ہیں خود علمائے دیوبند نے اپنے پیشواؤں کو ''مشکل کشا''[۲۵] اور ''حاجت روا'' لکھا[۲۶] ہے۔ ذرا لکھنے سے

---

(۲۵) دیوبندی اکابر کے شجرہ طریقت میں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو ''مشکل کشا'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''ہادیِ عالم، علی مشکل کشا کے واسطے''

یہ شجرہ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''تعلیم الدین''، صفحہ ۱۷۱ (مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)۔ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کی کتاب ''سلاسلِ طیبہ''، صفحہ ۱۴ (مطبوعہ اِدارہ اسلامیات، ۱۹۰- انارکلی، لاہور)۔ حاجی امدادُاللہ مہاجر مکی کی کتاب ''کلیات امدادیہ''، صفحہ ۱۰۳ (مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)۔ اور مولوی حکیم محمود احمد ظفر دیوبندی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) کی کتاب ''احسن السوانح''، صفحہ ۵٦۵ (مطبوعہ جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور۔ طبع اوّل۔ غیر مُحَرَّف) سمیت کئی دیگر کتب میں بھی درج ہے۔ لیکن افسوس کہ لاہور میں واقع دیوبندی فرقہ کے سب سے معتبر ''جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور'' کی جانب سے ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ/اپریل ۲۰۰۷ء میں ''احسن السوانح'' کے شائع ہونے والے جدید ایڈیشن میں دیوبندیوں نے تحریف کا ارتکاب کرتے ہوئے اس شجرہ میں سے ''مشکل کشا'' کے الفاظ نکال دیے ہیں۔

''مشکل کشا'' کی دیوبندی تاویل کا ردّ، دیوبندی عالم کے قلم سے:

دیوبندی ''مشکل کشا'' کے الفاظ کی ''علمی کشائی'' سے تاویل کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس تاویل کو خود مشہور دیوبندی مؤلّف قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے ردّ کر دیا ہے اور لکھا ہے:

''کسی دوسرے کو ''مشکل کشا'' سمجھنا شرک ہے، بعض صوفیاءِ حق اپنے اس غلط نظریہ کی یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے شریعت کے بعض مشکل مسائل کو حل کر دیا تھا، اس لیے ''علی مشکل کشا کے واسطے'' سے انہیں علمی ودینی مشکلات حل کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اگر کسی اہلسنّت بزرگ نے حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے لیے ''مشکل کشا'' کا لفظ استعمال کیا ہے تو دینی وعلمی مشکلات حل کرنے والا کے معنی میں، نہ کہ اس معنی میں کہ حضرت علیؓ ہماری دُنیاوی مشکلات حل کرنے والے، بیماریاں دُور کرنے والے اور رزق واولاد دینے والے ہیں''

(بشارات الدارین بالصبر علٰی شهادة الحسین، صفحہ ۱۵۱، برحاشیہ)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے لیے ''مشکل کشا'' کی اصطلاح کے استعمال پر جب ایک غیر مقلد نے حضرت قاضی صاحب کی گرفت کی، تو جناب حافظ عبدالحق خان بشیر صاحب، حضرت قاضی صاحب کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''لفظ ''مشکل کشا'' فارسی زبان سے ہے، جس کا مفہوم مشکل کھولنے والا، آسان کرنے والا، مشکل کشائی کے دو مفہوم ہیں۔ ایک ''ماتحت الاسباب مشکل کشائی''۔ جیسے کسی کو علمی یا مالی وغیرہ مشکل پیش آ گئی اور دوسرے شخص نے معاونت ومشاورت کے ذریعہ اس کی یہ مشکل آسان کر دی۔

اور دوسرا ''مافوق الاسباب مشکل کشائی''۔ جیسے کسی سے اولاد طلب کرنا، مصائب وآلام سے نجات مانگنا، بیماری سے شفا کا سوال کرنا۔ پہلے مفہوم کے اعتبار سے کسی کو ''مشکل کشا'' کہنا شرک نہیں۔ جبکہ دوسرے مفہوم کے اعتبار سے غیر اللہ کو مشکل کشا قرار دینا صریح شرک ہے۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بارے میں اہلِ تشیُّع ''مشکل کشائی'' کا دوسرا مفہوم مراد لیتے ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت والجماعت کے ہاں اگر یہ لفظ کہیں استعمال ہوا ہے تو اس سے مراد پہلا مفہوم ہے'' (ماہنامہ حق چار یار، صفحہ ۲۰، ۲۱، اکتوبر ۲۰۰۰ء)

موصوف کی اس ''توضیح'' سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب، اہلِ تشیُّع والا مفہوم مراد نہیں لیتے، بلکہ وہ اہلِ سنت والا پہلا مفہوم یعنی ''ماتحت الاسباب مشکل کشا'' مراد لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سَیِّدُنَا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو شہید ہوئے اب تک تیرہ سو اکیاسی (۱۳۸۱) سال گذر چکے ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد انہیں کس مفہوم میں ''مشکل کشا'' سمجھا جائے گا؟۔ ظاہر ہے آں محترم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اب پہلے مفہوم میں تو ہرگز مشکل کشا نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر تصوُّف کی رُو سے یا ''علم باطن'' کے زور سے کسی گنجائش کا امکان بھی ہوتا تو پھر بھی یہ اصطلاح اہلِ تشیُّع کے ساتھ مشابہت کی بناء پر قابلِ ترک ہی نہیں، بلکہ واجب الترک سمجھی جاتی۔ لہٰذا خطاو غلطی پر تاویلاتِ فاسدہ کے ردّے چڑھانے کی بجائے رجوع اور توبہ و استغفار ہی اس کا شرعی حل ہے۔ جہاں تک اس تاویل وتوجیہ کا تعلق ہے کہ ''مشکل کشا'' سے مراد علمی و دینی مشکلات دُور کرنے والا ہے۔ تو یہ تاویل بالکل ہی غلط، فاسد، باطل اور مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کیونکہ کتنے ہی صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْہُمْ ایسے تھے جنہوں نے علمی اور دینی مشکلات حل کی تھیں، پھر انہیں ''مشکل کشا'' کیوں نہیں کہا جاتا؟ اس بارے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کوئی امتیاز حاصل نہیں۔ پھر اس میں صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْہُمْ کی بھی کوئی خصوصیت نہیں۔ ہر دَور میں بکثرت ایسے افراد پائے جاتے رہے جنہوں نے شریعت کے بعض مشکل مسائل حل کیے۔ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان سب حضرات کو بھی ''مشکل کشا'' سمجھا جائے۔ کیا حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے سوا کسی دوسرے شخص کے لیے ''مشکل کشا'' کی اِصطلاح استعمال ہوئی ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیا یہ شیعی اور سبائی اندازِ فکر نہیں ہے؟............ حضرت علی سے مدد مانگنا اور ان کے نام کے ساتھ ''مشکل کشا'' کا لاحقہ لگانا اہلِ تشیُّع کا شِعار ہے''

(شیعیت، تاریخ وافکار، صفحہ ۵۶۹ تا ۵۷۲، قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد سَیِّدُنَا معاویہ رضی اللہ عنہ، چوک حویلیاں، ہزارہ۔ اشاعت: ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)

پیش کیے گئے اس اقتباس میں قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے حضرت علی کو ''مشکل کشا'' کہنا اہلِ تشیُّع کا شِعار قرار دیا ہے اور ''علمی مشکل کشائی'' کی دیوبندی تاویل کا بھی ردّ کر دیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ''مشکل کشا'' کے (دیوبندی قائلین) تاویل کی بجائے رجوع اور توبہ و استغفار کریں جو کہ اس کا شرعی حل ہے، کیونکہ دیوبندی وہابی نظریات کے حاملین کے لیے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو ''مشکل کشا'' کہنا ان کے مذہب کے مطابق دُرُست نہیں۔ (میثم قادری)

(۲۶) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے حاجی امدادُ اللہ مہاجر مکی کی شان میں ایک قصیدہ لکھا، وراس قصیدہ میں حاجی امدادُ اللہ مہاجر مکی سے مدد طلب کرتے ہوئے لکھا ہے:

یَامُرْشِدِیْ یَامُوْئِلِیْ یَامفزعِیْ
یَامَلْجَائِی فِی مَبْدَئِ وَمَعَادِیْ

پہلے اِتنا تو سوچتے کہ اس کی ضرب کہاں پڑے گی۔ ع

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ

حوالہ نمبر ۶۱:

''جو (لوگ) اس طرح کہتے ہیں کہ اگر حاجت میری بر آوے گی تو واسطے فلاں ولی یا بنام فلاں ولی کے اس قدر طعام (یعنی کھانا) یا اس قدر نقد ہے (یعنی اتنی رقم فلاں ولی کے نام پر خرچ کروں گا) بس اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) اے میرے مُرشد! اے میری پناہ! اے میری گھبراہٹ کے سہارا اور اے جائے پناہ دُنیا اور آخرت میں

اِرْحَمْ عَلَیَّ اَیَا غِیَاثِ فَلَیْسَ لِیْ
کَهْفِیْ سِوٰی حُبِّکُمْ مِنْ زَاد

رحم کیجیے مجھ پر اے میرے فریاد رَس! کیونکہ نہیں ہے میرے لیے
اے میرے جائے پناہ! سوا آپ کی محبت کے کوئی توشہ

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰهِ شَیْئًا اِنَّهٗ
اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِّی جَادِیْ

اے میرے سردار! خدا کے واسطے کچھ عطا ہو
بے شک آپ میرے لیے جود کرنے والے ہیں اور میں سائل ہوں۔

(کراماتِ امدادیہ، صفحہ ۳، ناشر: کتب خانہ ہادی، دیوبند، یوپی۔ غیر مُحَرَّف نسخہ)

اس قصیدہ کے عربی اَشعار کا ترجمہ مولوی محمد اسحاق دیوبندی (مدرّسِ اعلیٰ مدرسہ جامع العلوم، کانپور) نے کیا ہے۔

''کراماتِ امدادیہ'' میں دیوبندیوں کی جانب سے تحریف:

''کراماتِ امدادیہ'' کے ''اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع شاملی، ہندوستان'' اور ''مدنی کتب خانہ، گنپت روڈ، لاہور'' کے مطبوعہ نسخوں سے اس قصیدہ کے منقولہ بالا اَشعار سمیت کئی دیگر اَشعار کو نکال کر تحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ (میثم قادری)

طرح نذر کرنی باطل ہے بالاجماع (یعنی سب کے نزدیک) اور کھانا اس طعام کا حرام ہے''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ نمبر۴۲۳)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۴۲۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۶۱:

یہ ریکارڈ بہت گِھس گِھسا چکا ہے، اب کوئی نیا ریکارڈ بجایئے۔ اس بے معنی اور لچر پوچ اعتراض کا ہمارے اہلِ سنت اس بُری طرح اور بھرپور پرانچے اُڑا چکے ہیں کہ اس کا ایک نقطہ بھی پہچان میں نہیں آرہا ہے۔ اب دوسری بات ہے کہ مسلسل دندان شکن و مُسکِت جواب سے لاجواب ہوکر، شکست کھا کر بھی مونچھوں پر بہادری کا تاؤ دے رہے ہیں، لڑنے کے لیے نال ٹھونک رہے ہیں۔ کس قدر مضحکہ خیز انداز ہے آپ لوگوں کا۔ کتنی ناانصافی وڈھٹائی ہے آپ کی جماعت کی، کہ تقریر وتحریر میں بالکل آزاد ہوکر جو جی میں آتا ہے کہتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں اور جب کوئی شخص آپ کی عجیب وغریب باتیں سُن کر ان کے متعلق آپ کا جواب حاصل کرکے اطمینان کا طالب ہوتا ہے تو آپ لوگ اِدھر اُدھر پہلو بدل کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں، مناظرہ ومباحثہ کا نام سُن کر سانس اُکھڑ جاتی ہے، کلیجہ ہل جاتا ہے، اختلاجِ قلب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اپنی طرف سے کوئی بات کہیے تو اس کے سمجھانے کی ذمہ داری قبول کیجیے۔ میں آپ سے اور آپ کی نام نہاد جماعت کے تمام ذمہ دار قائدین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی بزرگ وولی کے عقیدت مند نے اس طرح نذر مانی کہ اگر اس کی حاجت پوری ہو جائے گی تو اتنی رقم اس بزرگ وولی کے نام خرچ کروں گا، تو یہ نذر بالاجماع (یعنی سب کے نزدیک) کیونکر باطل ہے اور اس طعام کا کھانا شریعت کے کس حکم وقانون سے حرام ہے جب کہ نذر ماننے والے کا مقصد اور اس کی نیت بس یہ ہوتی ہے کہ اگر اس کو اپنی مراد مل گئی تو وہ اس بزرگ وولی کی فاتحہ دِلائے گا۔ اس کے

لیے ایصالِ ثواب کرے گا۔ اور اگر آپ اپنے اس زوردار فتویٰ دینے میں حق بجانب ہیں تو اُصولِ اربعہ میں سے کسی بھی اصل سے دلیل نکال کر لائیے، ہم بھی تو دیکھیں کہ آپ لوگ اپنے قول وفعل میں کتنے معقول ثابت ہوتے ہیں ؎

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیرانداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

اس موقع پر بھی زیادہ سے زیادہ آپ بدعت بدعت کی رَٹ لگائیں گے، لیکن پہلے خوب سوچ سمجھ لیجیے گا کہ اگر یہاں بھی آپ نے دلیل کا وہی پُرانا ٹٹو دوڑایا تو ٹٹو تو کیا دوڑے گا۔ آپ خود ہزاروں بدعتوں میں گھر جائیں گے جن کو آپ نے نہایت فخر کے ساتھ اپنے دھرم کا طرۂ امتیاز بنا رکھا ہے اور انھیں کی بنیاد پر کتاب وسنت کے سچے اور پکے متبع وعامل ہونے کے دعوے دار ہیں۔

قبر میں جانا ہے، خدا کو منھ دِکھانا ہے، کیے دھرے کا حساب کتاب دینا ہے، دین کے نام سے بے دِینی، ہدایت کے پردے میں گمراہی، ایمان کے جامہ میں کفر اور تبلیغ کے رنگ میں دھوکہ دینا اب تو بند کر دیجیے۔

غریب اور بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ کیوں ڈال رہے ہیں، پُر امن ماحول میں اِضطراب وانتشار کی آگ بھڑکانا کہاں کی آدمیت ہے۔ آدمی ہیں تو آدمیت کی حد میں رہیے۔ انسان کہلاتے ہیں تو اِنسانیت کا بھرم باقی رہنے دیجیے۔ پیغمبرِ خدا کی اُمت میں ہیں تو ایک مسلمان اُمتی کے مقام پر رہیے، اس منصب پر جانے کی کوشش نہ کیجیے، جس کے آپ کسی طرح سے اہل نہیں ہو سکتے ہیں۔ سطح کی بات نہ سوچیے، جس کو دیکھ کر شیطان ابلیس بھی پانی پانی ہو جاتا ہے۔

بریلویت کا آہنی قلعہ

حوالہ نمبر ۶۲:

ماہنامہ تجلی دیوبند کی تحریر:

''جناب حقانی صاحب نے گجراتی زبان میں ایک کتاب ''شریعت یا جہالت''، لکھی ہے، اس میں آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبوی اور مستند فقہی حوالوں کے ساتھ مروجہ بدعات اور غیر اسلامی عقائد کا اس طرح ردّ کیا ہے کہ بریلوی فرقہ کی بنائی ہوئی پوری کی پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے''۔ (شریعت یا جہالت، صفحہ نمبر ۵۲۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۵۲۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۶۲:

اپنی دانست میں عامر صاحب قدم قدم پر اپنے کو عصبیت، تنگ نظری اور گروپ بندی کے الزام سے مستثنیٰ رکھنا چاہتے ہیں، لیکن اس تبصرہ سے محسوس ہوا کہ جناب اُردو سے زیادہ گجراتی سمجھتے اور جانتے ہیں، گجراتی زبان کی کتاب پر ایسا واضح تبصرہ جناب عامر ہی کو زیب دیتا ہے، احتیاط کا ایک ایسا جملہ بھی نہیں کہ کتاب کو کسی سے سُنا بلکہ گویا براہِ راست اُسے دیکھا اور سمجھا۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جناب کو گجراتی زبان آتی ہو، مگر حزم واحتیاط کا خطِ مستقیم یہاں ٹیڑھا کیوں ہوگیا۔

صرف فقہی کتابوں پر نظر گئی مگر حوالے جات میں اس علمی خیانت سے چشم پوشی کیوں؟ کہ قوی اور مضبوط روایات کو چھوڑ کر غیر قوی اور مرجوح روایات کا انبار لگا دیا گیا ہے، اگر اس طرح کی کتر بیونت اور خیانت جرم وخطا ہے تو اس کی تحسین کے کیا معنی!

گروپ بندیوں کی عصبیت اور تنگ نظری کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہوسکتا

ہے۔ بریلویت کا آہنی قلعہ چند تنکوں کا نشیمن نہیں ہے جو ''پھو'' کرنے سے ،گر جائے گا، اُڑ جائے گا،بِحَمْدِہٖ تَعَالٰی بریلوی مسلک قرآن وسنت کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اکابرِ دیوبند اس کی آہنی دیوار سے سر ٹکرا کر خمیازہ بھگت چکے ہیں۔آپ بھی اپنے کو آزما لیجیے۔

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

حوالہ نمبر۶۳:

''آپ سے یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں ان کاموں کو اچھی طرح سے جانتا ہوں، اور واقف بھی ہوں، کیونکہ میں خود سترہ برس تک قوّال رہا ہوں،مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھیے کہ آج میرے بھائی مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے کتاب لکھ رہا ہوں اور وہ آپ ہاتھ میں آج موجود ہے۔فَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

آیئے ایک بات اور سُناؤں !

پڑھو کلمہ محمدؐ کا،محمدؐ نام لے لے کر

کرو اِسلام کو تازہ،محمدؐ نام لے لے کر

میرے عزیز دوست !مجلسِ میلاد میں جب یہ قصائد پڑھتے ہیں تو بڑے جنون اور جوش کے ساتھ، بڑی مستی اور عشق کے ساتھ پڑھتے ہیں''۔

(شریعت یا جہالت،صفحہ نمبر ۴۷۸)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۴۷۷،۴۷۸،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر۶۳:

ایک چوہے کو کہیں سے ہلدی کی ایک گانٹھ مل گئی تو اس نے پنساری ہونے کا دعویٰ کر دیا اور وہ بھی اپنی نہیں بلکہ دوسرے سے اُدھار مانگی ہوئی۔سُبْحَانَ اللّٰہ!

آپ نے جو مسلمان بھائیوں کے لیے ''شریعت یا جہالت'' تصنیف فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائی ہے۔ کتابوں کی دُنیا میں اس کی مثال ونظیر نہیں مل سکتی۔ آپ بھی ''لاجواب'' اور آپ کی کتاب بھی ''لاجواب''۔ مگر آپ نے کتاب لکھتے وقت شاید اس پر غور نہیں کیا کہ اس کو صرف اندھے جاہل ہی نہیں دیکھیں گے۔ اہلِ نظر وارباب ِعلم وفن بھی پڑھیں گے۔ کیا بتاؤں اور آپ کو کیسے سمجھاؤں ؎

یارب وہ نہ سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دِل ان کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور

اگر آپ کے پاس مذہبی علم ومعلومات اور دینی ہوش وشعور کی تھوڑی سی رمق بھی باقی ہوتی تو آپ ایسی بے کار وبوگس نام نہاد کتاب کو انگاروں کے حوالہ کر دیتے اور کُھلے ہوئے لفظوں میں اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے کہ ''شریعت یا جہالت'' میں جہالت وحماقت کے سوا شریعت کی کوئی جھلک دِکھائی نہیں دیتی، اس قسم کی کتابیں پڑھی نہیں جاتیں بلکہ پھاڑ ڈالی جاتی ہیں۔ اور اگر اس میں شریعتِ طاہرہ کی باتیں پیش کی گئی ہیں تو میرا چیلنج قبول کیجیے اور ثابت کیجیے کہ اس میں شریعت کے قانون ودستور کا آپ نے کہاں کہاں لحاظ رکھا ہے۔ آپ اپنی جگہ جس حسین خوش فہمی میں مبتلا ہیں وہ سراسر غلط فہمی وخود فریبی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اپنے منھ میاں مٹھو بننے سے کیا فائدہ؟ ذرا کال کوٹھری سے باہر نکل کر سُنیے، دیکھیے، کہ دُنیا آپ کو کن لفظوں سے یاد کر رہی ہے۔

فضول بکواس

حوالہ نمبر ۶۴:

''جن کو تم پوجتے ہو، نہ وہ تمہیں کچھ مدد دے سکتے ہیں اور نہ وہ خود کی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ بقولِ نصاریٰ مسیح؈ کو یہود نے سولی دی اور وہ کچھ نہ کر سکے۔ اسی طرح اور بزرگ جن کو تم پوجتے ہو موت اور بیماری سے

نجات نہ پا سکے (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے؟)‘‘

(شریعت یا جہالت، صفحہ نمبر ۲۷۷

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۷۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

تبصرہ نمبر ۶۴:

یہ آپ کی کوئی نئی بات نہیں ہے، پوری کتاب اس جہالت کی آئینہ دار ہے۔ اگر کچھ شُد بُد ہوتی تو اُسے ہم آپ کا تجاہلِ عارفانہ سمجھتے، مگر ہمیں اس کا یقین ہے کہ مسائل کی نزاکت تک جناب کی فہم وفکر کا گذر نہیں۔ اللہ کے کسی ولی کے آستانہ پر عقلِ سلیم کی بھیک مانگیے، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کے بعد آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو پُوجتا ہے یا انھیں محبوبِ خدا سمجھ کر اکتسابِ فیض کے لیے حاضر ہوتا ہے۔

اگر زحمت نہ ہو تو سابق صدرِ دیوبند، مولوی حسین احمد کی ’’مکتوباتِ شیخ‘‘ کا مطالعہ کیجیے۔ ’’جماعتِ اسلامی‘‘ کے الزام پر صدرِ دیوبند نے کیا جواب دیا ہے۔ چونکہ آپ احترام اور پرستش کا فرق نہیں جانتے، اس لیے یہ فضول بکواس ہے[۲۷]۔

(۲۷): مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے اپنے ایک مکتوب میں مودودی جماعت کے متعلق لکھا ہے:

’’مودودی جماعت کے لٹریچر جن کی اشاعت کی جارہی ہے وہ ایسے مضامین سے لبریز ہیں جو کہ ضلالت سے پُر ہیں، گمراہی کے پھیلانے والے ہیں، ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ صفحہ ۳۲۷ ترجمان ۳۵/۳۶ میں بطورِ قاعدہ کلیہ لکھا گیا ہے:

’’اگر کسی شخص کے احترام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس پر کسی پہلو سے کوئی تنقید نہ کی جائے تو ہم اس کو احترام نہیں سمجھتے، بلکہ بُت پرستی سمجھتے ہیں۔ اور اس بُت پرستی کو مٹانا منجملہ ان مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے جس کو جماعتِ اسلامی اپنے پیشِ نظر رکھتی ہے‘‘۔

غور فرمایئے اس کے الفاظ میں وہ عموم ہے جو کہ انبیاء، اولیاء، صحابہ، تابعین، ائمہ مذاہب ومحدثین، فقہا، عوام وخواص سب کو شامل ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور نہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ عَلَیْہِمُ السَّلَام اور نہ خلفائے راشدین وغیرہ میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ کسی کو بھی تنقید سے بالاتر کہنا اور سمجھنا ’’بت پرستی‘‘ اور ’’شرک‘‘ ہے‘‘۔

(مکتوباتِ شیخ الاسلام، مکتوب: ۱۳۸، جلد دُوم، صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵، مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی)

اس کے بعد مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے قرآنِ کریم اوراحادیث سے جماعتِ اسلامی کے مذکورہ بالاموٴقف کارڈ کیاہے۔اس مکتوب کے حاشیہ میں مولوی نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھاہے:

”جماعتِ اسلامی کے مولویوں کے مبلغِ علم وتحقیق کی بے بسی،علم وخرد کی کمی کا اس سے زبردست کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا کہ ان نادانوں کوابھی تک تعظیم واحترام اوربُت پرستی میں کوئی فرق نظرنہیں آتاہے،حالانکہ تعظیم اورعبادت دوالگ الگ چیزیں ہیں۔غیرُ اللہ کی تعظیم کلیۃً ممنوع نہیں،البتہ غیراللہ کی عبادت شرکِ جلی ہے،جس کی اجازت ایک لمحہ کے لیے کبھی نہیں ہوئی اورنہ ہوسکتی ہے“۔(مکتوباتِ شیخ الاسلام،مکتوب:۱۳۸،جلددُوم،صفحہ۳۲۸،مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام،قاری منزل،پاکستان چوک،کراچی)

اس کے اگلے صفحہ پرنجم الدین احیائی دیوبندی نے مزید لکھاہے:

”خلاصۂ بحث یہ ہے کہ جولوگ رسولِ خداکے سواپرتنقیدروارکھتے ہیں اوران کی اتباع کوذہنی غلامی بتاتے اوران کومعیارِحق بنانے کی نفی کرتے ہیں، بلکہ خداکے سواکسی کے احترام اورتعظیم کوبُت پرستی کہتے ہیں، ایسے لوگ سخت گمراہی میں مبتلاہیں، اللہ تعالیٰ ان کوتوبہ کی توفیق بخشے اوربے ادبی سے بچائے“۔(مکتوباتِ شیخ الاسلام،مکتوب:۱۳۸،جلددُوم،صفحہ۳۲۹، مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام،قاری منزل،پاکستان چوک،کراچی)

مندرجہ بالا اقتباسات میں مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اورمولوی نجم الدین احیائی دیوبندی نے ”احترام،تعظیم“اور”عبادت“میں فرق نہ کرنے کی بناپرجماعتِ اِسلامی کارڈ کیاہے۔کاش یہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کابھی رڈ کردیتے جس نے اپنی کتاب”تقویۃ الایمان“کے باب”اشراك فی العبادة“میں لکھاہے:

”بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ ان کوعبادت کہتے ہیں۔جیسے سجدہ اوررکوع اورہاتھ باندھ کرکھڑے ہونااوراس کے نام پرمال خرچ کرنا اوراس کے نام کاروزہ رکھنا اوراس کے گھرکی طرف دُوردُورسے قصدکرکے سفرکرنااورایسی صورت بناکرچلنا کہ ہرکوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھرکی زیارت کوجاتے ہیں۔اورراستے میں اس مالک کانام پکارنااورنامعقول باتیں کرنے سے اورشکارسے بچنااوراسی قیدسے جاکرطواف کرنا اوراس کے گھرکی طرف سجدہ کرنا اوراُس کی طرف جانورلے جانے اوروہاں منتیں ماننی،اس پرغلاف ڈالنااوراس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکردُعامانگنی اورالتجاکرنی اوردین ودُنیاکی مرادیں مانگنی اورایک پتھرکوبوسہ دینا اوراس کی دیوار سے اپنامنہ اورچھاتی مَلنا اوراس کاغلاف پکڑکردُعاکرنی اوراس کے گردروشنی کرنی، اوراس کامجاوربن

کراس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو، غسل کا لوگوں کے لیے سامان دُرُست کرنا اور اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرُّک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لے جانا، رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا اَدب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں۔ پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو، یا بھوت و پری کو، یا کسی سچی قبر کو، یا جھوٹی قبر کو، یا کسی کے تھان کو، یا کسی کے چلّے کو، یا کسی کے مکان کو، یا کسی کے تبرُّک کو، یا نشان کو، یا تابوت کو سجدہ کرے، یا رکوع کرے، یا اس کے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے، یا جانور چڑھاوے، یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے، یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، ان کی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مرد مانگے، مجاور بن کے بیٹھ رہے، وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا اَدب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کریں، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو "اشراك فی العبادة" کہتے ہیں، یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

(تقویۃ الایمان، پہلا باب: توحید و شرک کے بیان میں، صفحہ ۸، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند۔ ایضاً صفحہ ۱۰، ۱۱، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔ ۱۳۱۳ھ۔ ایضاً۔ ایضاً صفحہ ۱۷، ۱۸، مطبوعہ دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ (غیر محرّف)۔ ایضاً صفحہ ۳۱، ۳۲، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ ایضاً صفحہ ۳۶، ۳۷، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور مولوی نجم الدین احیائی دیوبندی تو مر کر مٹی میں مِل چکے ہیں۔ ان کے نیاز مندوں سے اِستفسار ہے کہ مذکورہ دیوبندی علما کی جانب سے "احترام، تعظیم" اور "شرک یعنی بُت پرستی" میں فرق نہ سمجھنے کی بِنا پر "جہالت" اور "گمراہی" کا جو فتویٰ جماعتِ اسلامی پر لگایا گیا ہے وہی فتویٰ مولوی اسماعیل دہلوی پر بھی لگایا جائے گا یا نہیں؟۔ کیونکہ پیش کیے گئے اس اقتباس میں مولوی اسماعیل دہلوی نے شقاوتِ قلبی کی بنا پر کئی ایسے امور کو شرک قرار دیا ہے جن کا تعلق تعظیم اور احترام سے ہے، لیکن مولوی اسماعیل دہلوی نے ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص قرار دے کر "اشراك فی العبادة" بنا ڈالا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے مذکورہ بالا اقتباس کا زبردست ردّ حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ کی کتابِ مستطاب "اطیب البیان فی ردّ تقویۃ الایمان" میں ملاحظہ کریں۔ (میثم قادری)

پالن گجراتی حدِّ کفر کو پہنچنے والا بدترین ظالم، سخت ترین گستاخ، جاہل، دیوانہ اور زندیق ہے: فتاویٰ فرنگی محل لکھنؤ

سوال: -کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید گجراتی اور معمولی اُردو پڑھ کر ہندوستان کا تبلیغی دورہ کرتا رہتا ہے۔آج کل اپنے صوبہ کے مختلف شہروں خصوصاً کانپور میں اس کے کافی بیانات ہورہے اور وہ ایک خاص مذہبی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔اس کی ایک مشہور کتاب بنام''شریعت یا جہالت'' ہے، جس میں بہت سے مقامات پر ایسی عجیب وغریب باتیں درج ہیں کہ مسلمانوں کے دوفرقوں میں شدید تصادم ہورہا ہے، عوام اس کتاب کو پڑھ کر بہت سی غیر شرعی غلط فہمیوں میں مبتلا ہورہے ہیں، اس مذہبی تصادم کے باعث مسلمانوں کے ایک فرقہ میں سخت اضطراب ہے اور دونوں طرف کافی روپے خرچ ہورہے ہیں۔کئی جگہوں پر کتابِ مذکور کی بنیاد پر جھگڑے بھی ہوچکے ہیں اور آئے دن اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔اس کی کتاب میں یوں تو بہت سی سمجھ میں نہ آنے والی باتیں ہیں، مگر طوالت کے خوف سے ان میں سے بعض بعض عبارتیں آپ کی خدمت میں اس غرض سے پیش کی جارہی ہیں کہ اب ان عبارتوں کو سامنے رکھ کر ایسی عبارتیں لکھنے والے مولوی کے متعلق کتاب وسنت وفقہ کا شرعی حکم بیان فرمادیں تاکہ مسلمانوں کا موجودہ انتشار جو اپنی جگہ نہایت غیر مناسب اور حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر ناموزوں ہے، دُور ہوجائے اور لوگ آپ کے فتویٰ کے مطابق اس کتاب کے مُرَتّب ومُصَنّف کے متعلق صحیح فیصلہ کرسکیں۔اُمید کہ جواب سے پہلی فرصت میں نوازیں گے۔بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا۔

کتاب''شریعت یا جہالت'' کی چند عبارتیں معہ صفحہ درج ہیں:

''حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے، اُس میں''اِنْ شَاءَ اللّٰہ'' نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا''۔(ص ۱۷۰)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۱۷۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

''یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں''۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ۲۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

اس کے دو سطر کے بعد پھر یہ عبارت ملاحظہ ہو:

''آپؐ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعتِ محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سُنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور''۔(ص ۲۰۹)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۲۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

کتابِ مذکور، ص ۱۸۲ میں ہے:

''یہ جو جاہل صوفی اور جاہل فقیر وغیرہ کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اللہ تعالیٰ نے چالیس پارے قرآن شریف کے نازل فرمائے تھے، مگر اس میں سے دس پارے آپ نے کسی کو نہیں بتلائے۔ یہ جاہل لوگ اپنے آپ کو عاشقانِ رسولؐ کہہ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایک جھوٹا بہتان لگاتے ہیں''۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ۱۸۱،۱۸۲، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

''ان پتھر (یاقوت ونیلم، لعل، عقیق وغیرہ) کے ٹکڑوں میں تاثیر سمجھ کر اکثر مفتی، فقیر، مولوی، صوفی، مست، ملنگ، پیر اور پیرزادے، درویش، سجادہ نشین، وغیرہ وغیرہ کے ہاتھوں کی انگوٹھیوں میں یہ پتھر ہوتے ہیں اور بعض لوگ اپنی گردنوں میں یہ پتھر پہنے ہوئے ہوتے ہیں، اب یہ کُھلّم کُھلّا شرک ہے''۔(ص ۳۰۷)

((شریعت یا جہالت، صفحہ۳۰۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت

دسمبر۱۹۸۱ء))

(نوٹ) یہاں براہِ کرم شرک کی شرعی تعریف بھی بیان فرمادیں۔

''استعمال تمبا کو کا حرام ہے''۔(ص۴۹۳)

((شریعت یا جہالت،صفحہ۴۹۳،مطبوعہ دارُالاشاعت،مقابل مولوی مسافر خانہ،کراچی۔طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

سائل: محمد سلیم، چمن گنج، ہمایوں باغ، مکان نمبر۴۰۰/۸۸، کانپور

۱۹۷۳/۶/۱۱

جواب:۔ھو الموفّق:

۱- یہ عبارت کہ حضرت جبریل سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے، اس میں ''اِنْ شَـاءَ الـلّٰـه'' نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا، قطعاً حقیقت کے خلاف، دروغ بافی اور شانِ رسالت میں سخت ترین گستاخی ہے، جو حدِّ کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

۲- یہ عبارت کہ ''یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں'' اِفترا و بہتان اور توہینِ مسلمین ہے۔

۳-آپ کے نقشِ قدم کو پوجنے والے سے مراد نشانِ قدمِ رسول صَـلَّـی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم واحترام کرنے والے مراد ہیں تو ان کے اس عملِ تعظیم کو پُوجنے سے تعبیر کر کے انھیں مشرک قرار دینے سے خود اس کا قائل حدِّ کفر کو پہنچ گیا۔

۴-کوئی جاہل سا جاہل مسلمان سُنّی اس بات کا قائل نہیں کہ:

''آنحضور اقدس صَـلَّـی الـلّٰـهُ عَـلَیۡہِ وَسَلَّمَ پر چالیس پارے نازل ہوئے، جن میں سے آپ نے دس پارے کسی کو تعلیم نہیں فرمائے''۔

ایسا اِلزام صوفیہ وغیرہ پر بدترین اِفترا و بہتان ہے اور بہتان لگانے والا بدترین ظالم ہے۔

۵- یاقوت و نیلم وغیرہ تمام پتھروں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف خواص بخشے ہیں، جن کا تجربہ کرنے سے ان کی حقیقت معلوم ہوئی اور تمام اطبا و محققین علما نے ان کے خواص و فوائد تحریر کیے۔ اور ان کے استعمال کی ترکیبیں تحریر کی ہیں، ان کے پہننے سے بھی بہت فوائد حاصل ہو

تے ہیں اور بعض بیماریوں کو شفا ہوتی ہے، اس سے انکار قدرتِ الٰہیّہ سے اِنکار ہے، کیونکہ یہ مظاہر ہیں قدرتِ خداوندی کے اور آیت ونشانی ہیں ربوبیتِ باری تعالیٰ کی، پس ان کے استعمال کو شرک قرار دینے والا یا جاہل ہے یا دیوانہ یا زندیق۔ اور شرک نام ہے اللہ کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو ایک ہی حیثیت سے شریک گردانتے کا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَم وحکمه احکم۔

حررہ ابوالقاسم محمد عتیق غُفِرَ لَه، فرنگی محل۔ ۱۳۹۳ھ/۴/ ۱۸

یہ شخص (پالن گجراتی) گمراہ فرقوں میں سے، کافرانہ عقیدہ والا، بہتان طراز اور توہینِ محمدی کا مجرم ہے: فتاویٰ جامع مسجد فتحپوری، دہلی

سوال: علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں:

زید گجراتی اور معمولی اُردو پڑھ کر ہندوستان کا تبلیغی دورہ کرتا رہتا ہے۔ آج کل اپنے صوبہ کے مختلف شہروں خصوصاً کانپور میں اس کے کافی بیانات ہوئے۔

انتباہ: سوال کی عبارتیں بعینہٖ وہی ہیں جو مذکورہ پہلے سوال کی ہیں، اس لیے اس کو مکرر لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ذیل میں جامع مسجد فتحپوری دہلی سے آیا ہوا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

جواب:۔ ھو الموفّق:

نمبرا: قرآن شریف کے تمام تراجم وتفاسیر اس مکروہ لفظ (ڈانٹا گیا) سے خالی ہیں، اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیا ومرسلین علیھم الصلوات والتسلیمات کے مقابلہ میں اپنے حبیبِ لبیب سیّدِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے خطابِ مستطاب میں جو خصوصیات بخشی ہیں انھیں پیشِ نظر رکھا جائے اور ہمہ وقت آپ کی تقریر وتوقیر: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ((ترجمہ: ''اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو'' ۔اَلْفَتْح:۹))اور ہمہ وقت آپ پر صلوٰۃ وسلام اور شائبہ توہین سے سخت ترین ممانعت: لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

وَاسۡمَعُوۡا وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ((ترجمہ کنزالایمان: ''راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے''۔اَلْبَقَرَۃ:۱۰۴)) وغیرہا آپ کی تعظیم وتبجیل کے احکاماتِ ربّانیہ کو پیشِ نظر رکھا جائے، تو یہ چودھویں صدی کے گمراہوں کی کُھلی توہینِ محمدی ہے، جو کفر ہے''

نمبر۲: یہ تو حدیثِ پاک میں بھی وارد ہوا ہے کہ جو گمراہیاں یہود نے اختیار کیں وہ سب گمراہیاں میری اُمت بھی اختیار کرے گی، یہود کے بہتّر فرقے ہوئے، میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے، یعنی بہتّر تو وہ ہی گمراہ فرقے ہوں گے اور اُمت کا ایک فرقہ ناجیہ ہوگا، وہ فرقہ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَة کا ہے، جو قیامت تک حق پر قائم رہے گا۔ یہ شخص گمراہ فرقوں میں سے ہے، کیونکہ آثارِ صالحین سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔سورۂ بقر میں تابوتِ سکینہ کی تعظیم وتوقیر کا ذکر ہے جس میں منجملہ تبرکات کے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی نعلین شریفین تھیں، جو حضرت کلیم کے پائے مبارک سے مَس ہونے کے سبب قابلِ تعظیم وتکریم تھیں(۲۸)۔تو جس مقدس پتھر پر جنابِ حبیبِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قدمِ پاک کے نشان قائم ہو جائیں اور جو قدمِ پاک کے لیے موم ہوگیا، وہ قابلِ صد تعظیم وتکریم کیوں نہ ہو؟ رہا تعظیم وتکریم کو عبادت و پرستش قرار دینا

---

(۲۸):وَقَالَ لَهُمۡ نَبِيُّهُمۡ اِنَّ اٰيَةَ مُلۡكِهٖۤ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ التَّابُوۡتُ فِيۡهِ سَكِيۡنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰى وَاٰلُ هٰرُوۡنَ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (اَلْبَقَرَة: ۲۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: ''اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت، جس میں تمہارے رب کی طرف سے دِلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی، اُٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے، اگر ایمان رکھتے ہو''۔(میثم قادِری)

تو یہ نِری جہالت وحماقت ہے۔

نمبر۳: جاہل صوفیوں اور جاہل فقیروں درویشوں سے تو یہ بات کبھی سننے میں نہیں آئی، یہ تو ان پر بہتان معلوم ہوتا ہے۔البتہ یہ کافرانہ عقیدہ رافضیوں کے ایک فرقہ کا ضرور ہے جن کو ہر خاص وعام گمراہ جانتا ہے۔

نمبر۴: پتھروں میں خدا داد مختلف تاثیریں ہونا قرآنِ پاک میں مذکور ہے: وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۔الأية۔((ترجمہ کنزالایمان: ''اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں'' ۔اَلْبَقَرَۃ:۷۴))۔حجرِ اَسود کی تاثیرِ جذب ونوب احادیثِ طیبہ میں موجود ہے، جواہرات میں خدادادتاثیرات کے اعتبار سے ان کا استعمال کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔البتہ بالذات مؤثر ماننا شرک ہے۔کوئی احمق ایسا نظر نہیں آتا جو ان میں تاثیر بالذات مانتا ہو، جاہل سے جاہل مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ ادویات وجواہرات وغیرہ میں خداداد تاثیرات ہیں جو بے شمار تجربات سے ثابت ہوئی ہیں۔خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے بغیر کسی کو بالذات نافع یا ضار ماننا شرک ہے۔فقط وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

مشرف احمد غُفِرَ لَہٗ،شاہی امام،مسجد جامع فتح پوری، دہلی

''رَدُّالْمُحْتَار'' میں سید عبدالغنی نابلسی کا قول نقل فرمایا ہے کہ تمباکو کی حرمت پر کوئی قائم نہیں بلکہ وہ مباح ہے:

وألف فی حلہ أیضاً سیّدنا العارف عبدالغنی النابلسی رسالةً سماھا:''الصلح بین الإخوان فی إباحة شرب الدُّخان''وتعرض لہٗ فی کثیرٍ من تآلیفه الحسان،وأقام الطامة الکُبرٰی علی القائل بالحرمة أوبالکراھة،فإنھما حکمان شرعیان لابد لھما من دلیلٍ ولادلیل علٰی ذلك

((رَدُّالْـمُحْتَارِعَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ ،کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ، الجُزْءُ العَاشِر ، صفحہ۴۹،۵۰،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ،سرکی روڈ،کوئٹہ/۳۳شیش محل روڈ، نزدداتادربار،لاہور۔ایضاً،جلد۱۰،صفحہ۴۲،مطبوعہ دَارُالْکُتُب العلمیة،بیروت))

((ترجمہ:''اس کے حلال ہونے کے بارے میں ہمارے آقاعارف''عبدالغنی نابلسی'' نے ایک رسالہ لکھا،جس کانام رکھا:''**الصلح بین الإخوان فی إباحة شرب الدُّخان**'' ۔ اور اپنی کثیراچھی تالیفات میں اس کاذکرکیاہےاورجواس کی حرمت یاکراہت کاقول کرتاہے اس پر بڑی قوی دلیل قائم کی ہے کہ یہ دونوں شرعی حکم ہیں،ان کے لیے دلیل کاہوناضروری ہے،جبکہ اس کے بارے میں کوئی دلیل نہیں''))

((فتاویٰ شامی (اُردوترجمہ)رَدُّالْـمُحْتَارِعَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ ،کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ، زیرِعنوان: تمباکوکاشرعی حکم،جلد۱۱،صفحہ۹۱۷،مطبوعہ ضیاءالقرآن،گنج بخش روڈ،لاہور))

فقط وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

مشرف احمد غُفِرَلَہٗ،شاہی امام،مسجدجامع فتحپوری،دہلی

اس (پالن گجراتی) کی کتاب ''شریعت یا جہالت''،مکمل جہالت ہے،اس کتاب میں اس نے بہت سی غلط وباطل باتیں لکھی ہیں، بلکہ بعض باتیں کفرکی ہیں۔ وہ اپنے اِقرار سے جاہل ہےاورغیرِ عالم کووعظ کہنا جائزنہیں ہے،اس کے بارے میں دیوبندی مولوی کفرکافتویٰ دے چکے ہیں۔

فتاویٰ بریلی شریف

۷۸۶/۹۲:سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ''ایک شخص محمد پالن حقانی جوکہ یوپی میں بطورمبلّغ تقاریرکررہاہے،یہ شخص اِقرار کرتاہے کہ میں عـالِم نہیں ہوں۔معمولی پڑھالکھاانسان ہوں۔اس شخص نے ایک کتاب بھی''شریعت یا جہالت'' نامی تصنیف کی ہے،جس میں شخصِ مذکورکوڈاکوکی

اولاد تحریر کیا گیا ہے اور یہ اقرار کیا گیا ہے کہ شخصِ مذکور عــــالِــمِ دین نہیں ہے۔

''شریعت یا جہالت'' نامی کتاب میں مندرجہ ذیل فقرے تحریر ہیں:

۱-''پھر حضرت جبریل عَـلَیْـہِ السَّلام سورۂ کہف لے کر نازل ہوئے، اُس میں ''اِنْ شَاءَ اللّٰه'' نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا''۔ص ۱۷۰۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۷۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۲-''آپ نے دیکھا کہ نوح عَـلَیْہِ السَّلام نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے دُعا کی، لیکن قبول نہ ہوئی اور اُوپر سے ڈانٹے گئے''۔ص ۲۸۳۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۸۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۳-''تو دیکھو حضرت نوح عَـلَیْـہِ السَّـلام کی اپنے بیٹے کے لیے، حضرت ابراہیم عَـلَیْـہِ السَّلام کی اپنے باپ کے لیے اور رسولِ خدا صَـلَّـی اللّٰـہُ عَلَیْـہِ وَسَـلَّـمَ کی اپنے مہربان چچا ابوطالب کے لیے شفاعت قبول نہ ہوئی، کیونکہ یہ شفاعت خدا کی مرضی کے خلاف تھی''۔ص ۳۱۴

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۳۱۴، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۴-''اے عزیز میرے! تو سُنّت والجماعت کا دعویٰ اس لیے کرتا ہے کہ جی بھر کر قرآنِ مجید کو ٹھکرائے، جی بھر کر حدیثوں سے اِنکار کرے''۔ص ۱۷۴۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۷۴، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۵-''ان یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں، عشقِ رسول ؐ کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبتِ رسول کا دَم بھرنے والے مسلمان، یارسول کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ ؐ کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان۔ آپ ؐ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعتِ محمدیہ صَـلَّـی اللّٰـہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سُنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور''۔ص ۲۰۹۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۰۹، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۶۔ ''جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں سے اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت میں ہی ہوتے ہیں، شیطان اُن کو ایسی پٹّی پڑھاتا ہے کہ وہ ان ولی بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے رُتبے اور مرتبے کے برابر سمجھنے لگتے ہیں، مثلاً علم میں، قدرت میں اور تصرُّف وغیرہ میں''۔ ص ۲۴۳۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۲۴۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۷۔ ''استعمال تمباکو کا حرام ہے (مظاہر حق)''۔ ص ۴۹۳۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۹۳، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

۸۔ ''اے میرے عزیز دوست! یہ تھی نبوت ملنے کے وقت کی پریشانیاں، اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علمِ غیب ہوتا تو کیوں کپڑا اوڑھتے، کیوں گھر میں چُھپتے، کیوں آپ کو دہشت معلوم ہوتی، کیوں آپ ورقہ کا مشورہ لیتے۔ کیوں آپ فرشتے سے ڈرتے؟ یہ ساری باتیں علمِ غیب نہ ہونے کی وجہ سے تھیں''۔ ص ۱۴۴، ۱۴۳۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

بطورِ نمونہ چند عبارات معہ صفحہ نمبر پیش کر رہا ہوں۔ ان عبارات پر شرعی حکم نافذ فرمائیں، مزید مصنّف کے بارے میں بھی شرعی حکم مطلع فرمائیں۔ ایسے شخص کی کتاب قابلِ اعتماد ہے یا نہیں؟ یا ایسے مبلغ کی تقریر سُننا چاہیے یا نہیں؟۔ فقط۔ جواب کا منتظر:

محمد سلیم، مکان نمبر ۴۰۰/ ۸۸، ہمایوں باغ، چمن گنج، کانپور۔ ۲۲/ ۷/ ۱۹۷۳ء

الجواب بعون الملک الوھاب:

حقانی کی گمراہی و بددینی اس کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے میل جول، سلام کلام نہ رکھیں اور اُسے وعظ وتقریر کے لیے ہرگز نہ بلائیں اور اس کا وعظ سُننے نہ جائیں، وہ اپنے اِقرار سے جاہل ہے، عالِم نہیں ہے۔ اور غیرِ عالِم کو وعظ کہنا جائز نہیں ہے۔ وہ وہی ہے جس کے بارے میں دیوبندی مولوی کفر

کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اس کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' مکمل جہالت ہے، اس کتاب میں اس نے بہت سی غلط و باطل باتیں لکھی ہیں، بلکہ بعض باتیں کفری ہیں۔

حضور سیّدِ عالم صَلَّی الْمَولٰی تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شانِ رفیع میں یہ لکھا ہے کہ:

''حضور تھے ایک آدمی، آدمیوں میں سے، جو اپنے کپڑوں میں جوئیں تلاش کرتے رہتے تھے''۔ مُعَاذَاللّٰہ۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۹۱، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

یہ شانِ رسالت میں صریح گستاخی ہے۔

اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا کو معَاذَاللّٰہ جہنمی لکھا ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعَالٰی۔

☆ امام قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کے والدِ محترم کے لیے یہ کہا تھا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کے باپ نار میں ہیں، تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ شخص ملعون ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ الآیۃ

((الاحزاب: ۵۷)) ''(یعنی) بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

فرمایا اس سے بڑھ کر کون سی ایذا ہوگی کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کے والدِ محترم کو جہنمی بنائے۔

((سُبُلُ الْھُدٰی وَالرَّشَادِ فی سِیرۃ خَیرِ الْعِبَاد، فی شرح أسماء آبائہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اَلْجُزْء الأوّل، صفحہ ۲۶۰، مطبوعہ دارُالکتب العلمیۃ، بیروت۔ ایضاً، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ، محلّہ جنگی، پشاور۔ رُوحُ الْبَیَانِ فِیْ تَفْسِیْرِ الْقُرْآنِ، الجُزْء الأوّل، صفحہ ۲۷۵، اَلْبَقَرَۃ، زیرِ آیت: ۱۱۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، کانسی روڈ، کوئٹہ))

حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام ((نے)) تو اپنے صحابہ کے حق میں فرمایا کہ میرے صحابہ کو بُرا مت کہنا اور صحابہ کا ذکر خیر ہی سے کرنا، تو حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام کے والدینِ کریمین کے بارے میں ایسا ملعون کلمہ کیسے روا ہوگا۔

دراں حالیکہ روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تبَارَكَ وَتَعَالیٰ نے حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام کے والدینِ کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ حضور عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلام پر ایمان لائے۔ دیکھو "اَشْبَاہ"(۲۹) و "رَدُّالْمُحْتَار"(۳۰) وغیرہ۔

---

(۲۹): "مَن مات على الكفر أُبيح لعنه .إلا والدى رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لثبوت أن اللّٰه تعالىٰ أحياهما له حتى آمنابه .كذا فى مناقب الكردرى"

(الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِر، كِتَابُ الْحَظْرِ والإباحة، صفحہ۲۴۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ/۳ شیش محل روڈ، نزد داتا دربار، لاہور)

((ترجمہ: "جو شخص کفر کی حالت پر مَر جائے، اس پر لعنت کرنا مباح ہے، مگر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والدینِ محترمین۔ کیونکہ یہ ثابت ہے کہ اللہ نے ان کو زندہ فرمایا، حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئے۔ كذا فى مناقب الكردرى"))

(الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِر، كِتَابُ الْحَظْرِ والإباحة، صفحہ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ مترجم: مولوی انیس احمد دیوبندی) (میثم قادری)

(۳۰): "قوله: "وُلِدْتُ مِنْ نِكَاحٍ لَا مِنْ سِفَاحٍ" أى: لا من زنا، والمراد به نفى ما كانت عليه الجاهلية من أن المرأة تسافح رجلًا مدّة ثم يتزوّجها، وقد استدل بالحديث المذكور فى الفتح أيضاً .ووجهه أنه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سمى ما وجد قبل الإسلام من أنكحة الجاهلية نكاحاً.

مَطْلَبٌ: فِي الْكَلَامِ عَلَى أَبَوَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلِ الْفترةِ:

ولا يقال: إن فيه إساءة أدب لاقتضائه كفر الأبوين الشريفين، مع أن اللّٰه تعالىٰ أحياهما له وآمنا به، كما ورد فى حديث ضعيف .لأنا نقول: إن الحديث أعم بدليل رواية الطبرانى وأبى نُعيم وابن عساكر: "خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَم أَخْرُجْ مَنْ سَفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَنْ وَلَدَنِي أَبِي وَأُمي، لَمْ يُصِبْنِى مِنْ سفَاحِ الجَاهِلِيةِ شَيْءٌ"، وإحياء الأبوين بعد موتهما لاينافى كون النكاح كان فى زمن الكفر، ولاينافى أيضاً ما قاله الإمام فى الفقه الأكبر من أن (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

((ترجمہ:''قـولہ:''وُلِدْتُ مِنْ نِكَاحِ لَا مِنْ سِفَاحِ'' یعنی میری پیدائش زِنا سے نہیں ہوئی۔اس سے مراداس امر کی نفی ہے جودَورِ جاہلیت میں رائج تھا کہ ایک عورت ایک عرصہ تک مَرد سے بدکاری کرتی ، پھر وہ مَرد اس عورت سے شادی کر لیتا۔اس مذکورہ حدیث سے''الفتح''میں بھی استدلال کیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبیِ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے دَورِاسلام سے قبل جودَورِ جاہلیت میں نکاح وغیرہ ہوئے، انہیں آپ نے نکاح کا نام دیا ہے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ اس میں سوءِ اَدَبی ہے۔ کیونکہ یہ تو آپ کے والدینِ کریمین کے کفر کا تقاضا کرتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زِندہ کیا اوروہ دونوں آپ پر ایمان بھی لائے، جس طرح ضعیف حدیث میں وارد ہے۔ کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث اعم ہے۔ اس کی دلیل ''طبرانی''(۳۱)''ابونُعیم''(۳۲)اور''ابنِ عساکر''(۳۳)کی روایت ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)والدیہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ماتاعلى الكفر،ولاما فى صحيح مسلم:''أستأذَنتُ رَبِّي أَنْ أَستَغفِرَ لِأُمّي،فَلَمْ يَأْذَنْ لِي'' ومافيه أيضاً:''أَنَّ رَجُلًا قَالَ:يَارَسُولَ اللّٰه!أَيْنَ أَبِيْ؟قال:فِي النارِ،فلماقَفَا دَعَاهُ فَقَالَ:''إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النارِ''لإمكان أن يكون الإحياء بعدذلك،لأنه كان فى حجة الوداع،وكون الإيمان عندالمعاينة غيرنافع فكيف بعدالموت؟فذاك فى غيرالخصوصية التى أكرم اللّٰه بها نبيه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''

(رَدُّالْمُحْتَارِعَلَى الدُّرِّالْمُخْتَارِ،كِتَابُ النكاح،بَابُ نِكَاحِ الْكَافِرِ،مَطْلَبٌ:فِي الْكَلَامِ عَلَى أَبَوَى النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلِ الْفترةِ،الجزءُ الرَّابع، صفحہ۳۴۷،۳۴۸،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ،سرکی روڈ،کوئٹہ/۳شیش محل روڈ،نزدداتادربار،لاہور)

(۳۱)(الـمُـعْجَمُ الْأَوْسَط للطَّبرَانی،باب العين:من اسمه عبدالرحمان،رقم الحديث: ۴۷۲۸،الجزءُ الثَالِث،صفحہ۳۲۴،مطبوعہ دَارالفِكرِللنَّشرِوَالتَّوزِيْع، عَمّان،الأردن)

(۳۲)(دَلائِلُ النُّبوَّة لأبى نُعيم الأصبهانى،الفَصلُ الثَانِىْ،ذكرفضيلته صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بطيب مولده وحسبه ونسبه، صفحہ۵۷،مطبوعہ النُّوريَّه الرَّضويَّه پبلشنگ کمپنی،لاہور،پاکستان)

(۳۳)(تاريخ مدينة دِمَشق لابن عساكر،۲۰۷۷:باب ذكرطهارة مولده وطيب أصله وكرم محتده، الجزء الثالث (۳)،صفحہ۴۰۲،مطبوعہ دارالفكرللطِّبَاعَة وَالنشروالتوزيع، بيروت)

”خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مَنْ سَفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَنْ وَلَدَنِي أَبِي وَأُمِّي، لَمْ يُصِبْنِي مِنْ سِفَاحِ الجَاهِلِيةِ شَيْءٌ“۔

”میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر یہاں تک کہ میرے باپ اور میری ماں نے مجھے جنا۔ میں سفاح سے پیدا نہیں ہوا، اور دَورِ جاہلیت کی بدکاری میں سے مجھے کوئی چیز نہیں پہنچی“۔

آپ کے والدینِ کریمین کا ان کی موت کے بعد زِندہ کیا جانا اس امر کے منافی نہیں کہ وہ نکاح زمانہ کفر میں ہوا تھا اور اس کے بھی منافی نہیں جو امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے ”الفقه الأكبر“ میں کہا:

”من أن والديه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ماتاعلى الكفر“[۳۴]

اور یہ اس کے منافی بھی نہیں جو ”صحیح مسلم“ میں ہے:

”میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ میں اپنی ماں کے لیے استغفار کروں، تو میرے رب نے مجھے اجازت نہ دی“[۳۵]۔

اور جو ”مسلم شریف“ میں ہے کہ:

”ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں۔ جب وہ واپس چلا گیا تو آپ نے اسے بلایا، فرمایا: میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں“[۳۶]۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ والدین کو زِندہ کرنے کا واقعہ اس

---

(۳۴) (فقہ اکبر مع شرح مُلّا علی قاری، صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۳۵) (صَحِيح مُسْلِم، كِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ: استئذان النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ زِيَارةِ قَبرِ أمه، رقم الحديث: ۲۲۵۸، صفحہ ۳۹۲، مطبوعه دَارُالسَّلَامِ لِلنَّشرِوَالتَّوزِيْع، الرِّيَاض)

(۳۶) (صَحِيح مُسْلِم، كِتَابُ الْإِيْمَان، بَابُ: أَنَّ مِنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَفِي النَّارِ، وَلَاتَنَالُهُ شَفَاعَةٌ، وَلَاتَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ، رقم الحديث: ۵۰۰، صفحہ ۱۰۸، مطبوعه دَارُالسَّلَامِ لِلنَّشرِوَالتَّوزِيْع، الرِّيَاض)

کے بعد ہوا ہو۔ کیونکہ زِندہ کرنے کا واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا۔ اور یہ بات کہ آنکھوں سے (عذاب) دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا کچھ نفع نہیں دیتا، تو موت کے بعد کیسے نفع دے گا۔ تو یہ حکم اس کے لیے ہے جس میں وہ خصوصیت نہ ہو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عزت بخشی'')))

((فتاویٰ شامی (اُردو ترجمہ) رَدُّالْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ، کِتَابُ النکاح، بَابُ نِکَاحِ الْکَافِرِ، مَطْلَبٌ: فِي الْكَلَامِ عَلَى أَبَوَی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَھْلِ الْفترۃِ، جلد۵، صفحہ۴۴۳، ۴۴۴، مطبوعہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور)) (میثم قادری)

نیز ان حضرات کا کفر سے ملوث ہونا ہی ثابت نہیں، بلکہ ان کا دینِ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر قائم رہنا ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ امام علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی نے ذکر فرمایا ہے اور مزید تفصیل کے لیے رسالۂ مبارکہ سیّدُنا اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت، فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ ''شمول الاسلام'' ملاحظہ ہو۔ بہر حال امام قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی کا فتویٰ اس حقانی جسے دہقانی کہنا بے جا نہ ہوگا، پر مکمل طور سے لاگو ہے اور قرآنِ مجید واحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اس کا ملعون اور دردناک عذاب کا مستحق ہونا ثابت۔ یہ بدلہ ہے حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے اَبَوینِ کریمین کی شان میں گستاخی کرنے کا کہ وہ خود مستحقِ جہنم ہوا۔

اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی کا بدلہ یہ ہے کہ یقیناً شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں، سلطانِ اسلام کو یہی حکم ہے کہ گستاخِ رسول کو قتل کر دے۔

☆ ''رَدُّالْمُحْتَار''، وغیرہ کتبِ معتمدہ میں ہے:

والكافر بسبّ نبيٍ من الأنبياء فإنهٗ يقتل حداً ولاتقبل توبتهٗ مطلقًا

((رَدُّالْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّالْمُخْتَارِ، کِتَابُ الجِھَادِ، بَابُ الْمرتد، مَطْلَبٌ مُھِمٌّ: فِیْ حُکْمِ سَابِّ الْأَنْبِیَاءِ، جلد۶، صفحہ۳۵۶، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ/۳شیش محل روڈ، نزد داتا دربار، لاہور))

((ترجمہ: ’’اور وہ کافر جو انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام سے کسی نبی عَلَیْہِ السَّلام کو گالی دینے کے سبب کافر ہوا ہو، کیونکہ اسے حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلقاً قبول نہیں کی جائے گی‘‘))

((فتاویٰ شامی (اُردو ترجمہ) رَدُّالْمُحتَارِ عَلَی الدُّرِّ الْمُختَار، کِتَابُ الجِهَادِ، بَابُ الْمرتد، مَطْلَبٌ مُهِمٌّ: فِيْ حُکْمِ سَابِّ الْأَنْبِيَاءِ، جلد۷، صفحہ۲۰۳، مطبوعہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور))

اور بعض عرفانے فرمایا ہے اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ گستاخِ رسول کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ وَالْعِیَاذُبِاللّٰہِ تَعَالٰی ۔اس کی بدنصیبی ومحرومی کے لیے یہی دوقول بدتر از بول کافی تھے،اس نے مزید وبال ان اقوال کو کہہ کر اُوڑھا، جو سوال میں مذکور ہیں،اوّل سے نمبر۳ تک تینوں اقوال اولوالعزم رسولوں کی شانِ رفیع وجیہہ پر دھبہ لگانے والے ہیں کہ ان حضرات کے یہ واقعات زَلّت ((یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کو اختیار فرمانا)) اور لغزش سے ہیں،ان کا تذکرہ تلاوتِ قرآنِ عظیم وروایاتِ حدیث کے سوا حرام اشد حرام ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کا مالک ہے،جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے اور یہ حضرات اس کے پیارے بندے ہیں۔اپنے رب کی جناب میں جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسروں کو ان کی جناب میں لب کشائی کا حق نہیں ہے، نہ اُسے سند بنانا روا۔علما فرماتے ہیں کہ جو شخص ان کا اطلاق کرے وہ مردودِ بارگاہ ہے، وہ افعال ہزارہا حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی اور ہزارہا فوائد وبرکات کا باعث، وہ مبارک افعال ’’حَسَنَات الأبرار سیّئات المذنبین‘‘ ((یعنی نیکوں کی خوبیاں، مُقَرَّبِیْن کے گناہ ہیں)) کی قبیل سے ہیں،مگر یہ اس کے لیے ہے جس کا دل نورِ ایمان سے منور ہو۔اور جس کے دل میں بولہبی شرارے سُلگ رہے ہوں، وہ ضرور ان حضرات کی شان میں بےاَدَبی کر کے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ((ترجمہ کنزالایمان: ’’دُنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا‘‘۔ اَلْحَجّ:۱۱)) کا مستحق بنے گا۔ بلکہ علمانے تصریح فرمائی کہ کذب ومعصیت کے قبیل سے جو باتیں انبیائے کرام کے لیے

منقول ہیں ان میں جو بطریقِ آحاد منقول ہوں وہ مردود ہیں۔ اور جو بطریقِ متواتر منقول ہیں ان کے ظاہری معنی مراد نہیں جب کہ ممکن ہو، ورنہ وہ خلافِ اولیٰ پر محمول ہیں۔ اس ایمان افروز بیان کی تفصیل عارف باللہ سیدی مُلَّا جیون رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، استاذ سلطان عالمگیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی نے اپنی ''تفسیراتِ احمدیہ'' میں فرمائی: حیث قال:

''فما نُقِل عن الأنبياء مما يُشعر بكذب أو معصية، فما كان منقولاً بطريق الآحاد فمردود، وما كان منقولاً بطريق التواتر فمصروف عن ظاهره إن أمكن، وإلّا فمحمول على ترك الأوْلٰى''

((تفسیرات احمدیہ، اَلْبَقَرَۃ، زیرِ آیت: ۱۲۴۔ وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ، صفحہ ۴۴،۴۳، مطبوعہ دَارُ الكتب العلمية، بيروت))

((ترجمہ: حضراتِ انبیاءِ کرام سے ایسی باتیں جو جھوٹ یا معصیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں، ان میں سے جو ''خبرِ واحد'' کے طور پر منقول ہیں وہ تو ناقابلِ اعتبار ہیں۔ اور وہ جو بطریقِ تواتر منقول ہیں وہ اپنے ظاہری مفہوم سے دوسرے مفہوم کی طرف پھیر دی جائیں گی، اگر ان کا پھیر دیا جانا ممکن ہوا۔ اور اگر ظاہری مفہوم سے ان کا پھیرا جانا ناممکن ہو تو وہ ''ترکِ اولیٰ'' کے تحت آئیں گی''))

((تفسیراتِ احمدیہ، اَلْبَقَرَۃ، زیرِ آیت: ۱۲۴۔ وَاِذِابْتَلٰۤی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ، صفحہ ۶۹، مطبوعہ ضیاءالقرآن، گنج بخش روڈ، لاہور۔ مترجم: مولانا مفتی محمد شرف الدین صاحب))

اس سے چند امور ثابت ہوئے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی'' نہ فرمانا خلافِ اولیٰ تھا اور آیتِ کریمہ میں یہی ارشاد ہے۔ اسی طرح سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام کا اپنے چچا آزر کے لیے اِستفسار فرمانا اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلام کا ''کنعان'' کی نجات کے لیے عرض فرمانا خلافِ اولیٰ ہے اور اُسے ڈانٹنے سے تعبیر کرنا سوئے اَدبی و گستاخی ہے اور حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلام کا ابوطالب کے لیے اِستِغْفار کرنا خبرِ آحاد سے مروی ہے۔ لہٰذا وہ مردود ہے۔

بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی ان تینوں سوالوں کا جواب واضح ہو گیا۔اس تفصیل کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہ تھی،مگر میں عوامِ مسلمین کے اِذْعان واِطمینان کے لیے مزید وضاحت ان واقعاتِ مبارکہ کی کرتا ہوں تاکہ مسئلہ مُنَقَّح ہو جائے۔فھا أنا أقول: حقانی کا مقصد ان واقعات کی آڑ لے کر انبیائے کرام واسلافِ عظام کی شانِ اقدس گھٹانا اور مسئلہ شفاعت کا اِنکار کرنا ہے۔مگر یہ دونوں باتیں غلط اور باطل ہیں۔اوّل یوں کہ انبیائے کرام قبلِ نبوت وبعدِ نبوت کبائر وصغائر سے معصوم ہیں اور تمام قبائحِ بشریٰ سے پاک ہیں۔یہی اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ہے۔تو ان حضرات کی جانب جو واقعات منسوب ہیں وہ خلافِ اولیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ بھی ان کے اعلیٰ شان کے اعتبار سے اور ترکِ اولیٰ پر اعتراض حماقت وسفاہت و جہالت ہے اور مسئلہ شفاعت بھی اہلِ سنت کے نزدیک حق ہے،انبیائے کرام، بِاذْنِ الْمَلِكِ الْعَلَّام مسلمانوں کی شفاعت کرتے ہیں اور کریں گے۔"کنعان"،"آزر"اور"ابوطالب" کے واقعات سے ان حضرات کے اس عظیم الشان منصب کا اِنکار محض گمراہی ہے۔یہ انبیائے کرام کے مناصبِ رفیعہ کا قصور نہیں بلکہ یہ قصور محل میں تھا، وہ تینوں لائقِ شفاعت ہی نہ تھے تو ان کے حق میں شفاعت کیونکر قبول ہوتی۔

رہی یہ بات کہ ان حضرات نے شفاعت کیوں فرمائی؟اس کا بیان آگے آرہا ہے۔

ہم اہلِ سنت یہ کب کہتے ہیں کہ ان حضرات انبیائے کرام کو منصبِ شفاعت جو ملا ہے اس میں وہ خودمختار ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی کے خلاف شفاعت کر سکتے ہیں۔یہ ضرور غلط وباطل ہے اور حقانی اور اس کے ہم خیال لوگوں کا صریح دھوکا ہے،انبیائے کرام اس کی شفاعت کرتے ہیں جو لائقِ شفاعت ہو اور وہ حضرات مرضیِ مولیٰ تعالیٰ کے پابند ہیں۔البتہ آقا ومولیٰ سَیِّدُنا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فضلِ عمیم ہے کہ وہ رضائے حضور چاہتا ہے۔حدیثِ شفاعت ہی میں ہے:

كلهم يطلبون رضائى وأنا أطلب رضاك يامحمد[۳۷]

((التفسير الكبير، تفسیر سورۂ بقرہ، زیرِ آیت: ۱۴۴، الجزءُ الثانی، صفحہ ۸۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ / ۳ شیش محل روڈ، نزد داتا دربار، لاہور۔ نُزهَةُ المَجَالِس ومُنتخب النَّفَائِس، الجزءُ الثانی، باب مناقب سیدالاولین والآخرین سَیِّدُنَامحمدصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، صفحہ ۱۵۴، مطبوعه دارُالکتب العلمیة، بیروت۔ ایضاً، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، محلّہ جنگی، پشاور))

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالَم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَالْحَمْدُلِلّٰه عَلٰی ذَالِك۔

اب یہ دیکھیے کہ ان حضرات نے جن لوگوں کی شفاعت چاہی تھی اس میں یقیناً حتماً جزماً یہ حضرات انبیائے کرام باعتبارِ ظاہر حق پر تھے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ درحقیقت کافر تھے۔ تو ان حضرات کو ان کے بارے میں شفاعت کرنے سے روک دیا گیا کہ یہ محلِ شفاعت ہی نہیں۔ بلکہ حضرت ابراہیم وحضرت نوح نے حقیقت منکشف ہونے پر خود ہی تبرّی فرمادی اور حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے حکمِ الٰہی آنے پر استفسار ترک فرمادیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس وقت تک اِستفسار کروں گا جب تک ممانعت نہ آئے۔ تو باعتبارِ ظاہر یہ حضرات قطعاً مصیب تھے۔ اس کی ممانعت میں بہت سی حکمتیں تھیں، اس لیے شفاعت کرنے سے روکا گیا، بلکہ حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں قرآنِ عظیم کا فتویٰ یہ ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ((التوبۃ: ۱۱۴))

"اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب جو اس

---

(۳۷) مولوی رشید گنگوہی سے اس سے ملتی جلتی روایت کے بارے میں سوال ہوا تو جواب دیا:

"اس کے معنی آیت: وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی کے لیے جاویں تو صحیح ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۸۳، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دوکان نمبر ۲، اُردو بازار، لاہور)

(میثم قادری)

سے کر چکا تھا، پھر جب ابراہیم کو کُھل گیا کہ وہ اللہ کا دُشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا۔ بیشک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے''۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے آزر نے ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا، اس پر حضرت ابراہیم نے یہ وعدہ فرمالیا تھا: سَاَسْتَغْفِرُلَكَ رَبِّیْ ((مَریَم:۴۷))۔ مگر جب اُمید منقطع ہوگئی آزر کے ایمان لانے کی، تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے اپنا علاقہ قطع کردیا۔ جس پر رب تَبَارَكَ تَعَالٰی نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دو عظیم خطاب سے نوازا۔ ''اَوَّاهٌ حَلِیْمٌ'' کہ حضرت ابراہیم ''کثیر الدعا'' اور ''بُردبار'' ہیں، اب ظاہر ہوگیا کہ واقعہ کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے سے وہ بات جو صراحۃً ظاہر ہو رہی تھی مسخ ہوگئی، کہ قرآنِ عظیم تو حضرت ابراہیم کی عظیم شان بیان فرمارہا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دُشمن سے اپنا علاقہ (تعلق) قطع کرلیا، اس سے بالکل علیٰحدہ ہوگئے۔ ان کا استغفار، وعدہ کے تحت تھا اور وہ بھی بہ اُمیدِ اِسلام۔ اگر آزر نے اِسلام لانے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام وہی فرماتے جو بعد میں کیا۔ یہاں سے مسلمانوں کو سبق ملتا ہے کہ حقانی جیسے دُشمنِ خدا و رسول (جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) سے ویسی ہی تبرّی ظاہر کریں جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمائی، جب کہ یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ حقانی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا گستاخ ہے اور جو حضور کی بارگاہ کا گستاخ ہے وہ بارگاہِ الٰہی کا بھی گستاخ ہے اور حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا ''کنعان'' کے لیے بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنا اس بِناء پر تھا کہ وہ اسے مسلمان جانتے تھے، اُس کا کفر ظاہر نہ تھا کہ وہ منافق تھا اور رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو طوفان سے بچالوں گا۔ جب وہ ڈُوبنے لگا تو حضرت نُوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا:

رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ (کنعان)مِنۡ اَھۡلِیۡ (وقدوعدتنی نجاتھم) وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِیۡنَ((هُوۡد:۴۵))

تو اِرشادِ باری ہوا کہ:

''اے نُوح! وہ تیرے آل میں سے نہیں ہے(اِنَّـهٗ لَيۡـسَ مِنۡ اَھۡلِكَ) بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں''۔(۳۸)

(۳۸)قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِكَ،اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُصَالِحٍ ((هُوۡد:۴۶))(میثم قادِری)

لٰہذا ظاہر ہوگیا کہ حضرت نوح عَلَيۡـهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ''کنعان'' کو مسلمان ومؤمن سمجھ کرسوال کیا تھا کہ وہ اپنا ایمان ظاہر کرتا تھا۔

حضرت نوح عَلَيۡهِ السَّلَام اس ارشادِ ربانی کے بعد متنبّہ ہوئے اوراپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی:

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡئَلَكَ مَالَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ((هُوۡد:۴۷))

یعنی''اے میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا علم نہیں اوراگرتُو نہ بخشے، نہ رحم کرے،تو میں زیاں کار ہو جاؤں''

یہ حضرت نوح عَلَيۡـهِ السَّلَام کی انتہائی تواضع ہے،جس کا انعام یہ ملا کہ رب تَبَارَك وَتَعَالٰی نے فرمایا:

یٰنُوۡحُ اھۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّاوَبَرَكٰتٍ عَلَیۡكَ((هُوۡد:۴۸))

(یعنی)''اے نُوح! کشتی سے اُترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں''۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت نوح عَلَيۡـهِ السَّلَام اپنے رب کے حضور عظیم رُتبہ والے ہیں، جو شخص ان کی عزّت وحرمت کے ساتھ کھیلے گا اس کا حشر کنعان سا ہوگا اور حضور عَلَيۡـهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کی اپنے مہربان چچا کے لیے شفاعت

قبول نہ ہوئی۔ یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ واقعہ یوں ہے کہ حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے اِسْتِغْفار کروں گا جب تک مجھے ممانعت نہ کی جائے۔

آیۂ کریمہ: مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ

((ترجمہ کنزالایمان: ''نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مُشرِکوں کی بخشش چاہیں''۔ اَلتَّوْبَۃ:۱۱۳))

آیت نازِل ہو کر ممانعت فرمادی گئی۔

((فقال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم: أَمَا وَاللّٰہِ لأَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ مَالَمْ أنہ عَنْکَ، فَأَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیہِ: مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ۔ الآیۃ))

((صحیح بخاری، کِتَابُ الْجَنَائِزُ، بَابُ: اِذَاقَالَ الْمُشْرِکُ عِنْدَالْمَوْتِ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، رقم الحدیث: ۱۳۶۰، صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت))

مسلمان دیکھیں کہ اس ظالم نے شانِ رسالت علٰی صاحبہا التحیۃ گھٹانے کے لیے واقعۂ شانِ نزول کو مسخ کر دیا۔ حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت سے آج بھی ابوطالب مستفیض ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے: ''اہلِ نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، جوتا پہنا دیا جائے، جس سے کھوپڑی کھولتی ہوگی''۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں:

أَھْوَنُ أَھْلِ النَّارِ عَذَاباً أَبُوطَالِبٍ، وَھُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِی مِنْھُمَا دِمَاغُہُ۔ رواہُ البخاری۔

((صَحِیْح مُسْلِم، کِتَابُ الْاِیْمَان، بَابُ: أَھْوَنُ أَھْلِ النَّارِ عَذَاباً، رقم الحدیث: ۵۱۵، صفحہ ۱۱۰، مطبوعہ دَارُالسَّلَامِ لِلنَّشْرِوَالتَّوْزِیْع، الرِّیَاض))

((ترجمہ: ''سب سے کم دوزخ کا عذاب ابوطالب کو ہوگا، اس کو آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی، جن سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا''))

((صَحِیح مُسْلِم، کِتَابُ الْاِیْمَان، بَاب أھْوَنُ أھْلِ النَّارِ عَذَاباً، رقم الحدیث: جلد۱،صفحہ۳۹۵،مطبوعہ فرید بک سٹال، ۳۸۔اُردو بازار، لاہور۔مترجم: علامہ غلام رسول سعیدی)) وَاللّٰہُ تعَالٰی اَعْلَم۔

نمبر۴تانمبر۶: یہ سب سراسر غلط وباطل باتیں ہیں اوراہلِ سُنَّت وجماعت پر اِفترا وبہتان ہے،اہلِ سُنَّت وجماعت قرآنِ مجید واحادیثِ مبارکہ پر ایمانِ کامل رکھتے ہیں۔ہاں یہ ضرور ہے کہ حقانی جیسے باطل گو کی باتوں کونہیں سُنتے،نہیں مانتے۔ جسے وہ بزعمِ خود یہ جانتا ہے کہ میں نے قرآن وحدیث کا صحیح مطلب پیش کیا ہے، حالانکہ یہ اس کی جہالت ہے اوراہلِ سُنَّت وجماعت اپنے حضور آقائے دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت میں سرشار ضرور ہیں،مگر حضور کے نافرمان نہیں،ان کی محبت وعقیدت خوددلیل ہے کہ وہ:اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ((ترجمہ کنزالایمان:''حکم مانواللہ کا اورحکم مانورسول کا''۔اَلنِّسَآء:۵۹)) کے عامل ہیں اورشریعتِ محمدیہ کو سینے سے لگانااور بسر وچشم قبول کرناان کا کام ہے۔البتہ اگرکوئی ذِیابٌ فی ثیاب لب پرکلمہ،دِل میں گستاخی کا مجسمہ ہوکرقال اللّٰہ وقال الرسول کہے،تواس کی طرف بحکمِ حضورپُرنورسیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلتفات نہیں کرتے۔یہ حقانی کی دوسری خوش فہمی ہے۔

نمبر۶ کی عبارت میں جواس نے بکا ہے وہ بھی صریح اِفترا اور بہتان ہے،ہم اہلِ سُنَّت وجماعت، انبیائے کرام، اولیائے عظام کے مناصبِ رفیعہ کے مناسب کلام کرتے ہیں۔ ان کی ذاتِ پاک سے ہراس امر کی نفی کرتے ہیں جس میں اُلوہیت کا شائبہ بھی ہو۔البتہ حقانی جیسے دیوبندی وہابی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شانِ ارفع واعلٰی سے نادان ہوکر:وَمَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ((ترجمہ:''اللہ کی قدر نہ جانی،جیسی چاہیے تھی''۔اَلْاَنْعَام:۹۱)) کے مصداق ہیں۔ان کے نزدیک درخت کے پتے گن لیناہی کمالِ قدرت ہے،یہی وجہ ہے کہ انھیں قرآن وحدیث کے وہ نصوص،جن سے

انبیائے کرام کی شانِ علم وقدرت وتصرُّف کا اِظہار ہوتا ہے،اس میں اُلوہیت کی جھلک نظر آتی ہے۔وَالْعِیَاذُباللّٰہِ تَعَالٰی۔وَھُوَتَعَالٰی اَعْلَم۔

نمبر۷:یہ بھی غلط وباطل ہے اور غلط فتویٰ سے کر حقانی زمین وآسمان کے فرشتوں کی لعنت کا مستحق ہوا کہ حدیث میں ہے:

''من افتٰی بغیر علم لعنة،ملائکته السمٰوٰت والارض''

((تاریخ مدینة دِمَشق،۶۰۷۷:مُحَمَّدبن إِسْحَاق بن إِبْرَاهیم أبو عَبْدالله الْأَنْطَاکِی المعروف بأخی العریف،الجزء الثانی والخمسُون (۵۲)،صفحہ۲۰،مطبوعہ دار الفکر للطَبَاعَة وَالنشر والتوزیع،بیروت))

''جس نے بےعلم فتویٰ دیا،اس پر زمین وآسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں''۔

حق یہ ہے کہ تمبا کو قلیل مقدار میں استعمال کرنا جس سے فتورِ عقل نہ ہو،جائز ہے۔ اور بقدرِ ضرر واختلالِ حواس کھانا حرام ہے۔اور ظاہر ہے کہ جو لوگ تمبا کو کھاتے ہیں وہ قدرِ قلیل ہی کھاتے ہیں،ضرر واختلالِ حواس کی حد تک نہیں کھاتے۔وَاللّٰہ تَعَالٰی اَعْلَم۔

نمبر۸:یہ بھی ہذیان وبکواس سے کم نہیں ہے، نہ تو یہ صحیح ہے کہ نُبُوّت ملنے کی پریشانیاں علمِ غیب نہ ہونے کی وجہ سے تھیں اور نہ یہی صحیح ہے کہ یہ ساری باتیں علمِ غیب نہ ہونے کی وجہ سے تھیں اور نہ اس واقعہ کو حضور سیّد عالَم،دانائے غیوب عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علمِ پاک کی نفی پر دلیل بنانا صحیح۔بلکہ اس ناواقفِ شریعت کے کلام سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے مطلقاً غیب کا اِنکار ظاہر ہوتا ہے۔اگر یہ بھی دیگر وہابیہ کی طرح مطلقاً غیبِ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا منکر ہے تو وہ سرے سے نُبوت کا منکر ہے اور نبوت کے منکر کا انجام ظاہر ہے۔

☆امام قاضی عیاض مالکی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں:''النبوة هی الاطلاع علی الغیب''

اور امام قسطلانی ''مواھب اللدنیہ'' میں فرماتے ہیں:

النبوءۃ بالھمز مأخوذۃ من النبأ، بمعنی الجزأی أن اللّٰہ أطلعہٗ تعالٰی علٰی غیبہ

((اَلْمَوَاھِبُ اللَّدُنِیَّۃ بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِیَّۃ، المقصد الثانی، الفصل الأوّل: فی ذکر أسمائہ الشریفۃ المنبئۃ عن کمال صفاتہ المنیفۃ، اَلْجُزْءُ الأوّل، صفحہ۳۸۳، مطبوعہ دارُالکتب العلمیۃ، بیروت))

''نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے''۔

بہرحال وضوحِ حق کے بعد مسلمانوں پر لازِم ہے کہ حقانی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' ہرگز ہرگز نہ دیکھیں، اس کی تقریر ہرگز نہ سُنیں، ہمارے سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ

((صحیح مسلم، مقدمہ مسلم، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفا والاحتیاط، رقم الحدیث: ۱۶، صفحہ۹، مطبوعہ دَارُالسَّلَامِ لِلنَّشْرِ وَالتَّوْزِیْع، الرِّیَاض))

''دُور رہو تم ان سے اور دُور رکھو تم ان کو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں''۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم وعلمہٗ جلَّ مجدہٗ رحم واحکم۔

کتبہ:

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غُفِرَلَہٗ

دارُالافتاء منظرِ اسلام، محلّہ سوداگران

بریلی شریف۔ ۲۳رجب المرجب ۱۳۹۳ھ

ضمیمہ

از

میثم عباس قادِری رضوی

نوٹ:راقم کے پاس موجود کتاب ''منارۂ ہدایت'' کی فہرست کی آخر میں یہ تین عناوین

۱-''دیوبندی علما کا فتویٰ''۔

۲-''آگ میں جھونک دینے کے قابل کتابیں''۔

۳-''وعظ کہنے لگے قوالیاں گاتے گاتے''۔

موجود ہیں۔لیکن کتاب کے متن میں یہ عناوین اوران کے تحت مواد موجودنہیں ہے۔اس کتاب کے متن کے آخر میں بریلی شریف کا فتویٰ درج ہے، جواس کے آخری صفحہ ۶۴ پرآ کر مکمل ہو جاتا ہے۔راقم اس کتاب کے آخر میں ان تینوں عناوین کے متعلقہ مواد شامل کر رہا ہے تا کہ یہ کمی بھی دُور ہو جائے۔(میثم قادری)

دیوبندی علما کا فتویٰ:

پالن حقانی مسلمان نہیں ہے۔ازسرِ نوکلمہ پڑھ کرمسلمان ہونا ضروری ہے۔توبہ کرنا واجب ہے

ایک شخص ''پالن حقانی''فروری ۱۹۶۶ء میں سنبھل کے محلّہ سرائے ترین میں آئے اور دیوبندیوں میں ٹھہرے اور مختلف محلوں میں تقریریں کیں۔اور کہنا شروع کیا کہ میں جاہل ہوں،اَنْ پڑھ ہوں،قرآن وحدیث کو کیا سمجھوں،عربی، فارسی نہیں جانتا ہوں۔''مولوی''،''مولانا''،''مفتی''،''پیر''وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوں اور جیل میں میری پیدائش ہوئی ہے۔اور یہ بھی کہا کہ میں قوّال تھا اور اپنے ماں باپ کی مجمعِ عام میں بُرائیاں بھی شروع کیں۔لوگ یہ سُن کر کہ ایک جاہل آدمی جو''ڈاکو'' تھا، ''قوّال'' تھا، دیکھیں کیا کہتا ہے،حقانی کی تقریروں میں جانے لگے۔جب دیکھا کہ لوگ کچھ مانوس ہوگئے، پھر تو ایسے ایسے مسئلے اور باتیں بیان کرنا شروع کردیں جو اَب تک نہیں سُنی تھیں۔کہیں یہ کہا کہ:

''حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کربلا میں اپنے غرور اور گھمنڈ میں مارے گئے،شہید نہیں ہوئے''۔

کہیں کہا کہ:

''جو شخص ایک مرتبہ میلاد شریف میں جائے اور سلام پڑھے،تو ساٹھ ہزار برس دوزخ میں جلے گا۔اور جو فاتحہ کی ایک کھیل کھائے، چالیس دن کی نماز اور کوئی نیکی قبول نہیں''۔

یہ بھی کہا کہ:

''انسان کافر نہیں ہوتا ہے،انسان کا عمل کافر ہوتا ہے''

اور کہیں کہا کہ:

’’اولیاء اللہ برحق ہیں، لیکن ان کا وسیلہ تلاش کرنا محض بے دِینی اور نفسیاتی دھوکا ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے باپ کو، نوح عَلَیْہِ السَّلَام اپنے بیٹے کو، لوط عَلَیْہِ السَّلَام اپنی بیوی کو، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے چچا ابوطالب کو جہنم سے نہ بچا سکے، ہم کو کیا بچائیں گے۔ اولیاء اللہ کا وسیلہ سیڑھی کا پہلا ڈنڈا اور دوسرا ڈنڈا کام نہ آئے گا‘‘۔

کہیں کہا:

’’قرآن وحدیث سے ضروریاتِ دین کے تمام مسائل حل نہیں ہوسکتے‘‘

ایک کتاب بھی ’’شریعت یا جہالت‘‘ کے نام سے جلسوں کے اندر چھ روپے میں فروخت کرنا شروع کی اور کہا کہ:

’’جو اس کو خریدے گا، ایک سال کے گناہ معاف ہوجائیں گے‘‘۔

ایک دو جلسوں میں ہندوستان ہی نہیں بلکہ دُنیائے اِسلام کے ایک بہت بڑے مشہورِ زمانہ عالمِ دِین، حضرت مولانا مفتی احمد رضا خانصاحب بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے لیے کہا کہ:

’’انھوں نے اپنی کتاب ’’فتاویٰ رضویہ‘‘، حصہ اوّل، ص ۷۵۴ پر خدا کو باسٹھ گالیاں دی ہیں‘‘۔

اس سے مسلمانوں میں جوش وخروش اور ہیجان پیدا ہوا، اور حقانی کے جلسہ میں وہ کتاب لے کر گئے کہ دِکھلاؤ گالیاں کہاں ہیں، تو دِکھلا نہ سکے اور نہ آج تک دِکھانے کی ہمت کی۔ اس سے فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور تمباکو کے استعمال کو ’’گناہِ کبیرہ‘‘ اور ’’حرام‘‘ بتلایا۔ بیڑی سگریٹ اور حقہ پینے والوں اور پان تمباکو کھانے والوں کو ’’حرام خور‘‘ کہا۔ ایک ترکیب عورتوں کے حقانی کے جلسے میں آنے کی یہ کی کہ کچھ وہابیہ نے عورتوں کے ذریعہ بہت سی عورتوں سے یہ کہلوایا کہ جو عورت حقانی کی تقریر سُن لے گی، اس کا خاوند عمر بھر اس کا تابعدار رہے گا۔ اور اگر حقانی کا جوٹھا پانی پی لیا تو جس عورت

کے اولاد نہ جیتی ہو یا پیدا نہ ہوتی ہو، تو جینے لگے گی اور پیدا ہونے لگی گی۔ اس پروپیگنڈے سے عورتیں بھی حقانی کے جلسے میں آنے لگیں۔ چنانچہ یہ عمل شروع کیا کہ حقانی کا جوٹھا پانی کسی ٹپ یا مٹکے میں ڈال دیا گیا اور بطورِ تبرک پلانے لگے۔ ان مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ بہت سے مسئلے غلط بیان کیے اور اپنی کتاب میں لکھے۔ اور بہت سی آیتوں کا مطلب تقریر میں غلط بیان کیا اور اپنی کتاب میں بھی غلط لکھا۔ مندرجہ بالا باتوں میں کچھ تقریریں کہیں اور کتاب ''شریعت یا جہالت'' میں تحریر کیں۔ جس سے عام مسلمان دھوکے میں پڑے اور گھر گھر فساد اور دوکان دوکان جھگڑا شروع ہو کر بلوے اور فساد کا سامان ہو گیا اور مسلمانوں میں ہیجان اور اِنتشار ہونے لگا۔

۲۵ مئی ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے کہ محلّہ پنجوسرائے کے جلسے میں حقانی نے مسلمانوں کی آزادی اور بدعملی کا ذِکر کرتے ہوئے کہا کہ:

''اللہ تعالیٰ بھی ان کی بداعمالی سے تھک گیا''۔

اللہ کے لیے لفظ ''تھک گیا'' استعمال کیا۔ سینکڑوں مسلمانوں نے اس کو سُنا، یہ سُن کر مسلمانوں میں جوش وخروش اور ہیجان پیدا ہو گیا کہ حقانی نے خدا کو ''تھک جانے والا'' بتایا۔ چند آدمیوں نے جلسہ کے بعد حقانی سے خود دریافت کیا کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا، تو کہا کہ:

''یہ میں نے مذاق میں کہہ دیا تھا''۔

(مُعَاذَاللّٰه، حقانی کے مذاق کرنے کو خدا ہی رہ گیا ہے)

صبح کو سنبھل کے بعض دیوبندی علماء سے سوال کیا اور اس جملے کے کہنے کا حکمِ شرعی دریافت کیا، تو انھوں نے کہا کہ یہ جملہ رات حقانی نے اپنی تقریر میں کہا ہے، اس سے ہی دریافت کرو اور خود ان دیوبندی عالموں نے حکمِ شرعی لکھنے اور بتانے سے اِنکار کر دیا۔

اس کے بعد ہم نے جناب مولوی احمد حسن صاحب، ساکن محلّہ کوٹ سے سوال کیا۔ مولوی صاحب موصوف، دیوبندی علماء میں ایک ذمہ دار عالم ہیں اور جناب

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے مرید وخلیفہ ہیں اور مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کے بھی خلیفہ ہیں۔مولوی صاحب موصوف نے جو سچی بات تھی بغیر کسی کا لحاظ کیے لکھ دی اور پالن حقانی کے قول پر قرآن شریف کی رُو سے جو فتویٰ وحکمِ شرعی تھا، تحریر کردیا۔(وہ سوال و جواب یہ ہے)

اِسْتِفْتَاء:

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ زید(حقانی) نے مسلمانوں کی بُری حالت اور بدعملی کا ذِکر کرتے ہوئے جلسۂ عام میں کہا کہ:

''اللہ تعالیٰ بھی ان کی بدعملی سے تھک گیا ہے''۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لیے ''تھک گیا'' کا لفظ بولنا قرآن شریف کے خلاف ہے۔خود قرآن شریف میں سورۂ قٓ کے آخر میں ہے۔پارہ نمبر۲۶:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَامَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔

سوال یہ ہے کہ آیۂ کریمہ کا کیا مطلب ہے؟ اور زید(حقانی) کا قول کیسا ہے؟ قرآن شریف کے خلاف ہے یا نہیں؟اور زید(حقانی) کا حکم کیا ہے؟۔توبہ ضروری ہے یا نہیں؟زید سے مراد پالن حقانی ہے، جو آج کل سنبھل کے محلوں میں تقریر کررہے ہیں۔

سائل:مبین الدین

جواب:

زید(حقانی) کا یہ قول قرآنِ مجید کے خلاف اور کفر ہے اور اس کو کلمۂ طیبہ پڑھنا اور اس قول سے توبہ کرنا یعنی اس پر مسلمان ہونا فرض ہے۔آیۂ کریمہ کا مطلب اس کے ترجمہ سے واضح ہے۔ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے یہ کیا ہے (ترجمہ):''اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں اور ہم کو نہ آئی کچھ ماندگی''۔اور ماندگی سے مراد تھکن ہے۔وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

کتبہ خادم العلماء والفقراء السید احمد حسن، ساکن سنبھل، ضلع مرادآباد، محلّہ کوٹ غربی، ۵صفر ۱۳۸۶ھ۔

جوصاحب چاہیں، یہ اصل فتویٰ ''مدرسہ اہلِ سُنَّت اجمل العلوم، مسجد جہان خاں'' میں تشریف لاکر دیکھ لیں۔ یا مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر دیکھ لیں۔ حقانی کے طرف دار اور دیوبندی علماء، اس فتوے کو غور سے پڑھیں کہ قرآن شریف اور اس فتوے کی رُو سے حقانی پر کفر عائد ہوتا ہے اور توبہ کرنی لازم ہے اور ازسرِنو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا فرض ہے اور یہ بھی شرعی مسئلہ ہے کہ کلمۂ کفر زبان سے نکل جانے سے نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا پالن حقانی کو چاہیے کہ وہ برسرِ منبر مجمعِ عام میں اپنے اس کفری قول سے توبہ کریں اور ازسرِنو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اور اگر حقانی شادی کر چکے ہیں تو دوبارہ نکاح کریں۔

اگر حقانی، شریعت کے حکم پر سر نہ جھکائیں تو دیوبندی مولوی اور دیوبندی مذہب کے عوام، حقانی کو توبہ کرنے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے پر زور دیں اور توبہ نامہ چھپوا کر جلد از جلد شائع کریں۔ یہ حکم محض علماءِ بریلی کا ہی نہیں ہے جس کو دیوبندی ماننے سے اِنکار کردیں، بلکہ علماءِ دیوبند کا بھی ہے۔

ایک فتویٰ اور بھی علماءِ مدرسہ دیوبند کا ملاحظہ فرمایئے، جس میں حقانی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' کے مسئلوں کو علماءِ دیوبند نے بھی غلط بتایا ہے اور پالن حقانی کی تقریر سننے کو بھی منع کیا ہے اور اس کتاب کے پڑھنے کو بھی منع کیا ہے۔ مسلمانوں کو عموماً اور وہابی دیوبندی فرقے کے لوگ خصوصی طور پر اس فتویٰ کو غور سے دیکھیں اور حقانی کے تحریری وتقریری جھوٹ اور دھوکوں سے بچیں۔ اس فتویٰ میں علماءِ دیوبند سے چند سوالات کیے گئے ہیں، ان سوالوں میں ایک یہ بھی کیا ہے۔

اِستِفتَاء:

حقانی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' کے صفحہ ۳۹۲ وصفحہ ۳۹۳ پر تمباکو کا استعمال

کرنا ’’گناہِ کبیرہ‘‘ و’’حرام‘‘ لکھا ہے۔جبکہ علماءِ دیوبند نے اس کو (اپنے دوسرے فتوؤں میں) مباح (جائز) لکھا ہے۔لہٰذا ایسے شخص کی تقریریں سُننا یا اس کی کتاب کا مطالعہ کرنا اور لوگوں کو حقانی کی تقریروں میں جانا چاہیے یا نہیں؟ اور کتاب کو خریدنا چاہیے یا نہیں؟۔

جواب:

کتابِ مذکورہ کا مسئلہ صحیح نہیں ہے، اسی طرح تمباکو کا استعمال مباح (جائز) ہے، حرام اور گناہِ کبیرہ نہیں ہے۔ایسی کتاب نہ پڑھنی چاہیے اور ایسے شخص کی تقریر بھی نہ سُننا چاہیے۔

سیّد مہدی حسن غُفِرَلَہٗ

مفتیِ دیوبند۔۲۶ محرم/ ۱۳۸۶ھ۔

مُہر: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

دیوبند کا یہ اصل فتویٰ بھی موجود ہے، جن صاحب کو دیکھنا ہو وہ بڑی خوشی سے تشریف لا کر منشی صغیر احمد صاحب اشرفی، مولوی چراغ عالم صاحب ساکن محلّہ دیپا سرائے کے پاس دیکھ لیں۔

المشتہرین:

(حافظ حاجی) سعادت اللہ وحمایت اللہ و (حاجی) عبداللطیف، ساکنان کشن داس سرائے عرف منڈی سنبھل

نقل پوسٹر مطابق اصل منجانب اِدارۂ ’’نوری کرن‘‘ برائے تبلیغ شائع کیا گیا۔

(منقول از: ماہنامہ نوری کرن، بریلی شریف۔ بابت جولائی ۱۹۶۶ء۔صفحہ ۱۷ تا ۲۱)

آگ میں جھونک دینے کے قابل کتابیں:

دیوبندی فرقہ کے مزعومہ شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کے بھتیجے اور مشہور مولوی عامر عثمانی دیوبندی (فاضلِ دیوبند) نے دیوبندی مذہب کے دورُخے چہرے کو عیاں کرنے والی کتاب ’’زلزلہ‘‘ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ اِقرار کیا کہ:

”ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے کہ یا تو ”تقویۃ الایمان“ اور ”فتاویٰ رشیدیہ“ اور ”فتاویٰ اِمدادیہ“ اور ”بہشتی زیور“ اور ”حفظ الایمان“ جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ”ارواحِ ثلاثہ“ اور ”سوانح قاسمی“ اور ”اشرف السوانح“ جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہییں۔ یا پھر ان مؤخرالذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں، جو رطب ویابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اوّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں“

(ماہنامہ تجلی دیوبند، ڈاک نمبر، مئی ۱۹۷۳ء۔ بحوالہ زلزلہ، صفحہ ۱۹۲، مطبوعہ اراکین جامعہ رضائے مصطفیٰ، بہاول نگر۔ اشاعت ۱۹۷۵ء)

وعظ کہنے لگے قوالیاں گاتے گاتے:

پالن حقانی دیوبندی نے خود اِقرار کیا ہے کہ:

”میں خود سترہ برس تک قوّال رہا ہوں“

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۴۷، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

☆ یہی بات مولوی حبیب الرحمان دیوبندی (ایڈیٹر ”آبِ حیات“ احمد آباد، ہندوستان) نے بھی ”شریعت یا جہالت“ کے پیشِ لفظ میں پالن حقانی دیوبندی کا تعارف کرواتے ہوئے لکھی ہے کہ:

”آپ (پالن حقانی) کو قوالی کا بڑا شوق تھا، زبان فصیح نہ تھی، پھر بھی اُردو غزلیں خوب گاتے تھے اور محفل میں رنگ جما دیتے تھے، لیکن اس شوق کے ساتھ جرائم کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی صورت میں چل ہی رہا تھا“۔

((شریعت یا جہالت، صفحہ ۱۰، مطبوعہ دارُالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ طباعت دسمبر ۱۹۸۱ء))

اُوپر مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا حوالہ پیش کیا گیا ہے، مکر وکذب بیانی میں اپنی مثال آپ ساجد خان دیوبندی نے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کے متعلق اِنکار کرتے

ہوئے اسے دیوبندی ماننے سے ہی اِنکار کردیا ہے۔اور لکھا ہے کہ:

''مولوی عامر عثمانی دیوبندی نہیں ''مودودیت'' کا آلہ کار تھا''

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة، جلد۱،صفحہ۲۳۸،مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

کچھ سطر بعد مزید لکھا:

''اس مودودی تجلی کا کوئی حوالہ نہ ہم پر حجت ہے، نہ ہم اس کے ذمہ دار''

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة، جلد۱،صفحہ۲۳۸،مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

اسی کتاب کی جلد دُوم میں بھی اس نے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کے متعلق مزید لکھا ہے کہ:

''عامر عثمانی نے جس قسم کی زبان اپنے رسالہ میں مولانا احمد علی لاہوری کے خلاف استعمال کی، جس کی تمام تر تفصیل سعید قادری کی کتاب ''بریلوی مذہب کی حقیقت'' جلد اوّل میں دیکھی جا سکتی ہے، اس کے بعد ایک نہیں دس دیوبندی بھی عامر عثمانی کی توثیق کردیں تب بھی بندہ عامر عثمانی جیسے آوارہ قلم آدمی کو اپنا تسلیم کرنے کو تیار نہیں''۔

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة، جلد۲،صفحہ۸۳۱،مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ساجد خان دیوبندی نے مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کے بھتیجے اور فاضلِ دیوبند، مولوی عامر عثمانی کو ''دیوبندی'' ماننے سے ہی اِنکار کردیا ہے۔ اور ڈھٹائی کے ساتھ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر دس دیوبندی بھی عامر عثمانی دیوبندی کی توثیق کردیں گے تو میں اس کو اپنا تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

مولوی ابوایوب دیوبندی کے بیان کردہ اُصول کے مطابق ساجد خان دیوبندی ''بے غیرت'' اور ''بے حیا'' ہے:

☆نام نہاد دیوبندی مناظر مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنی کتاب میں

لکھا ہے کہ:

''جب بریلوی حضرات کے سامنے ان کے جید بریلوی علما کی تحریرات سامنے رکھ کران کوآئینہ دکھایا جاتا ہے توان کے پاس جب بچنے کا کوئی چھٹکارانہیں ہوتا، تو بجائے شرمندہ اورسرتسلیم کرنے کے''بے غیرت'' اور''بے حیا''لوگوں کی طرح اپنے باپ دادااور جید بریلوی علماواکابرین کاانکارکردیتے ہیں''۔

(دست وگریبان، جلد۲، صفحہ۱۲، ۱۳، مطبوعہ دارالنعیم، بیسمنٹ دکان نمبر۱، عمرٹاور، حق سٹریٹ، چیٹرجی روڈ، اُردوبازار، لاہور)

مولوی ابوایوب دیوبندی کے اس اقتباس کوہم ساجدخان دیوبندی پرلَوٹاتے ہیں کہ:
''جب ساجدخان دیوبندی کے سامنے اس کے جیددیوبندی عالِم (عامرعثمانی) کی تحریرات سامنے رکھ کران کوآئینہ دکھایاجاتا ہے توان کے پاس جب بچنے کا کوئی چھٹکارانہیں ہوتا۔تو بجائے شرمندہ اورسرتسلیم کرنے کے''بے غیرت''اور''بے حیا'' لوگوں کی طرح اپنے باپ دادااورجیددیوبندی علماواکابرین (مثلاً مولوی عامرعثمانی دیوبندی) کا (بھی) انکارکردیتے ہیں''۔

اب ذیل میں مولوی عامرعثمانی دیوبندی کی تعریف وتوثیق پردیوبندی علماکے حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

(۱)دیوبندی فرقہ کےمرکز دارالعلوم دیوبند سےمولوی عامرعثمانی دیوبندی کی توثیق:

مولوی مرغوب الرحمان دیوبندی(مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی زیرسرپرستی اورمولوی بدرالدین اجمل علی القاسمی دیوبندی (رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) کی زیرنگرانی مولوی حبیب الرحمان اعظمی دیوبندی (استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند) کی کتاب ''مقالات حبیب'' شائع ہوئی ہے،اس کتاب پرمفتی سعیداحمد پالنپوری دیوبندی (شیخ الحدیث وصدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند)،مولوی نورعالم خلیل امینی

(استاذِ ادب ورئیس التحریر ''الداعی'' دارالعلوم دیوبند) کی تقاریظ بھی درج ہیں۔ اس کتاب میں مولوی حبیب الرحمان اعظمی دیوبندی نے ''طبقات مشاہیر علمائے دیوبند'' کے ذیل میں ''صحافی واہلِ قلم'' دیوبندیوں میں نمبر ۷ پر لکھا ہے:

''مولانا عامر عثمانی، ماہنامہ تجلی، دیوبند''

(مقالاتِ حبیب، حصہ اوّل، صفحہ ۴۳، مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند)

(۲) نجم الدین احیائی دیوبندی کی جانب سے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کی تعریف وتوثیق:

نجم الدین احیائی دیوبندی نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر مولوی عامر عثمانی دیوبندی کی تعریف کی ہے، ذیل میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

نجم الدین احیائی دیوبندی نے ایک عنوان قائم کیا ہے:

''بریلوی علمِ کلام، مولانا عامر عثمانیؒ کی نگاہ میں''

اس کے تحت حاشیہ میں لکھا ہے:

''افسوس کہ مولانا ۱۳ اپریل ۱۹۷۵ء کو اپنے رب سے جا ملے۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مَرنے والے میں''

(زلزلہ در زلزلہ، صفحہ ۱۱، مطبوعہ کتب خانہ مظہری، گلشنِ اقبال نمبر ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲، کراچی۔

ایضاً، صفحہ ۱۴، مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیوبند)

کتاب ''زلزلہ'' میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا'' لکھا گیا تو نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھا:

''جناب حافظ عبدالعزیز صاحب! آئیں اور اپنے اس لاڈلے کا قلم پکڑ لیں، جو ایک دیوبندی ہی نہیں ''گاڑھے دیوبندی'' کو مولانا کہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا''

(زلزلہ در زلزلہ، صفحہ ۱۲ و صفحہ ۲۳، مطبوعہ کتب خانہ مظہری، گلشنِ اقبال نمبر ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲،

کراچی۔ایضاً،صفحہ۱۵وصفحہ۲۳،مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیوبند)

زلزلہ میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا'' لکھا گیا تو نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھا:

''بھلا ہو مولانا عامر عثمانی صاحب مدیر تجلی کا''

(زلزلہ درزلزلہ، صفحہ۲۱، ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ مظہری، گلشنِ اقبال نمبر۲، پوسٹ بکس۱۱۱۸۲، کراچی۔ایضاً،صفحہ۲۲،مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیوبند)

زلزلہ میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا'' لکھا گیا تو نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھا:

''ہمیں مدیر تجلی کے قلم کی تعریف کرنی چاہیے''

(زلزلہ درزلزلہ،صفحہ۳۰،مطبوعہ کتب خانہ مظہری،گلشنِ اقبال نمبر۲، پوسٹ بکس۱۱۱۸۲، کراچی۔
ایضاً،صفحہ۲۸،مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیوبند)

زلزلہ میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا'' لکھا گیا تو نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھا:

''دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل نے قادری صاحب کو اتنی بلندی پر لے جا کر پٹخا ہے کہ انہیں جب ہوش آئے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ ''تجلی'' کا تبصرہ ''زلزلہ'' کے دوسرے اڈیشن میں شائع فرما کر کس گہرے کھڈ میں گر گئے ہیں''۔

(زلزلہ درزلزلہ،صفحہ۱۲وصفحہ۲۳،مطبوعہ کتب خانہ مظہری،گلشنِ اقبال نمبر۲، پوسٹ بکس۱۱۱۸۲، کراچی۔ایضاً،صفحہ۳۰،مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیوبند)

زلزلہ میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو ''مولانا'' لکھا گیا تو نجم الدین احیائی دیوبندی نے لکھا:

''قبوری شریعت اور مولانا عامر عثمانی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ:

میں آخر میں مولانا عامر عثمانیؒ صاحب کی ایک حقیقت افروز تحریر ہدیہ ناظرین کرنے کے بعد اس بات کو ختم کرتا ہوں، مولانا نے اس میں قبوری شریعت کے بارے میں ذرا کھل کر اظہارِ خیال کیا ہے‘‘

(زلزلہ در زلزلہ، صفحہ ۲۰۱، مطبوعہ کتب خانہ مظہری، گلشنِ اقبال نمبر ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲، کراچی۔ ایضاً، صفحہ ۱۳۸، مطبوعہ اِدارہ تحفظ عقائد ونظریات علماءِ دیو بند)

(۳) ڈاکٹر خالد محمود دیو بندی کی جانب سے مولوی عامر عثمانی کے دیو بندی ہونے کی تصدیق:

ڈاکٹر خالد محمود دیو بندی نے لکھا ہے:

’’نامناسب نہ ہوگا کہ ہم یہاں ان بعض علما کی آرأ بھی نقل کر دیں جو تاریخ کے موضوع پر آگے بڑھے اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہمارے ہاں کوئی کتابیں تاریخ کی پوری مستند کتابیں نہیں ہیں‘‘

اس کے بعد شبلی نعمانی اور شاہ معین الدین ندوی کے اقتباسات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

’’علمائے دیو بند کی بھی یہی تحقیق ہے‘‘

اس کے بعد پہلے مولوی حسین احمد مدنی دیو بندی کا اقتباس نقل کیا ہے اور اس کے بعد مولوی عامر عثمانی دیو بندی کے بارے میں لکھا ہے:

’’دیو بند کے ایک دوسرے عالم مولانا عامر عثمانیؒ کی رائے بھی اس کے قریب قریب ہے‘‘

(خلفائے راشدین، جلد ۲، صفحہ ۳۴۶، مطبوعہ محمود پبلیکیشنز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، محمود کالونی، لاہور)

(۴) ’’فتاویٰ رحیمیہ‘‘ کے مرتب دیو بندی علما کی جانب سے مولوی عامر عثمانی دیو بندی کی توثیق:

مفتی عبد الرحیم لاجپوری دیو بندی کے فتاویٰ کی ابتدا میں یہ عنوان قائم کیا گیا ہے:

''فتاویٰ رحیمیہ کے متعلق حضرات اصحابِ فتویٰ۔علماوفضلاءِ محترم کی آراء''

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد ا، صفحہ ۲۸، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، لاہور)

اس عنوان کے تحت لکھا ہے:

''تقاریظ کا سلسلہ بہت طویل ہے، ان میں سے بعض تقاریظ تو ''فتاویٰ رحیمیہ'' کی دوسری جلدوں میں شائع بھی ہوچکی ہیں۔تاہم ہماری دلی خواہش تھی کہ تمام تقاریظ یکجا شائع ہوجائیں، مگرطوالت کے خوف سے صرف ان حضرات کے اسمائے گرامی ذیل میں شائع کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے''

ناموں کی اس فہرست میں دوسرے نمبر پر مولوی عامرعثمانی دیوبندی کا نام درج ہے۔اس فہرست کے متعلق لکھا ہے کہ:

''مذکورہ حضرات کی گراں قدر تقاریظ اورآراء سے ہماری حوصلہ افزائی ہوئی۔ہم ان تمام حضرات کوقدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان تمام صاحبان کے ممنون ومشکور ہیں۔جزاھم اللّٰہ خیرالجزاء''

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد ا، صفحہ ۴۰، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، لاہور)

اس کے بعد ''فتاویٰ رحیمیہ'' کے متعلق مولوی عامرعثمانی دیوبندی کا تبصرہ بھی نقل کیا گیاہے اوراس سے قبل یہ عنوان قائم کیا گیا ہے:

''ایڈیٹر ماہنامہ ''تجلّی'' دیوبند''

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد ا، صفحہ ۴۲، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، لاہور)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ''فتاوی رحیمیہ'' کے دیوبندی مرتبین کی جانب سے مولوی عامرعثمانی دیوبندی کی رائے کوگراں قدرقرار دیتے ہوئے قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔اور''جزاھم اللّٰہ خیرالجزاء'' کے الفاظ سے اس کے لیے دُعا کی جارہی ہے۔ حالانکہ مولوی حسین احمدمدنی دیوبندی، مولوی احمدعلی لاہوری دیوبندی اورمولوی یوسف بنوری دیوبندی سمیت متعددد یوبندی علما کی

جانب سے مودودی کو گمراہ قرار دیا گیا ہے۔اگر مولوی عامر عثمانی دیوبندی نہیں بلکہ مودودی اور مودودی جماعت کا آلہ کار ہے، بدمذہب ہے۔ تو کیا اس کے لیے ’’فتاویٰ رحیمیہ‘‘ کے مرتبین کی جانب سے مذکورہ الفاظ استعمال کرنا دُرُست ہیں؟

(۵) مولوی خورشید حسن قاسمی دیوبندی (رفیق دارالافتاء دیوبند) کی جانب سے عامر عثمانی دیوبندی کی توثیق:

مولوی خورشید حسن قاسمی دیوبندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

’’مولانا عامر عثمانی دیوبندیؒ: مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ تجلی دیوبند۔

’’آپؒ کی ذاتِ گرامی علمی اور ادبی دُنیا میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ آپؒ دیوبند کے معروف علمی وادبی خانوادہ، خاندانِ عثمانی سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کے والد ماجد جناب مولانا مطلوب الرحمان عثمانی صاحبؒ، دیوبند کے ممتاز عالمِ دین اور اپنے دَور کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔مولانا عامر عثمانی، دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے ہیں۔مرحوم موصوف نے فراغت کے بعد اپنی توجہات اور دلچسپیوں کا موضوع ادب اور صحافت بنایا، اور منفرد طرز کی تحریرات ونگارشات سے دُنیا کی خدمت میں مشغول رہے۔اگرچہ مرحوم موصوف کے بعض نظریات وخیالات اور تحریرات سے علمی اعتبار سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔لیکن مرحوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ملت کے بعض مسائل میں وہ دوسروں سے بہت زیادہ سبقت لے گئے ہیں تو یہ کہنا بے جانہ ہوگا۔مثال کے طور پر ردّبدعت اور رَدّ قادیانیت کے سلسلہ میں ادبی، صحافتی، علمی اپنے دَور کے کثیر الاشاعت ماہنامہ تجلی میں ردّبدعت کے سلسلہ میں مستقل طور پر نذرات اور گراں قدر مقالات اور مضامینِ عالیہ سے جس طرح سنت کا دفاع کیا، وہ تاریخ کا ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ چنانچہ مذکورہ ماہنامہ میں قسط وار شائع ہونے والے مضمون ’’مسجد سے میخانہ تک‘‘ میں ہیں۔مرحوم موصوف نے جس طریقہ سے بدعت اور اہلِ بدعت کی قلعی کھولی ہے وہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔اسی وجہ سے مسلسل علمی حلقوں کی جانب سے

اصرار کے بعد مرحوم نے مذکورہ مضامین کو ’’مسجد سے میخانہ تک‘‘ کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع کیا اور ردّ بدعات پر تحقیقی کتاب ’’بدعت کیا ہے؟‘‘ شائع کرائیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں ’’قادیانیت کے جیب وگریبان‘‘ تصنیف فرمائی۔ افسوس تجلی کے قیمتی فائل کی طرح مذکورہ تصانیف بھی نایاب ہوگئیں اور ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے دیوبند کا مشہور مکتبہ تجلی اور برّ صغیر کا عظیم ماہنامہ تجلی، صرف تذکرہ کی حد تک ہی باقی رہ گیا۔ مولانا عامر عثمانی صاحب مرحوم منفرد اندازِ تحریر کے مالک تھے۔ اور تصنیف وتحریر میں مرحوم کا جداگانہ طرز تھا۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نثر و نظم اور خطاب وخطبات کی صلاحیت اور مہارت بیک وقت جمع ہوجائیں۔ مرحوم موصوف میں یہ تینوں صفات حیرت انگیز طور پر جمع تھیں۔ مرحوم موصوف، صاحبِ طرز ادیب، شاعر، عظیم مصنف اور مفکر تھے۔ مرحوم اگرچہ جسمانی اعتبار سے کمزور لیکن عزم اور ارادہ کے اعتبار سے مضبوط شخص تھے۔ کسی رائے کو دُرست سمجھنے کے بعد سخت سے سخت مخالفت کے باوجود اس میں کسی قسم کی لچک نہیں ظاہر فرماتے تھے۔ بہرحال زندگی کے آخری ایام میں مرحوم قلب کے مریض ہوگئے تھے۔ اتفاق سے بمبئی میں ایک تاریخی مشاعرہ کا موقعہ آیا۔ جس میں مرحوم کو شرکت کرنی تھی۔ مولانا کے متعلقین اور اہلِ خانہ کے سخت منع کرنے کے باوجود مرحوم مشاعرہ میں شرکت کے لیے بمبئی تشریف لے گئے۔ قلب کے مرض کا سلسلہ تو پہلے ہی سے چل رہا تھا کہ مشاعرہ کے اسٹیج پر قلب کا دورہ پڑا اور ۱۲ اپریل ۱۹۷۵ء میں اسی جگہ وفات ہوگئی۔ اور بمبئی کے مشہور قبرستان ناریل واڑی قبرستان میں تدفین ہوئی‘‘۔

(دارالعلوم دیوبند کی تاریخی شخصیات، صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن، جامع مسجد دیوبند)

قارئین کرام! آپ نے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کی تعریف وتوثیق پر دیوبندی علما کے پیش کیے گئے اقتباسات میں ملاحظہ فرمایا کہ:

۱۔ مولوی حبیب الرحمان اعظمی دیوبندی نے مشہور دیوبندی صحافی اور اہلِ قلم

افراد کی فہرست میں مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا نام درج کیا ہے۔

۲۔ نجم الدین احیائی دیوبندی نے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو بہت سی خوبیوں کا مالک اور ''گاڑھا دیوبندی'' کہا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولوی عامر عثمانی دیوبندی کو دیوبندی علما میں شمار کیا ہے۔

۴۔ ''فتاویٰ رحیمیہ'' کے دیوبندی مرتبین نے ''علماوفضلاءِ محترم'' میں مولوی عامر عثمانی کوشمار کیا ہے، اس کی رائے کو ''گراں قدر'' قرار دیتے ہوئے قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے، اوراس کے لیے جزائے خیر کی دعا کی ہے۔

۵۔ اور مولوی خورشید حسن قاسمی دیوبندی (رفیق دارالافتاء دیوبند) نے تو مولوی عامر عثمانی دیوبندی کی تعریفوں کے پل باندھ دیے ہیں۔

لہٰذا ساجد خان دیوبندی کا اپنے مستند عالم مولوی عامر عثمانی کے ''دیوبندی'' ہونے سے اِنکار کرنا ابوایوب دیوبندی کے اُصول کے مطابق ''بے غیرتی'' اور ''بے حیائی'' ہے۔

(۷ صفرالمظفر ۱۴۴۲ھ/ ۲۶ ستمبر ۲۰۲۰ء)

تَمَّتْ

احتسابِ دیوبندیت، جلد ۳

مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کی کتاب "المہند علی المفند" کی فریب کاریوں کے رد میں لکھی گئی اہلِ سنت و جماعت کی علمی تحقیقی کتب کا ضخیم مجموعہ

بنام

المہند کا علمی و تحقیقی محاسبہ

ترتیب، تخریج، حواشی

میثم عباس قادری رضوی

باہتمام ضیغمِ اسلام قاطع بدمذہبیت

حضرت علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ قادری مدظلہ العالی

ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت پاکستان